یا صاحب البرکات والخیرات

مصنفۂ حضرت سلطان العاشقین قدوۃ السالکین جناب سید شاہ برکت اللہ

الملقب بہ صاحب البرکات صاحب درگاہ علیہ مارہرہ قدس سرہ العزیز

دیوان عشقی | مثنوی ریاض عشق

مجمع البرکات

رسالہ سوال جواب | عوارف ہندی

جسکو جناب حافظ حاجی سید علی احسن صاحب سجادہ نشین درگاہ علیہ برکاتیہ نے مع دیباچہ

مرتب کیا اور بندہ ہیچمیرز خاقانی وفا مارہروی نے اپنی فرمایش سے

مطبع عالم پریس دہلی میں چھپوایا

(باہتمام محبوب احمد ایجنٹ مطبع)

ریاض سخن

بہولے ہین ابتو مردم دیدہ چمن کے پہول
آنکہون سے چن رہے ہین ریاض سخن کے پہول

حضرات یہ وہ گلدستہ ہے جسکی ہر چتی سے ناظر کو ایک خاص دلچسپی ہوتی ہے اسکے ہر ایک پہول کو معشوق کے گل عارض سے تشبیہ دیجاتی ہے اس گلدستہ کو ریاض سخن مین پہولے پہلے آج دس مہینے ہو چکے ہر مہینے مین ایک نئے رنگ سے اپنے حسن و جمال کی خوبیان پبلک کو دکہاتا ہے اس گلشن سخن کی جو شخص سیر کریگا اسکو وہ وہ لطف حاصل ہونگے جسکے بیان سے ہماری زبان قاصر ہے کہین سوسن اپنی زبان آوری کا سبق دے رہی ہے کہین نرگس آنکہون ہی آنکہون مین بلبل کو گل کی محبت کا اشارہ کر رہی ہے کہین جوانان چمن مست الست کیطرح جہوم رہے ہین کہین سرو اپنے خرام ناز سے عاشق مزاج دلونکو پامال کر رہا ہے غرض کہ یہ وہ گلدستہ ہے جسکی درستی کیلیے حضرت داغ بالقابہ اور حضرت امیر اور حضرت شوق اور حضرت جلال اور حضرت احسان اور حضرت مضطر اور حضرت شہیر جیسے لوگ اپنا اپنا عزیز وقت صرف کرتے ہین پبلک کے مذاق کے موافق علاوہ نظم کے آٹھ صفحے ناول کے بہی شایع کیے جاتے ہین اور نیز بامذاق لوگونکے لیے کچہہ تہوڑا سا فارسی کلام بہی اس گلدستہ کے ساتہہ شایع ہوتا ہے جسکے مصنف ایک مشہور اور مستند بزرگ جناب عالم و فاضل حضرت فرجدی سید شاہ صاحب عالم صاحب صاحب قدس سرہ العزیز سجادہ نشین درگاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ ہین جسکی خوبی دیکہنے پر منحصر ہے گویا خاص اہل فارس کا کلام ہے اس مجموعہ سخن کی سالانہ قیمت صرف مبلغ (عمار) معہ محصول ڈاک ہے جو صاحب محض گلدستہ نظم لینگے اُنسے ایک روپیہ (عہ) اور معہ ناول (عہر) معہ فارسی کلیات (عمار) روپیہ ہے غرض کہ ہر پارٹ اسکا قابل دید ہے منگا لیجیے اور جلد منگایئے

المشتہر
سید علی احسن احسن منیجر ریاض سخن مارہرہ ضلع ایٹہ

مقدمہ

یا صاحب الکرامت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
و آلہ و صحبہ ذی الفضل العظیم

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمد چشم بر راہ ثنا نیست

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ و اولیاء امتہ اجمعین

فی الحقیقت وہ مشہور و معروف خاندان جسکے ہر ایک جزو کو خاص و عام معزز نگاہوں سے دیکھتے ہوں اور واقعی وہ قابل افتخار و اعزاز ہو تو اُسکے وہ حالات جنکی وجہ سے اُس خاندان کے حضرات بابرکات مفتخر خیال کیے گئے ہیں اگر قلمبند نہ کیے جائیں تو اُس خاندان کے اعقاب بدنصیب خیال کیے جائیں گے۔

یعنی اسوقت سادات بلگرام کے ایک بزرگ یعنی اپنے جد امجد قدوۃ السالکین

سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات قدس اللہ سرہ العزیز کے مختصر حالات لکھکر آنکی تصنیف کے مجموعہ مین بطور دیباچہ چھپان کیئے دیتا ہون ناظرین سے امید ہے کہ اسکو قدر کی نگاہون سے دیکھکر مجکو عزت بخشین گے۔

اصل مین آپکا اور آپکے آباو اجداد کا مولد و مسکن قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی جو ملک اودہ مین ہے تھا مگر آپ کے جد امجد حضرت سید شاہ عبد الجلیل خلف اکبر حضرت میر عبد الواحد قدس اللہ اسرار ہما جو ایک مشہور و معروف بزرگ ہین مارہرہ کے قیام کا سبب ہوے جنکی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپکی طبیعت تنہائی پسند بہت تھی اور اہل تصوف مین صاحب جذبہ قوی مانے جاتے تھے اکثر آپ صحرا نوردی کیا کرتے تھے چنانچہ عرصہ تک اسی ذوق و شوق مین اپنے وطن اور عزیزون سے کنارہ کش رہے آپکی عمر کا قریب قریب نصف حصہ اسی حالت مین گزرا مدت تک آپنے اپنے اعزا کو اپنی طرف چشم بر انتظار رکھا اتفاقاً ایک مرتبہ اسی حالت بیخودی مین ایک جماعت کے ساتھ آپ کا گزر بلگرام مین ہوا۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ جن تاریخون مین حضرت بدیع الدین شاہ مدار کا سالانہ عرس ہوا کرتا ہے۔ مکن پور جہان کہ حضرت موصوف کا مزار واقع ہے بلگرام سے قریب ترہے

اور اس زمانے مین اُسکا راستہ بلگرام ہی ہو کر تھا یہ وہی جماعت تھی جو بغرض شمول
برکات عرس و فاتحہ مکن پور جاتی تھی غرضکہ جب آپ بلگرام ہو پہنچے اور اوس محلہ
مین جہین کہ انکی ہمشیر کا مکان تہا گذرے اتفاقاً انکی بہن نے انکو دیکھکر پہچانا
اُنہون نے اُس محبت جبلی سے مجبور ہو کر (جو خدا نے ہر ایک بہن بہائی کے
دل مین ودیعت کی ہے) باواز بلند پکارا مگر یہ تو دوسرے ہی عالم مین تھے وہ آواز
نہ سُنی آخر بمشکل تمام اپنی ہمشیر کے گہر مین آ گئے اور اپنے عزیز اقربا کے سمجہانے
بجہانے سے وہ دن اُسی گہر مین گزرا اور آخر شب سبکو سوتا چھوڑ کر وہان سے
نکل کہڑے ہوے اسی سفر مین آپکا گذر اترنجی کہیڑہ پر ہوا یہ کہیڑہ مارہرہ سے جانب شرق
واقع ہے یہ جگہ عرصہ سے غیر آباد ہے چونکہ اسپر ایک بزرگ کا مزار واقع ہے جو
حسین شہید کے نام سے مشہور ہے اسلیئے اس مقام پر اب بھی بعد دو سے چند
خادمون کا قیام رہتا ہے ۵۸۸ھ مین جبکہ سلطان محمد معز الدین سام الملقب بہ
شہاب الدین غوری خلافت گاہ غزنی پر جلوہ فرما ہوا تو چند مرتبہ وہ بارادہ تسخیر
ملک ہندوستان مین آیا حتی کہ ۵۸۸ھ مین بعد محاربہ عظیم راے پتہورا بادشاہ
دہلی کو زندہ گرفتار کیا اور سب سے پہلے سلاطین اسلامیہ مین تخت سلطنت دہلی پر جلوہ افروز
ہوا اس درمیان مین راجہ بین سے جو اترنجی کہیڑے کا مالک تہا کچھ چپقلش

پہنچ گئیاں ہوکر نوبت بمحاربہ پہونچی چنانچہ ایک مرتبہ بذات خاص خود شہاب الدین نے
لشکر کشی کرکے فتح کیا اور بذریعہ سرنگ کل عمارت نیست و نابود کردی اسی
حادثہ میں راجہ مع جملہ متعلقین و متوسلین و سپہ کر مر گیا اُس زمانہ سے وہ قلعہ بطور
ٹیلہ کے ویران پڑا ہے ۔

بہر حال حدود سنہ ۱۰۱۷ھ میں حضرت کا گزر اُس غیر آباد جگہ میں ہوا اور کچھ دنوں تک
شہید موصوف کے مزار پر آپ کا قیام رہا شدہ شدہ آپ کے قیام کی خبر مارہرہ پہونچی محمد
وزیر المخاطب بہ چودھری وزیر خان جنکے آبا و اجداد سلاطین عصر کی طرف سے علاقہ
مارہرہ کے قانون گو مقرر تھے اور یہ خود بھی اس عہدہ پر معمور اور مارہرہ کے رئیس اعظم
تھے اس خبر کو سنکر بہت خوش ہوے اور گویا بہ الہام غیبی ایک دن علی الصباح اپنے
ساتھ ایک جماعت بزرگ لیکر حضرت کے استقبال کے لیے پہونچے اتفاقاً
حضرت بھی اُس روز ٹیلے سے اُتر کر خراماں خراماں مارہرہ کی طرف آرہے تھے
راستے ہی میں وزیر خان سے ملاقات ہوئی اور وہ آپ کو بہ اعزاز تمام مارہرہ لائے
غرضکہ اُس زمانے سے پیرزادگان مارہرہ کی بنیاد مارہرہ میں قائم ہے بعد تشریف آوری
حضرت کی عمر کے تقریباً چالیس برس مارہرہ میں گزرے اور یہیں بعہد سلطنت
ابو المظفر سلطان خرم شہاب الدین محمد شاہجہان ساتویں صفر سنہ ۱۰۵۶ھ کو اس جہان فانی

سے جا ملے وفات پائی آپ کا مزار مارہرہ مین زیارت گاہ انام ہے آپ کے صاحبزادے حضرت سید میر اویس بلگرام سے مارہرہ مین اکثر تشریف لایا کرتے تھے مگر اُن کا مستقل قیام یہان نہین رہتا تھا حضرت میر عبد الجلیل کے بعد اُنکے معتقدین نے بہت چاہا کہ حضرت میر اویس مارہرہ مین اپنی سکونت اختیار کرین مگر آپ نے اُنکی درخواست نامنظور کی البتہ بہ نسبت سابق کے یہان قیام زیادہ کرنے لگے ۱۰۹۷ھ مین جبکہ آپ بلگرام تشریف لے گئے تھے حیات مستعار نے وفا نہ کی اور وہین انتقال فرمایا حضرت صاحب البرکات انہین بزرگ کے بڑے صاحبزادہ ہین اب مین اپنے معزز ناظرین کو حضرت صاحب البرکات کے حالات کی طرف متوجہ کرتا ہون -

حضرت صاحب البرکات کی ولادت باسعادت کا وہ زمانہ ہے جبکہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر کو تخت سلطنت پر بیٹھے دو برس گزر چکے تھے آپکا سال ولادت ۱۰۷۰ھ ہے آپ نے ایک شعر مین اپنی تاریخ ولادت خود لکھی ہے ؎

سالِ تولدم ہمہ تقویم دان شہر	روے حساب شائق خوبان نوشتہ اند ۱۰۷۰ھ

آپکی ولادت قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی مین واقع ہوئی اپنے والد بزرگوار حضرت میر اویس صاحب کی حیات تک آپکی عمر کا حصّہ بلگرام ہی مین گزرا بعد وفات اپنے والد ماجد کے کالپی تشریف لے گئے اور وہان حضرت سید شاہ فضل اللہ صاحب سجادہ

سے دست بیعت ہو کر بارہرہ تشریف لائے حضرت میر غلام علی آزاد بلگرامی اپنے تذکرہ
مآثر الکرام میں بشرح تحریر فرماتے ہیں ۔

سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن
میر عبد الواحد بلگرامی قدس اللہ اسرارہم شاہباز بیت آشیانش سدرۃ المنتہیٰ و کبک
تا زیست سیدانش سموات علی شعشعۂ ولایت از جبینش پیدا و جبروت فقر
از ناصیہ اش ہویدا مدۃ العمر سر بر آستانۂ خالق گذاشت و قدم بر در مخلوقے نفرسود
امیر و فقیر فرش آستانش بودند و گوے سعادت از عالم علوی و سفلی مے ربودند
اگرچہ اوائل حال دست بیعت بجناب سید عزیز بن سید عبد النبی بلگرامی قدس سرہ
داد اما از مبادی عہد شباب تا آغاز ایام کہولت صحبت سید العارفین میر سید
لطف اللہ عرف شاہ لدھا قدس سرہ لازم گرفت و تحقیق استعدادش بہ فروغ
باطن اقدس برنگ کمال پذیرفت و از مشرب خاص آنحضرت حظ مستوفی
اندوخت و سند خلافت و اجازت اخذ نمود سید العارفین را نسبت بایشان
معاملات معنوی خاص بود و مکاتیب محتوی بر اسرار حقائق و معارف اکثر بنام
مشار الیہ شرف صدور یافت بسیارے ازان مکاتیب در نسخہ انیس المحققین
مندرج است طالبان را از مطالعہ آن حظ روحانی حاصل مے شود و نیز صاحب البرکات

بدار الولایت کالپی رفتہ از خدمت مخدوم زادہ عالیجناب شاہ فضل اللہ بن
میر سید احمد قدس اللہ اسرارہما تیمنا و تبرکا سند اجازت و خلافت التماس نمود
حضرت مخدوم زادہ قدس سرہ التفات ہا و عنایت ہا مبذول داشت و بہ عطائے
مثال خلافت پایہ اش را بلند گردانید و بہ اعزاز و اکرام فراوان رخصت
فرمود" الخ

اوّل اول جبکہ حضرت صاحب البرکات مارہرہ تشریف لائے تو اپنی جد بزرگوار
کی خانقاہ مین قیام کیا جسکے ہمسایہ مین اکثر رذیل اقوام کا مسکن تھا چونکہ ایسی جگہہ
آپکے قیام کے لیے مناسب نہ تھی اسلیئے آپنے وہان سے ترک سکونت
کرکے اوس جگہہ قیام فرمایا جو فی الحال بستی پیرزادگان کے نام سے مشہور ہے
جبکہ آپ کو اپنے قیام کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہوگیا اوسوقت آپنے اہل و
عیال کو بلگرام سے طلب فرمایا اور مارہرہ کو اپنا وطن قرار دے دیا آپکے دونون
صاحبزادے یعنی حضرت شاہ آل محمد و حضرت صاحب النجات شاہ نجات اللہ
بلگرام ہی مین پیدا ہوئے پھر جبکہ آپ کا مستقل قیام اس خیر آباد جگہہ مین ہوا تو
باہتمام اکثر معتقدین دالاشان عمائد کنبوہ خانقاہ اور مسجد تعمیر ہوئی آپکے فضل و کمال
کا شہرہ تھوڑے سے ہی عرصے مین آویزہ گوش آفاق ہوا اور اکثر عمال اور تعلقہ دار

آپکے معتقد و مرید ہوئے۔

اگرچہ آپکو اسناد خلافت سلاسل خمسہ اباً عن جدٍ حاصل تہین مگر آپنے زیادہ ترواج سلسلۂ علیۂ قادریہ کو دیا ہمیشہ آپ مطابق شریعت غرّہ عمل درآمد فرمایا کرتے تھے آپکے معتقدین یا مریدون مین بھی اگر کوئی خلاف شرع رسوم کا شیوع کرتا تو آپ اسکو تنبیہ فرماتے بلکہ اکثر ایکجو باہر کے آجاتے اور وہ معاصی و مناہی مین مبتلا ہوتے تو آپ انکو بطریق سنت سنیّہ اپنے اخلاق سے ایسا گرویدہ کرتے کہ وہ خود بخود ان افعال قبیحہ سے تائب ہوجاتے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہہ دوایک حکایتین آپکی عادات اور اوصاف اور اخلاق کی جو آپکے چہوٹے صاحبزادے حضرت صاحب النجات نے قلمبند فرمائی ہین۔ بعبارتہٖ نقل کرکے ہدیۂ ناظرین کرون۔

ذکر اتیت و مسلمان شدن آن

وقتے کہ راجہ خوشوقت رائے قوم کہتری عامل مارہرہ بود فقرائے ہنود از فرقہ اتیت آمدہ زیر درخت نیب کہ متصل آبادی سرائے بر دروازہ کٹرہ احمد سعید خان صاحب جاگیردار واقع است فرود آمدند سروار آنہا ہر صبح وشام رسنے بر درخت آویختہ بدان خود را آویزان بیساخت بطورے کہ سرزیر و پا بالا و در زیرآن آتش

می افروخت و ناقوس می نواخت و بران آتش مثل جهوله تریشعله آمد و رفت
می کرد و آسیب آتش بار و بهیر سید تمامی هنودان جمع شده گرداگرد و دست بسته
با ادب تمام می ایستادند بعد دو گهڑی که فرو می آمد انگشتهای آن آتش افروخته
را تبرک کرده می بردند و نذرهای از هر قسم می آوردند بعده وسه روز از اهل
اسلام هم جمع شدند و بطرز هنودان انگشتهای میگرفتند و نیازهای کردند
شهره عام و غلو تمام شد روزی بعد نماز عصر فقیر اکثر در باغیچه که الحال درگاه در انجاست
می آمد از انجا آن زمرهٔ بنظر می آمد آن اثنا شخصی سردار سر و پا برهنه بطرزی که
لنگ بسته نشسته بود تنها برخاست دیدم که بسوی ما می آید جوانی خوبصورت
نعلین چوبین در پای بی آنکه از کسی بپرسد و دعا و سلام کند روان روان بوده از
در آمد گویا که او را کسی گرفته می برد در انوقت در حضور حضرت صاحب چندان انبوه
نبود بعد دو سه چند حاضر بودند و قاعده چنین بود که همیشه حضرت صاحب هرگز
زینهار گاهی بطرفی نمی نگریستند مگر کسی که روبرو آید یکبارگی نظر برداشته
بسوی او می نگریستند آن نگاه که

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود که گوشهٔ چشمی بما کنند

کسانیکه این حالت دیده اند میدانند که هیچ چشم مست بدان مستی و مخموری نظر

نیامده و نیز اکثر ضابطه بود که تکلم با هر یک از زبان نمی نمودند مگر بنا بر ضرورت
یا اشارت میفرمودند مثلاً اگر کسی تازه وارد سے روبرو شد بچشم اشاره شد
و بعض وقت لب بسته بدست مبارک ایما فرمودند اگر آینده معلوم کرد جواب
عرض نمود والا حاضران گفتند که از کجا ئی غرض که رعب جناب عالی بر اهل
مجلس بطور هیبت و صلابت بمناسبتی بود که از اهل دنیا و علما و فقرا هزارها
معاینه شده که استفسار نکته یا استکشاف عقده نمودند جناب عالی هر چه
از زبان مبارک ارشاد فرمودند سایلان یارای تکرار نداشتند و همه
گردنکشان که روبرو شدند با دب خشوع و خضوع کردند الحاصل که آن اتیت
را دیده نیز همان وتیره اشاره فرمودند همانجا با دب تمام استاده عرض
کرد که فقیر هم وارد دوارکا که معبد هندوان است می آیم فرمودند که در توهم دوارکا
است از ان هم خبرداری عرض کرد که نی در کتب خود دیده ام باز عرض
کرد که متصل آبادی فرود آمده ام و بر آتش آویزان می شوم باز فرمودند
که آتشی که در تست گاهی بران آویخته عرض کرد که نی در کتب خود دیده ام
باز عرض نمود که اراده گیا تربینی دارم فرمودند که از تربینی که در خود داری غسل کرده
گفت نی و همان جواب سابق گفته بی اختیار از زبانش بر آمد لا اله الا الله محمد رسول الله

بعد ازان عرض نمود که همین جا باشم و بنده از بندگان سرکار شوم و
این جماعت که همراه دارم همه را جواب دهم اینقدر عمر عبث رائگان ضائع شد
تمام معبدها را سیدم و هیچ ازان حصولے نیافتم فرمودند که الحال بر دو دامے
که در سرواری راه خود گیر هر چند عرض نمود پذیرا نشد چار و نا چار رخصت شد
بطرف حاضران فرمودند که از سه روز این آواز ناقوس و این غوغا غبار بخاطر آورده بود
الحال رفع شد سبحان الله ۞

جمال روے ترا هر که دید حیران شد	چه صورتے است ترا لا اله الا الله

ایک اور حکایت جس سے آپکی استغنا کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور جو کمال فقر
پر دلالت کرتی ہے تحریر فرماتے ہین -

وقتیکه نواب ثابت خان بهادر از اٹه روانه شد از اتفاقات وقت بر اه
سکندره بکول رفت از انجا بچهپره پونهار دهره آمد از خبر آمد جاگیرداران
و قانونگویان براے استقبال رفتند نواب فرمود که همانجا بازگردید حیف و حسرت میباشد
که آیم همانجا ملازمت نمایند و از خدمتگار گفت که کلیم سیاه بیار که بر دوش
می روم لباس فقیران باید پوشید و جاگیرداران وغیره را رخصت کرد
که شما همانجا رفته لشسته باشند من می آیم خود در انجا قدرے توقف کرد که جاگیرداران

بحضور رسیدند فرمودند که خیلیست چرا حیج شده آمده اید ما جرا عرض نمودند
فرمودند که شما همانجا روید ما هرگز هرگز نواب را آمدن نخواهیم داد درین اثنا
نصیر الدین خان آمده از طرف نواب تسلیمات و بندگی و چنین چنان عرض کردند
هرگز قبول نیفتاد موسی الیه دو باره به نیاز تمام و خاکساری ما لا کلام
گذارش نمودند طبیعت جناب عالی باز دوست رفت فرمودند اگر او برفوج خود
نازان باشد این فقیر کتک گرفته وقتیکه روبرو خواهند شد فوج و لشکر
بیکار نخواهد آمد نامبرده رفته با نواب ظاهر نمود نواب خواست که برینهم رود نصیر الدین خان
دیده بود عرض کرد که صلاح نیست نواب ازین طرف بازگشته آن طرف
شهر دیده نمود صبح آن فضیلت و کمالات دستگاه میر سید عبد الله متوطن بلگرام
محله سید واڑه از انبیا سے سید میان مرحوم که از چند مدت رفیق و مصاحب نواب
بودند آمدند باراده اینکه برای آمدن نواب عرض نمایند و از نواب دعوی کرده
آمده بودند که من معقول سکنیم وقتیکه روبرو شدند بعد قدمبوس نیاز گزرانیدند
حضرت صاحب فرمودند که چه ضرورت است الحاصل بعد لابه و منت
تمام فقیر را حکم شد همین که روبرو نشستند هیچ نتوانستم گفت گویا که کسی
زبان بند کرده است بعد دیرے چون دیدند که چیزے نمیگویند و سراسیمه

و حیران وا نشسته اند بفقیر حکم کردند که پسر را طعام خورانید از انجا برخاسته
بردم و طعام خورانیدم و در اثنای طعام خورانیدن گفتند که نواب چنین عادل و دیانتدار
بر دین و اسلام قائم است و درباره مساکین و محتاجان شفقت و ایثار میکند
و مساجد ها ساخته و انهدام بنیاد کفر کرده و اکثر کفار و بیدینان را در اسلام
آورده و آنانکه ابا کردند اورا قتل کرده و قطاع طریقان را و دزدان را از بیخ بر کنده
مستاصل ساخته بر دینداران واجب و لازم است که دعای خیر در حق اینچنین
کس هر پنجوقت کنند و ملاقات چنین دیندار را طاعت و عبادت دانند
و آرزو کنند و فقرا را رویه خلق باید چنانچه حق تعالی با رسول می فرماید وَاِنَّکَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ این بدخلقی و ترشی و تلخی از کجا خصوص درباره اینچنین دینداران
زنهار زنهار خوب نیست گفتم عبث صاحب درد سر میکنند هیچ ازین فایده نخواهد
شد اگر بزعم شما باشد که مکرر این حکایت پیش حضرت رسانم ممکن نیست
هرچه گفتنی باشد شما روبرو عرض نمائید بگرمی و ترشی تمام گفتند که من روبرو
میگویم روبرو آمدن ندانم که با وصف فضیلت و جهاندیدگی و سلیقه کمال چه شد
که باز تا وقتیکه نشستند هرگز دم نزدند تا شش روز در پنجا دائره داشت دیگران
هم آمدند و عرض نمودند بر انشد میر مذکور با نواب گفتند که نواب را اگر با فقرا

ارادت است درویشی را طلبم که نواب حفظ کنند و دانند که فقیر این را سگ گویند
سید لطف الله عرف شاه لدها بلگرامی درویش کامل اند نواب خط نوشت
که صاحب را بخواب دیده ام از آن وقت آرزومندم خود بدولت تشریف
آرند و من بسبب کار و بار و بعضی سوانحات رسیدن نمیتوانم والا سعادت
میدانستم و سید عبد الله نیز خط نوشتند و طرفه آنکه خطوط را اگونده کرده و بیش حضرت
صاحب فرستادند که بدست آدم خود بلگرام فرستند و مبلغ یکصد و بست و پنج روپیه
هنڈوی ملفوف ساخته فرستادند حضرت صاحب بدست آدم سرکار خطوط
به بلگرام فرستاده جواب طلبیده بکول فرستادند میر صاحب عذر ضعف و
پیری نوشتند وقتیکه نواب برای بندوبست به اٹاوه رفت باوجودیکه از اٹاوه
بلگرام نزدیک بود بار خط طلب نوشته و هنڈوی صد روپیه و خط سید
عبد الله و پروانه زمین صد بیگه پخته و دو روپیه یومیه هم از اٹاوه بار بر فرستاده
که حضرت صاحب به بلگرام فرستند چنان شد دیدند که از فهم مدعا کشود روزی
دو پیرزاده غالب کار کشمیر باشند بر بقعه سوار آمدند قاعده بود که حضرت صاحب
وقت دوپهر همیشه وضو کرده بیرون تشریف آوردند دوگانه خوانده می نشستند
و همه ها و خواب سی بودند تا آنکه وقت ادای ظهر می شد آن زمان فقیران

از خواب برخاسته طهارت کرده به تهیه نماز مشغول می شدند بهمان عادت قدیم
از اندرون تشریف آورده بعد فراغ دوگانه نشستند درین اثنا آن هردو
از در در آمده آداب بجا آوردند و عرض نمودند که اصلح علی خان خواجه سرای
نواب که کل اختیار و مدار نواب بود و بدره زر نیاز فرستاده عرض نموده که من
بدل و جان ارادت آورده ام و مرید شده ام آرزو دارم که بخدمت رسیده بیعت
نمایم از انجا که تمام کاروبار اینجا ذمه من است نواب نمیگذارد که از کول بدیگر پرگنه روم
چنان توجه فرمایند که بخدمت رسم و اگر بخاطر آید بنواب تلقی فرموده مرا بطلبند
و این سخن وند رسوای حضرت صاحب دیگرے را معلوم نبود همان وقت
حضرت صاحب فرمودند این جواب تعلق از روبرو دارد و ندهیم همان وقت گرفته
خواهد شد زود بروید و این زر نیز همراه ببرید چرا که وقت نماز است مردمان می آیند و
این هر یک معلوم خواهد شد هر چند عرض نمودند که از نیاز است باشد و او غلام است
و بسیار آرزومند است نموده که قبول شود قبول نکردند آنها هر دو همیان گرفته بیرون
می رفتند که شیخ خیر الله کنبوه که مرید صادق بود و از وقت واقف اکثر از همه اول
می آمد نماسبرده از در در آمد آنها را دیده متعجب شده که کدام اند و چرا آمدند و زود رفتند
چون روبرو آمد حضرت صاحب تبسم فرموده فرمودند که امروز زرنک واپس دادم

و سرگذشت بیان کرد نماز ثانی الحال بعد عرصه معلوم شد که این فرستاده نواب
بود که برائے امتحان فرستاده"

آپ کے روزمرہ کے سب اوقات منضبط تھے دن بھر آپ وظیفے مین رہتے
بعد عصر ملاقات کا وقت مقرر رہتا آپ کی عبادت مثل عام لوگون کی عبادت کے
نہ تھی بلکہ جو خاص اولیاء اللہ کی صفت ہونی چاہیے وہ آپ مین تھی حد سے زیادہ
خضوع وخشوع نماز مین فرماتے تھے آپ کی عادات بھی سلف صالحہ کے مطابق
پائے جاتے تھے حضرت صاحب انجات فرماتے ہین "

از ان وقتیکه شعور یافتم حضرت صاحب را دیدم تا وقت وفات خمیازه وآروغ
گاہے ندیدم روزے در جائے نبشته دیدم که انبیا را آروغ وخمیازه نبود از ان وقت
گویا بتجسس ہمہ تن درین تفحص بودم ہرگز گاہے ندیدم وگاہے خنده وقہقہہ
ہم ندیدم بعض وقت که نہایت خوش می شوند رومال بر دہن مبارک مے نہادند و
چہرۂ مبارک قدرے سرخ میشد طاقت جسم بسبب ریاضت شاقه ہرگز نبود بسیار
ضعیف ونحیف بودند نماز اکثر نشسته میخواندند ودر وقت خواندن نماز چنان متوجه و
مستغرق مے شدند که جز ارکان نماز اصلا دیگر خبر نمیداشتند روزے وقت نماز
عصر مارسیاه از سقف مسجد بیرون افتاد اول پیش حضرت صاحب آمد بعد از ان

پیش امام آمده درجاے کہ امام سجدہ میکند پیچ خوردہ بفراغت نشست باز روانہ شدہ پیش حضرت صاحب وازانجا باز پیش تمام مقتدیان آمدہ باز گردیدہ پیش حضرت صاحب آمد سہ بارچنین گردش کرد مقتدیان وامام ترسان وہراسان بسبب آنکہ حضرت صاحب نکردند استادہ ماندند نوبت سیوم محمد افضل کنیدہ برخاست وازپاپوش سرش کوفت وباز داخل نماز شد بعد نماز ہریک آہستہ آہستہ شکرگزاری محمد افضل مے نمودند کہ ہمہ را ازین موذی خلاص کردی ورہاندی حضرت صاحب فرمودند کہ چیست ہمہ ما قصہ ماجراے تمام عرض نمودند فرمودند کہ مارا اصلا ازین خبر نیست ؎

نہ ہمین نشستن وبرخاستن ست نماز		دل چو حاضر نبود جنبش بیکار چہ سود

بہرحال آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بے حد و پایان ہین مگر کمزور قلم مین اتنی طاقت نہین کہ ایسے پُرزور واقعات کا محاصرہ کرسکون ہندوستان اور دیگر ولایت مین اکثر بڑے بڑے شہر کے باشندے اس درگاہ سے فیض یاب ہوے اور ہوتے ہین۔

آپ کا انتقال دسوین محرم روز عاشور ۱۱۴۲ھ کو ہوا بعد وصال آپ کے مزار پر باہتمام بعضے امرایان معتقدین ایک بہت بڑا گنبد تعمیر کیا گیا رفتہ رفتہ اور مکان بنتے

گئے چنانچہ اب اسوقت ایک بڑے احاطہ مین وہ درگاہ قائم ہے جس مین علاوہ اس گنبد کے متعدد صحنچیان اور کمرے ہین جو مزارات سے معمور ہین۔ آپکے انتقال کی تاریخین اکثر مورخین نے لکھی ہین منجملہ اُنکے دو ایک تاریخین جناب میر غلام علی آزاد کی مصنفہ درج کیجاتی ہین جو لطف سے خالی نہین ہے

بیدار دلے رفت سوے محفل قدس	بربست ز صحرا سے جہان محمل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رقم	صاحب برکات واصل منزل قدس

ولہ

سید کامل روشندل صاحب برکات	رفت ازین عالم و با حضرت حق یافت وصال
کرد آزاد رقم سال وفاتش بدو طور	یوم عاشور ہزار و صد و ہم جہل و دو سال

ولہ

نگارین خامہ من خون فشان است	ورق صحرا سے خونی ارغوان است
کہ بود امروز سید برکت اللہ	بگلگشت گلستان ارم راہ
چراغ اہل معنی قبلہ دین	مہ اوج کرامت قطب تمکین
بدست دل زنند اہل عبادت	ز نقش پای او فال ارادت
کند تا وصف او تا کے تکلم	دو عالم در صفات ذات او گم

وصالش روز عاشورا ازان شد	کہ با سبطین در جنت روان شد
نوشتم سال تاریخ مکرم	فنا فی اللہ شد آن پیر محرم
دگر تاریخ او بر سے کشم آہ	وصالش یوم عاشورا ہے با [illegible]

آپ کی شادی بلگرام میں سید مودود بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بلگرامی کی لڑکی سے ہوئی اور ان سے دو لڑکے اور تین لڑکی پیدا ہوئیں آپ کے انتقال کے بعد دونوں صاحبزادے جدا جدا سجادہ نشین ہوئے اور اُس زمانے سے دو خانقاہیں قایم ہوئیں چنانچہ ایک خانقاہ بڑی سرکار دوسری چھوٹی سرکار کے نام سے مشہور و معروف ہیں اس درگاہ کے صرف کے لیئے شاہان سلف کے زمانے سے چوبیس دیہہ معاف ہیں جنمیں سے علاوہ حق تولیت و جایداد آل محمد خانی ایک معتدبہ رقم صرف درگاہ کے لیئے مقرر ہے جسکا اہتمام و انتظام بہ قاعدہ مستمرہ وہ کمیٹی کرتی ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے بہ رضامندی جملہ پیرزادگان اولاد حضرت مقرر ہوتی ہے علاوہ اس جایداد موقوفہ کے چار سو چوبیس روپیہ چار آنہ سالانہ بطور پنشن گورنمنٹ سے ملتا ہے جو شاہان سلف سے مقرر چلا آتا ہے۔

اب میں اپنے دیباچہ کو ختم کرتا ہون اور ناظرین کی دلچسپی اور آگاہی کے لیے

آپ کا شجرہ نسب اور وہ وصیت نامہ جو آپ نے اپنے صاحبزادے کے نام لکھا ہے درج کرتا ہون وہو ہذا۔

آل محمد و نجات اللہ سلامت باشند این چند نصیحت نوشتہ شدہ بر آن عمل نمایند و این رسالہ را ہموارہ با خود دارند باید کہ مشغول بیاد الہی باشند بکتب فقہ و سلوک الفت نمایند و از تمام خود بلا جنبش ننمایند (?) بجائے عشاق و مردم دنیا نروند و زیارت قبور و دیدن عالمے کہ وسیلہ داشتہ باشد آنکہ ظاہر او بدین و دیانت آراستہ باشد البتہ روند و دیدن او را سعادت کونین دانند و ہیچ کارے و مطلبے بجا کوئے (?) یکسے رجوع نکنند کہ سازندۂ کارہا کارساز است و حسبۃ للہ برائے کار خلق با ہر کس تملق و بجاجت ننمایند کہ باعث ثواب است روزے حاکمے با این عاجز برائے کارے مخالفت کرد و درگذر کردہ شد اکثر عزیزان با و ملتجی شدند قبول نکرد و گفت اگر فلانے مرا رقعہ نویسد ازین کار و انکار بگذرم (?) عزیزان باین محتاج الی اللہ تقاضائے رقعہ نوشتن بکد و جہد (?) پیش کردند ناچار این بیت نوشتہ شد ع

آنکہ رخسار ترا رنگ گل و نسرین داد		صبر و آرام تواند بمن مسکین داد

خواند و باز آمد و موافقت نمود بہر حال در یاد او باشند و بہر آن ففروا الی اللہ و لا تقنطوا

من رحمة الله وتوکلوا علی الله بر دل وجان وزبان جاری دارند وطریقهٔ ظاهر را باسلوب لا ارد والاکد پیش سازند وشعار دین را هرچه تقیید تکالیف کرده آید دریغ نکنند جاهدوا فی سبیل الله آرے جهاد اکبر همین است که خود را آرام ندهند تا که آرام نیابند محاربه بانفس کنند وهیچکه رجوع نشوند وبر خلق دیگر هرگز اعتماد نکنند و بانها محتاج نشوند ؎

باغ مرا چه حاجت سرو وصنوبر است		شمشاد خانه پرور ما از که کمتر است
نصیحتے کنمت یادگیر ودر عمل آر	؎	که این
مجو درستی عهد از جهان سست نهاد		که این

المقصود علم وعمل پیش گیرند وبران مغرور نشوند وآرزوے آن کنند که چشم گریان ودل بریان وعمل خالص واجابت دعا ورفاقت درویشان ومسکن مسجد وآه درونا واخفاے حال از مدد الهی واز فیض عالم پناهی میسر شود آمین هم درین بودم که دل با من عتاب کرد وجانم پیچ وتاب نمود مطابق قول مشهور که خود وفضیحت و دیگران را نصیحت است تمام عمر بهوا رمویت سفید شد دلت همچنان سیاه است ظاهرت آراسته وباطنت تباه پس کار خود ببین وبحال خود غم واتمامی کدام حسنه از تو سرزده که دیگرے را نصیحت بیش مے آئی وکدام حمیده را سرانجام داده

که ارشاد می فرمائی بس کن و وقت از دست مده ۵

بنشین پس کار دیده بر دوز	از نار فراق خود همی سوز

این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آن چنان باش که می نمائی یا آن چنان نمائی که می باشی چون نیک نگریستم از ان هم برم که دل گفت آه صد آه ۵

وقت عزیز رفت بیا تا قضا کنیم	عمری که بی حضور صراحی و جام رفت

بس کردم تو بخود ہم خموشش گشتم بجوشش و خروشش آمده بودم بودم بار بهوش رسیدم یخرج الحی من المیت بمنه و کرمه -

شجرۂ نسب

نام	سنہ ولادت	سال وفات	جاے مزار
سید برکت اللہ	سنہ ۱۰۷۰ھ	۱۰ محرم سنہ ۱۱۴۲ھ	مارہرہ ضلع ایٹہ ممالک مغربی وشمالی
میر سید اویس	٠	سنہ ۱۰۹۷ھ	بلگرام ضلع ہردوئی
میر سید عبد الجلیل	سنہ ۹۶۲ھ	سنہ ۱۰۵۷ھ	مارہرہ
میر سید عبد الواحد	سنہ ۹۱۲ھ	سنہ ۱۰۱۷ھ	بلگرام

سید ابراہیم	٠	٠	٠
سید قطب الدین	٠	٠	٠
شاہ بدہ	٠	٠	٠
سید کمال	٠	٠	٠
سید قاسم	٠	حدود سنہ ۱۲۵ھ	٠
سید حسین	٠	٠	٠
سید نصیر	٠	٠	٠
سید حسین	٠	٠	٠
سید محمد	٠	٠	٠
سید حسین	٠	٠	٠
سید عمر	٠	٠	٠
سید محمد جعفری	٠	۱۰ شعبان سنہ ۱۲۴۵ھ	بلگرام
سید علی	٠	٠	٠
سید حسین	٠	٠	٠
سید الفتح ثانی	٠	٠	٠

سید ابو الفراس	٠	٠	٠
سید ابو الفتح واسطی	٠	٠	واسط
سید داؤد	٠	٠	٠
سید حسین	٠	٠	٠
سید یحییٰ	٠	٠	٠
سید عمر	٠	٠	٠
سید زید دوم	٠	٠	٠
سید علی	٠	٠	٠
سید حسین	٠	٠	٠
سید علی عراقی	٠	٠	٠
سید حسین	٠	٠	٠
سید علی	٠	٠	٠
سید محمد	٠	٠	٠
عیسیٰ موتم الاشبال	سنہ ۱۱۵ھ	سنہ ۱۶۶ھ	٠
سید زید شہید	٠	سنہ ۱۲۱	٠

حضرت علی امام زین العابدین	سنہ ۳۳ھ	سنہ ۹۴ و ۹۵ھ	مدینہ منورہ
حضرت امام حسین علیہ السلام	سنہ ۴ھ	۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ	کربلائے معلی
حضرت علی ابن ابیطالب و حضرت بتول زہرا دختر محمد رسول صلعم سیدۃ النسا	۲۳ برس قبل ہجرت	سنہ ۴۰ھ	نجف اشرف

قطعہ تاریخ از حقیر علی احسن آحسن عفی اللہ عنہ

اللہ الحمد مجمع البرکات — گشت مطبوع در بہین اوقات

وہ چہ تصنیف با کمال انیست — وہ چہ تالیف بے مثال انیست

کوزۂ کاندران بود جیحون — صدفے کاندران در مکنون

نظم او آتش چہ جوش دل افزود — نثر دلچسپ ہوش دل بربود

جادۂ شاہدان باغ سخن — رونق افروز شد بصحن چمن

اہل معنی سبق ازین گیرند — اہل دل ذکر حق ازین گیرند

الغرض این ذخیرۂ حسنات — ہست تصنیف صاحب البرکات

مختصر گفتہ است دیوانے — کہ پئے عاشقان بود جانے

مثنوی ریاض عشق نوشت — چہ ریاضے کہ رشک باغ بہشت

قصهٔ جوهری نموده رقم — عشق درویش شد سپرد قلم

قلمی شد عوارف هندی — حل نموده معارف هندی

پارهٔ مشتمل سوال وجواب — جمع کرده برای استصواب

برکات اہل دل ازان یابند — حسنات اہل دل ازان یابند

نیز حالات آن خجسته خصال — جمع کردم بہ واقفیت حال

چون مرتب شد این ذخیرهٔ پاک — مدد سال خواستم زادراک

ہاتف غیب دان زچرخ کہن — داد آواز کای علی احسن

سال ختم وظیفهٔ عشقی — گو مرتب صحیفهٔ عشقی

١٣١٥ھ

محمد مبارک الملی
کاپی نویس و مصور [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

ردیف الف

بیا ای دل بجولان در صف آن مهر سائلها | که کار عشق نگشاید بتدبیر مسائلها
شکار شوخ چشمی شو که در میدان بیدادش | بهار خنده صیاد از زخم بسملها
ندانم چیست این گفتن بچشم جان اگر بینی | ز هر رنگی نمودار است آن صیاد افکن دلها
بوحدت غوطه زن تا از دو کون آسودگی یابی | که دریا رفته را یاری نیارد کرد ساحلها
ز جام می کجا تسکین پذیرد اضطراب دل | جگر خون گشتن اینجا مینماید حل مشکلها
همین بیتابی دل سیر معنی میدهد هر دم | دگر نبود به رفتار محبت راه و منزلها

دل مخمور عشقی باده شیراز می خواهد

الا یا ایها الساقی ادر کأسا و ناولها

من آن جامم که پیشم سجده می آرد سر مینا
بجام من چه می بینی که باشد فرق مینا

هما یون قطره ام بحر عدم وصفم نمیدانی
که از خمخانه سیری کرده ام تا کشور مینا

بدیوانخانه خم گردر آئی بنگری هر دم
حساب هیچ بود ما هیشود در دفتر مینا

چه باک از نامه گر هستی و نپندارم رقم دارد
چو ساقی دارو گیری میکند در محشر مینا

اگر میل سفر داری ز هستی تا عدم جانم
تعالی الله بکاست سیر ساند سهر مینا

نمیدانم ثنای او ولیکن اینقدر دانم
که ساما این محبت می بر اندازد بر مینا

خس و خار خرد آلایشی دارد بمن عشقی
بسوزد گر مغان من کند داد اخگر مینا

زهی نور بسیط است این چگویم آب و تابش را
ز ماهی تا به بینم حسن بیجابش را

حباب ما بدریا آشنا شد آنچنان هر دم
که چندان موجها کردند بر گرد رکابش را

تراول دل بجو دگر رو کند صد نافه چین بوید
بصحرای جنون سوی بتابند ضطرابش را

تو نیلوفر چه غافل میشوی ز دیدهام بنگر
که در هر ذره می باید شعاع آفتابش را

زبان گر نیز پای آشنا شد در سخن گوئی
بجای حرز جان دارند اهل الکتابش را

دل از تنهای هجران سوخت لیکن این امیدم
که رنگ و بوی جانان انچه سان آید کبابش را

همین یک مصرعِ ناصر علی آمد خوشم عشقی
بود حکم پری در شیشه‌ها زنگ شرابش را

اکنون خیال باده در سر فتاده ما را	هان واعظا برون شو پندی مده خدا را
در صومعه ندیدم چندانکه بس دویدم	آن می که مستی او شاهی دهد گدا را
وی پیر دیر با من بشگفت از ترحم	میخور که راز پنهان خواهد شد آشکارا
جامی که جم ندیده ای ساقیا بمن ده	کز بیخودی ندانم احوال ملک دارا
زین بحر بی نهایت در پیچ و تاب ماندم	ای دوستان خدا را گوئید آشنا را
سرگشتگی که دارم از من مپرس جانان	از نوک خار پرسی حال برهنه پا را

هر شعر بی که گفتم پر لولوی که سفتم
از کاشفی بدل فیض است عشقیا را

کدام فتنه ز عشق تو در سر است مرا	که از دو کون تهی کرده است دست مرا
به تیغ تیز کشندی رها کند از دام	ز حیرت است که صیاد چون نه بست مرا
براه راست فنا میروم ز پیر دو سرای	که در دو سر نشود زین بلند و پست مرا
ز جام و شیشه شناسم نه باده گلگون	نگاه ساقی من کرده است مست مرا
فغان نیم شبی گریه سحرگاهی	ز کار خانه عشقت همین بس است مرا

خیال قامت او دلنشین ما ست مگر | که کرده است شب و روز خود پرست مرا
چها نشست که در بزم دوست دشمن او | چرا که ساخته آه بلند پست مرا
گهی بدام روم گاه در قفس آیم | همین بس است بشوق تو بند و بست مرا

ز غنچه تنگدلی مشق می کنم عشقی
نه شور هجر نه ذوق وصال هست مرا

نرگس مخمور ساقی میکند شیدا مرا | یک نگاهش میدهد بیهوشی صهبا مرا
گر رود جان گو برو دانیم سر و سودا خوش است | لاف نبود نقد جان دادن درین سودا مرا
غرق طوفان ساز یارب چونکه تنگ آمد دلم | اشک غمازی که هردم میکند رسوا مرا
زخم ناپیدا و پیدا داده صد حسرت که | در سر و در سینه و در دیده و در پا مرا
زلف پیچ تو بر حال پریشان دلم | دو گواه متفق اللفظ والمعنی مرا
آن لب شکرفشان و گردش آن نرگسش | میدهد صد جان و هردم میبرد از ما مرا

عشقیا بر شوکت آشفتگی نازم که او
فرش جمشید است در پا خار هر صحرا مرا

نی چو منصور انا الحق وار شد منظور ما | آه ما دار است و جانم بر سرش منصور ما
جسم ما طور است و جان موسی است سینه ام بیقرار | صد تجلی مینماید ناله پر شور ما

یافتم مجنون ما خود عین لیلی ست لیک
کس چه داند انتشار و حالت مستور ما

خاتمی دارد سلیمان دلم اما چه سود
مے نگیر و موعظتهائے کہ گوید سور ما

دیده ام هنگامه عیسی است در سر جرعه ات
التفات ای کاشفی بر تشنه مخمور ما

گر خلیل دل رود بر آتشین عارض چه باک
از لبش هر دم شود بر دوا سلا ناسور ما

گر نهنگ لا به بند آید همین کام است و بس
گرچه صد طوفان نماید چشمه معمور ما

عشقی الانسان سری خود نی فرموده است
حیف نعمتهای خود را می نه بیند کور ما

ز خود رفتن هم آغوشی است با آن دلستان ما را
سبب بی خبر آب نماید غوطه صان دریا را

چو در نیلوفرم پیداست زنبور سودائی
تو ای خورشید کی تابی که بگشائیم معما را

به دشت وحشت آهوی دلم دیوانه میگردد
مگر زلف پریشان تاب داد این صید صحرا را

سویدا دانه عود است و دل چون مجمری ماند
بیا ای آتشین رو بر زبونی آب ده ما را

گشاید غنچه دل از نسیم آه می باشد
صبا کاری نمی سازد درین گلزار دلها را

خرد چون تیشه بگریزد و آه شیدائی
چو عشقی آب می آید نسیم میکند جا را

ای خداوند کرم هر شوقین بی بهره را
اشتیاقی ده که بگشاید در دو خرمهر را

بے نیاز ایک نیاز آورده ام بدرگهت — کے پذیری چونکه مبتذلیم ورخود زهره را
تا چو گم نا سیم خبر نا ست نبیانیم هیچ — رغبتے در دل نمیدارم که خواهم شهره را
گر بوصف تو سرایم یک غزل از جان و دل — اے خوش آن ذوقے که رقاصی نمایم زهره را

اے صبا از عشقیا با کاشفی گوئی ز هجر
التفاتے کے نمائی ساکن بار هره را

الا اے پارسا خود کی رسی از شست و شو اینجا — که از خون جگر سازند مشتاقان وضو اینجا
زبان آراست دل نا راست کے حاصل شود مطلب — خیال مطربان داری که میسازی گلو اینجا
دعاے مسکنی والله یک آه گر گزاری تو — بیابی مستجابے را که بخشد رو بروا اینجا
همه ذکر اللسان هذیان است ذکر القلب صحیح آ — که ذکر الروح راحت داد یار امو بمو اینجا
چه باشد پارسا هم گر نشستم که هستم زان او هستم — بگو با من که تو خود کیستی ای سخت گو اینجا
بران وعظے که واعظ میکند با وی نمی گویم — بقرآن مجیدش خوانده ام لا تقنطوا اینجا

تفکر کن در آلایش تو عشقی در همه جا بیش
که ذاتش بس عیان است این و لا تفکروا اینجا

رشک گلزار ام روے شما — مشک حسرت برد از موے شما
پا بگل بنده است هر سرو سهی — زین خرامان سرو دلجوے شما

غمزهٔ خون ریز پر دل کار کرد — تا چه خواهد کرد گیسوی شما

باغ جنت از جمالت دوست — عطرها یک شمه از بوی شما

چون بنازی از وفا چوگان ناز — خویش را چون ساختم گوی شما

زنده جاوید گردد عشقیا
هر که باشد کشتهٔ کوی شما

دور سازی چو پردهٔ لا را — بنگری جلوهای الا را

الف و لام را چو سطح کنی — تا بیابی تو حلقه‌ها را

ذکر و مذکور و ذاکر است همه — همچو موج و حباب دریا را

وصف عشق است همه گیرند — حیف باشد اگر کشی پا را

وحدت و کثرت است یکی گردد — خویش را گر نفی کنی یا را

ابجد عشق مشق بیخودی است — هان گذاری حساب بآبا را

بشنو و گوش دل چو هوش کنی — که چه ساز است نغمه‌ها را

در حریم فنا گذاری نیست — گر بیاری تو این من و ما را

عشقیا دردِ عشق می‌ندهند
خسرو کیقباد و دارا را

چه سرشار جنونم بحر وحشت را غبار از ما
چه پیشیدایم که یاد گلشن سودا بهار از ما

بوصل تو که آغوشم چها خمیازه ها دارد
تغافل میکنی صد آه زین بوس و کنار از ما

دو چشمت با سپاه غمزه غارت کرده دین و جان
قرار از ما و قار از ما چگوییم اعتبار از ما

دلم برده ست و نیمم برد و جان برد و ایمان هم
نمیدانم چه خواهد بعد این آن شهسوار از ما

بچوگان بازیت گویی دلم جا نمی‌یابد
بپای آرزو از باغ جنت خار خار از ما

بواعظ هیچ نقصان نیست یاران چون نپیچم
دو چشم از ما سرشک از ما و آه شعله بار از ما

همه جور و ستم از تو جفا از تو بلا از تو
وفا از ما صفا از ما طریق جان نثار از ما

ز خود بیگانه گشتم تا که در بزمش رسی یابم
برین هم آشنا نبود نگار از ما نگار از ما

بنازت هرچه خواهی کن که عشقی سر نمیتابد
نوید بانگار از ما قرار از ما

بر هر کز مراد نشد آه آه ما
رحمی نمیکنی تو بحال تباه ما

از شیوهٔ وفا دل و جان کرده‌ام نثار
داد وفا نداده‌گهی پادشاه ما

زاهد غرور میکند از روزه و نماز
اشک ندامت است همین عذرخواه ما

حال مرا که هست بپرس از نگاه خویش
از چین جبین برق چه سوزی گیاه ما

ای که میکنی بگنجه سویا نپرس
عهد نیست و غرور نکند دادخواه ما

تو هر چه کرده بخدا راضیم لیک	صد حسرتی که گاه نگفتی گناه را

عشقی تو فوج ناله چه سر میکنی شنو
در کبریائی او نرسد این سپاه را

نیک نامی چه ربود نام تمام است اینجا	که بساوس و بناموس سلام است اینجا
غیر باقی است ز مطلوب چه پرسی خبری	مخلص دل ز سوی مقصد و کام است اینجا
عشق دارم که بهتر ز همه ملک و ملکوت	چه وجود و چه عدم هر چه غلام است اینجا
بر در دل چو رسی معرفت حق بینی	خانه اوست که صد گونه پیام است اینجا
هرزه گردی مکن ای کعبه رو زنهر و شتر	منزل دوست ز من پرس و کام است اینجا
عقل کل مست و ملک مست جهان سرمست است	لله الحمد چه خوش باده بجام است اینجا
کی رود مرغ دلم و چه سر دانه و دام	خال و زلف تو عجب دانه و دام است اینجا
نه سبو دارم و نه جام و نه خم نه باده	کرده عشق مرا شرب مدام است اینجا

جام بر جام زدم سیر نگشتم عشقی
کاشقی رحم کنی تشنه کام است اینجا

چون نگردد دیده جان ذات را	نور ده ارض و سموات را
روح مشاهد شود ای جان بین	لات زنی گر نفی لات را

هیچ خدا نیست بعرفان ببین
دور بکن هر شک و شبهات را

مست شود چون بدلم ول رسد
شرح ده خمسه حضرات را

دهر همه را بحرک و بسکون هم است
فهم کنی حرکت و سکنات را

پرتو خورشید بهر ذره است
هان نگری منصب ذرات را

گر تو خوری شربت خون جگر
طعنه زنی بر همه لذات را

صاحب لولاک نبی اوراست
یاد کنی صاحب برکات را

نشئه عشق چه حقیقی رسید
جوش زده همچو موزات را

بصحن دل چه برپا کرده‌ام ایوان آتش را
صد آتش میدهم از آتش خود جان آتش را

بجز سوزندگی دیگر ندارد در جگر تیرش
دو چندان میکند هر دم نفس سامان آتش را

نیم با همدمان از جنت و لسوز باشد
که هر دم می چشد لبهای من الوان آتش را

ز کوی دل که چندان شعلهایش تیغ بینم
بپا می بینم پروانه هر چوگان آتش را

چو عشقت مطلبی کرده است در جان تیغ هجران را
صلاح دین و دل گسترده‌ام من خوان آتش را

ز هجر آتشین عشقت تن و جانم همی جوشد
چه شد نوح دلم تا بنگرد طوفان آتش را

خرد با عشق همچون شیشه و سنگ است ای یاران
چه باشد پنبه تا سیری کند میدان آتش را

چه لعل بی‌بهالیست این ز هجرت تشنه کامان دل / که میکاود بسان تیشه آهم کان آتش را

کتاب عشق را عشقی نخواند هر تر و خشکی
که میسوزد خرد گر وا کند دیوان آتش را

ازان زمان که ببستم با تو پیمان را / چه آفتی که ندادیم دین و ایمان را
ز دیده و دیدگی دیدنش نمی آید / که این نگاه بداند چشم حیران را
کلید جنت دیدار هیچ و تاب دل است / چه احتیاج که رو آوریم رضوان را
بدلبران جهان جلوه دگر دیدیم / که رنگ هر گرفته است این شبستان را
تجلی شب تار جلوه ها دارد / بیافتند درین ظلمت آب حیوان را
خیال قامت او تا چه کرد حیرانم / که پشت پست نمود است صد سلیمان را

بسوز عشق ز عشقی همین لطیفه بس است
که نیست زهره پروانه عندلیبان را

بسوی دلبر عنا نگاهی کرده ام پیدا / ز بازوی گدای وصل شاهی کرده ام پیدا
کجا با و صبا گل میکند دلهای پر خون را / نسیم غنچه دل را ز آهی کرده ام پیدا
سرای منزل جانان ندیدم هر طرف گشتم / بچاک سینه اکنون طرفه راهی کرده ام پیدا
نگه گرم نگه غلط نگهی دیگر چها کردم / بسامان محبت دستگاهی کرده ام پیدا

نجات من بحشر میشود آخر بحمد الله — که چشم اشکباری عذرخواهی کرده‌ام پیدا

شکستی میدهم بر کشور دل همچو جانبازان — ز اشک و ناله و افغان سپاهی کرده‌ام پیدا

شدم مستغنی از کون و مکان هر لحظه ای عشقی — بره‌اش سر نهادم سربراهی کرده‌ام پیدا

ردیف با

دلم همیشه کشد آه و ناله یارب — ز خوان وصل تو خواهد نواله یارب

دگر نماند مرا آرزوی جام و سبو — کشیده‌ام چو من از دل پیاله یارب

کنون کتاب سبق رفت از دلم یاران — که هست در دو زبانم رساله یارب

امید و بیم ز خلد و سقر نمیدارم — که کرده‌ام دل خود را حواله یارب

چرا نه بارش رحمت شود بدوش و برم — که گرد ماه دلم هست هاله یارب

برفت حرز اغیار و گشت نزاع خلل — ازین دلم که ببارید ژاله یارب

بحسن تو چه بهار است باغ عشقی را — بصحن دل چو بکارید لاله یارب

آنچه خیزد و نیستی مرغوب — هرچه هستی دلا تو هستی خوب

رونه آری بعالم فانی — همه چیزند ناسب منسوب

فیض اقدس چو سایه فکند
نشئهٔ یم صولت کروب

طالبا یادوش ار کنی از دل
یاد تو نیز میکند مطلوب

قدم و دم اگر به پیشش زنی
ساخته پیشوی همه اسلوب

پیش و پس را ولانه بشماری
از دم نقد آستانش بروب

آفرین آفرین است عشقی را
که چه سان کرد دست محبوب

چه واویلاست جانم را ازین شب
صبا وا هیچکس را این چنین شب

برای سینه‌ام آهی صد آهی
که گاهی وانمی‌بینم چنین شب

شب از ظلمت نگاه کیسه سر
تو گویی آب حیوان خورده این شب

فراقت میکشد سرو مه من
طلوعی کن خدارا اندرین شب

بدرد و جامهٔ شب یک شرارم
بلی با شعلهٔ سینه نیست کین شب

سیه بار و دراز است این شب من
بگیسویت اگر شد همنشین شب

حذر کن جان من بشنو ز عشقی
ز مظلومی که باشد در کمین شب

ز جوش عشق ندارد چشم حیران خواب
که خواب در سر آن دیده هیچو نقش برآب

خیال عارض آن شهسوار شد بدلم ‏ ‏ کجاست تاب که جانم نشده است چون سیماب

بتار زلف تو تار رگم ترا خواند ‏ ‏ چه گوشمال دهی جان من بسان رباب

ز رسم جور و جفا هست در ره جانان ‏ ‏ که چشم رنج و کرم میدهد عذاب و ثواب

نکات عشق باوراق دل نمودار است ‏ ‏ چه احتیاج که ره آوری بجنگ و کتاب

خیال سیر علوی و سفلی ار داری ‏ ‏ بدل نگر که دلت هست عین اصطرلاب

اگر بدیدهٔ جان بنگری عشقی

یکیست بحر چه گوهر چه موج و آب حباب

ردیف تا

دل که از صفحهٔ خط تو سبق خوانی یافت ‏ ‏ به همه شیفتگان منصب دیوانی یافت

آفرین باد بران دل که ز هستی بگذشت ‏ ‏ رفت زین مملکت و مملکت ثانی یافت

جان مجنون که در مدرسهٔ عشق تو رفت ‏ ‏ از سر زلف تو تعلیم پریشانی یافت

جلوهٔ وصل مجو از سر دانائی خود ‏ ‏ هر کسی یافت چنین رنگ ز نادانی یافت

مرشد عشق چه خوش دوش مرا داد خبر ‏ ‏ هر که آسودگی یافت ز حیرانی یافت

هر که شد سوی ترا کرد طواف از سر شوق ‏ ‏ یعلم الله که همه رنگ مسلمانی یافت

در تهٔ زلف تو گر گشته جان عشقی

مدتی هست کنون دولت رندانی یافت

چشم حیرت پیشه اظهار دگر عنقائی است | دل خرابی دیده را آبادی ویرانگی است
از هجوم رنگ کثرت عارفی خود گفته است | شیشه بسیار است اما مستی صهبا یکی است
فیض عام ساقی با این که از انعام او | مست و مجنون عاقل و دیوانه و دانا یکی است
در تماشاگاه یکرنگی دوئی را بار نیست | دیده و دیدار و چشم بینائی و بینا یکی است
جای انصاف است جای خوابگاه نیستی | کاندران بستر گدای مفلس و دارا یکی است

سالک و نور تجلی زاهد و حور و قصور
جلوه فرمای دل و جان عشق یارا یکی است

گر محبت بازیچه ساز و خانه دل جای اوست | در جنون رحمی کند بر سر که سر سودای اوست
از تعلق هر که یکدیده چو شبنم زین چمن | در بر خورشید تابان بی تکلف جای اوست
ساخت اول بوی گل همدوش خود با فنا | در قفا از گلستان مسکن و ماوای اوست
آنچه پیکر هست پیکر و آن وانمود لیک خطا | صد پریشانی بهم آورد این انشای اوست
نی همین پروانه سرگردان است اطراف شمع | هر کسی بر قدر همت واله و شیدای اوست
ما و سوز دل همه با زاهد و حوران خلد | هست مشهور اینکه فکر هر کسی برپای اوست

گرچه پیر و اسی ندارد آن جوان بی کس

عشقیا را همزبان از جان و دل پروای اوست

با خودم جنگ است با کس گفتگو در کار نیست
دیده حیران است دیگر جستجو در کار نیست

بر تن زارم چه تشریفست از خاک ره است
تار اشکم رشته دارد تا رفو در کار نیست

جام دل از بادهٔ عرفان چو لبریز است بس
الفتی چندان بهر جام و سبو در کار نیست

وسعت دل یک بیابانی است سیر کوی دوست
هرزه گردیدن بسیر دشت و کو در کار نیست

عشق در محفل که سرگرمست گنجد خسرو
عشقیا در بزم یکرنگان عدو در کار نیست

کیست کو آشفتهٔ آن زلف کافرکیش نیست
عالمی برهم زن چون غمزهٔ دلریش نیست

یک زکوتی هم نمی‌بخشد ز گنج حسن خود
هیچگاهی الفتی بر حال این درویش نیست

جذب دل سنگین دلان را سیر باید از خیال
سنگ مقناطیس یک آهن ربا با خویش نیست

بندهٔ بند طبیعت گشته بنیاد
غافلا خر شیوهٔ حیوانیت در پیش نیست

هیچ وسواسی برو بار پرسش از من مدار
کشتهٔ تسلیم جانان عاقبت اندیش نیست

گفتگوی عاشقان چون نغمهٔ بی‌ست بس
بی تکلف عشقیا اینجا اختیار خویش نیست

رشتهٔ سبحه سرشته دگر است
تار زلفش سرشته دگر است

تجزهٔ یار سیه شد هر دم
بهر جانم فرشتهٔ دگر است

گاه از وصل تو گشتم سیر
طالعم را نوشتهٔ دگر است

درو دیدم دانهٔ غم
این تماشا که کشتهٔ دگر است

عشقی از بازپرس حشر مترس
کشتهٔ عشق کشتهٔ دگر است

رسم بی‌ناموسی اینجا جلوهٔ ناموس ماست
گوچه با حق‌شناسان جنت الفردوس ماست

در رهٔ عشق صنم یک بت‌پرستی کرده‌ام
اشک زنار است دیگر ناله‌ام ناقوس ماست

دلبرم از دلربائی عالمی بر دست لیک
آنکه حیران می‌نماید این دل مایوس ماست

تا چه مجنون است آه و اشک و شورشهای دل
اینهمه بر من ز لطف عشق جالینوس ماست

در حریم بی‌نیازی خودپرستی پی نبرد
گوششی دارد ولیکن بیخودی جاسوس ماست

می‌نسازم با کسی جز خویشتن از بهر آنکه
شعله و پروانه هم شمع و درین فانوس ماست

از خرد هرگز نسازد عشق با عرفان درست
آنچه معقول وی آید بیشک آن محسوس ماست

از محبت جان و دل اندوهناک است
گریبان تا بدامن چاک چاک است

ز من تنها ز زلف آشفته گشتم
جهان شوریده از سمک و سماک است

ز دوست تا طلب دارد دل من — علاج از چشم سرمه‌ناک است

ز جام عشق مستم تا نفسی — که این مستی بیخودی از آب تاک است

ز خون دل وضوی عشق سازند — بلی این آب بهر گونه پاک است

سر تهامی که چنین است باد — وجهه گو عنبرت اندوهناک است

چو عشق آمد خرد بگریخت عشقی
جهان پاک است گرچه کم چه باک است

کسی که دست بدامان دلبر زده است — بسر ثبت نه چرخ زیر پا زده است

ز رحمتی بکن ای ساقی کرم برای — بدامن دلی که شب ورد نالها زده است

بجز فراز آستانت کسی نمی‌ماند — بر آن کسی که سری بر در شما زده است

بجان رسیدیم و دیدیم بمن نمی‌نگرد — عروس حسن چسان پرده حیا زده است

پناه جستن بخانه است حالیا جانرا — که عقل و دین و دلم عشق تا خدا زده است

بهیچ محل جوابم نمی‌کند سیلی — ز خاک کوی تو چشمی که توتیا زده است

بگوید دوست برف عشقبازی خویش
اگر حکایت کاکل صبا زده است

و یا کسی که دل جمیل تو در نگاه زده است — جمال ذات گرامیت مو بمو زده است

چون نشد ادراکم از بیخودی در خویش
ازان صبح که مرا باده در سبو زده است

کسی که خاک شود بر بلند و پست یکیست
بآبرو برسد هر که آبرو زده است

تعلق نکند با کسی دل عشقی
چراکه هر نفس با دو نقش بیهوده است

آرزوی سر اگر دارد کسی سرو از نیست
غیر سربازی چگویم عاشقان را کار نیست

جلوهٔ مطلق عیان است تا به شش جهت
حسن همه پیدا بان عالم ازان در کار نیست

دست کثرت را بدریای حقیقت ان قران
آشنای خاص را در بحر وحدت بار نیست

از خیال عافیت شوریدگان عشق را
آنچه در دلها نمود است در گلزار نیست

گفتگوی کفر و دین در عالم وحدت کجا
نیک و بد را امتیازی پیش مسکین بکار نیست

صفحهٔ هر ذره تعلیمی ز هر روی اوست
هر زمان در دیده ام جز جلوه دیدار نیست

عشق گر داری بیا ای عشقیا در راه دوست
خود بخود در راه جانان محرم اسرار نیست

عالم از نور دوست در رنگ است
چه کنم لیک دیده ام تنگ است

حیف گوش دلم نمی شنود
قصهٔ عشق گر لب چنگ است

دوست نزدیک تر ز ماست ولی
خود حجابم هزار فرسنگ است

از وصالت نمیدهد بوئی / زین سبب با صبا مرا جنگ است
ای نسیم سحر تو رسم کنی / غنچه ما همیشه دل تنگ است
باش لب ای واعظ از طریقه وعظ / رسم فهمیدگان سر و سنگ است
خرد و عشق را مناسبتی / هم چو در آبگینه و سنگ است
پرتو روی تو چه سان بینم / که مرا آئینه پر از زنگ است

از غم دوست عشقیا جاری است
چشمه چشم تو مگر گنگ است

مست تقدیریم اینجا شیوهٔ تدبیر نیست / گفتگوی با کمان وارسی مجال تیر نیست
دشت امکان صیدگاه غمزهٔ خونریز او / هیچ منظوری نمی یابم که او نخچیر نیست
ای حباب از خود تو در زندان غفلت مانده ای / ورنه جز دریا نبوست هیچ دامنگیر نیست
چشم و لب سرو هم تماشای دگر دارد با / احتیاجی با حساب روز دار و گیر نیست
گرچه عالم الفتی با نی نمیدارند لیک / سوز نی را همسری با ناله شبگیر نیست

گر خرد وصف طبیعت میکند گو کرده باش
جز حقیقت عشقیا در نامه ات تحریر نیست

مرهم نهنده بر جگر چاک ما دل است / بهر نثار دوست زر پاک ما دل است

پروانهٔ باده نیست بشوریدگان شوق — ای جام رو که چون شرر تاک با دل است
پنهان نمی‌شوی ز سخن خسته هیچگاه — ای جانِ جان که چون نظر پاک با دل است
غم بود از نمی تو مرا هم زبان کنون — شادان ترنم بر سر غمناک با دل است
در بزم دوست رفتگی و بیخودی ز خویش — آسان شده که بر سر ادراک با دل است
صیدی دو کون گاه نپیرا نکرده ایم — زانرو که صید در بر فتراک با دل است

از زیر بار نفس کنون هیچ باک نیست
ای عشقیا چو چهرهٔ تو پاک با دل است

برفت آن زاهدی کو هستی آموخت — کنون پیر مغانم مستی آموخت
چه سنتها که از عشقت ندارم — ز بالای تو یارا پستی آموخت
خیال یار سائی از سرم رفت — که آه سینه از خود رستی آموخت
ز صیدی بود کز دستش برون شد — ندانم از که چابک دستی آموخت
فدا سازم جهان و جان بر آن زلف — که جانم را شکست و بستی آموخت

خرد بگریخت از عشقی خدایا
مگر آن کاشفی مستی آموخت

انوار جمال تو همه خانه و کوه است — هر چند صبا که ز اطراف تو شهرت

خورشید عیان بر سر آب است بینی
او هست به پیش تو اگر روی نکوست

هر چهرهٔ تو طرفه بهار است گل من
چشمان هر آنگه نگری چشمه جوست

وصفم نرسد به کمر نازک او دوست
یارا سے بیانش نه در ایمه موست

صد ریش ز غمهای تو در سینهٔ من شد
گر آن غمزه ات رحم کند کار نکوست

عشقی چو الف هیچ ندارد به دو عالم
از گلشن عشق تو به رنگی و بو هست

خاصیت عشق بی مزاج است
عاشق چه کند که لاعلاج است

خشک و گرم است خصلت او
پس آب دو دیده احتیاج است

مطلق به قیدم نباید
هر چند که سر و سراج است

نی فرق میان موج و دریاست
خود قول حسین و در رواج است

زین بیش چه گویم این سخن فاش
خیز بیست که کلیش خراج است

پیداست نشان ز بی نقابی
آن را که چو زنده زجاج است

از محفل عشق زاهد آزرده
بازآ که نه منزل حجاج است

گر کاسه ای است بر سر ما
عشقی دو جهان مرا چه باج است

زہی سپہر ز مردم چشمم ہمیشہ در زاریست
ندانم از چہ خیالِ تو مردم آزاریست

بجنس تیم ز بازار دوستی یاران
کہ نقد جان بفروشند و غم خریداریست

چہ چیز نیست بچشمانِ عاشقان کہ درو
نہ خواب سیر و نہ فکر خیال بیداریست

ز می فروش ہمین مسئلہ بس است مرا
کہ بیخودی بره دوست عین ہشیاریست

ہر آنچہ ہست درین رہ بخاکساری ہست
کہ خاکساری عشاق عین سرداریست

کجاست بلبل شوریدہ تا دہم پندش
کہ گل نقاب ندارد چہ جای خونخواریست

جگر غذاست ز خون شربت است پیدا ہم
کہ از طفیل غمش کار و بار ما جاریست

ز عشق صفحہ نویسند عشقیا عاشق
خرد چگونہ نماید کزین ہنر عاریست

مرا دو چیز باہم و راہے در من است
چون گدا یا شہم و شاہے در من است

سید و دو یعقوب من در دشت غم
یوسف و کنعان و چاہے در من است

کوہ من با لالہ و گل رو کند
حیف لعل بے بہاے در من است

یک صلاے میزنم اے برق حسن
رنجہ یا سازے کہ کاہے در من است

جان من جور و ستم بر من مکن
احتراز اے کن کہ آہے در من است

دین پناہ خواستم از ہر دو سے
سرمدی و قطبی پناہے در من است

عشقیا خوش باش کم کن شکوه را
دیر و کعبه‌ام قبله‌گاهی در من است

یاران دل شوریده با خانهٔ عشق است
کیفیت سویدا که چو ویرانهٔ عشق است

در مکتب دل گر بسی بنگری آخر
افسانهٔ عشق است و کتب‌خانهٔ عشق است

از کشت دلم خرمن تحقیق بر آید
زان رو که سویدای دلم دانهٔ عشق است

تا چند ز کیفیت دل شرح نمایم
مستانهٔ عشق است که دیوانهٔ عشق است

از بیخودی و مستی دل تا چه بگویم
کاشانهٔ عشق است که پیمانهٔ عشق است

بر شمع رخت جز دل عاشق نگراید
پروانهٔ عشق است که مردانهٔ عشق است

از خیل خیال رخ او سینهٔ عشقی
بتخانهٔ عشق است که خمخانهٔ عشق است

دلم در سینه پیکر جنون است
که از وی بهتر درد جنون است

نه تسبیح و نه تهلیل است اینجا
صدای نالهٔ درد جنون است

تماشا کن دیوانگی وحشت
به پیش هر کسی درد جنون است

نمی آید بمکتب خانهٔ عقل
دل بیتاب شاگرد جنون است

خرد را نبض دانی نیست زین حال
دوای وصل در درد جنون است

نه از خم و پیچ و تاب بی سبب کند دل — سر گرداب گرد جنون است

بمجنون داد لیلی را جنون داد
ازان رو عشقبازی گرد جنون است

به پیر مغان باده خواری آمین است — بلی بعالم فانی هر آنچه هست این است

خموش ناصح ازین گفتگو که می نرسد — بگوش او که ز چنگ و رباب تلقین است

هر از کفر و ز اسلام هیچ کار نیست — که زیر هر شکن زلف جلوه دین است

ز انتها سخن نغز غنچه بشگفت — که خویش را چو گذاری بکمال آئین است

ز زلف و آن رخ خو کرده است چو بینگرم — بچشم که شب تار و ماه پروین است

سپهر از شب من گر سیاه بختی خود شد — ستاره می شمرم در ستاره ام این است

ثنای دوست در اوراق عشق پیداست
ازین سبب همه مضمون نامه رنگین است

اولاد سینه راز درد غم پوشیده نیست — گرچه آخر این شهر اسب بخود می جوشیده نیست

جز که خاموشی ندارد بهره پیش اهل دل — جلوه آئینه گر خواهی نفس در زدید نیست

همچو جوهر سرسری نتوان گذشتن زین حجت — در بهار رنگ گل ظالم دست چید نیست

گر سر کشید دو عالم در سر ساحت ناز هوس — چه صفاست دل از چشم باطن دیده نیست

کار بالعکس است در راه محبت دوستان — خنده اینجا گریه آید گریها خنده نیست

اندران صحرا که شیر انداگر بگذاشت و بس
عشقبازیش ز شاه کابلی پدید نیست

بسوی دوست پیامی رسان فغان خوش است — چو نامه بر نرساند پدید جان خوش است

بدیده ام همه خوبان و خوبرویان را — خدا گواست که هر گونه آن جوان خوش است

ز بی نشان خبری میدهم اگر شنوی — بخویش زود در آئی که این نشان خوش است

بگو بزاهد خلوت نشین که بر سر دیر — ز بهر عقده دل نشه مغان خوش است

بکام گر نرسیدم و گر فغان نکنم — که تا در آنچه رضای تو شد همان خوش است

ز چشم مستوان دید رنگ معنی را — چو دیده جان بگشاید همه جهان خوش است

مگو بجان و دلم بهر لعل اوست ببین — که گرگ خوب و رمه خوب هم شبان خوش است

هر است ورد زبان گفتگوی سوز و گداز — که یافتم ز بیانها همین بیان خوش است

چه سان رسد به ثنای جمال او عشقی
که عقل کل نرسیده است آنچنان خوش است

گرت لطیفه بیاید ببین بهار بسنت — که عکس روی کسی داده کار و بار بسنت

بچشم اهل بصیرت که دیده جان دارد — دگر بسنت هویداست زین بهار بسنت

ز حسن و عشق عجب رنگ و داغ پیدا رو   بلند مشربی بین به لاله زار بهشت

بهار جلوهٔ گل هر کسی نمی فهمد   ز عندلیب بپرسید اعتبار بهشت

بسیر گلشن و گل نیست الفتم اکنون   بدل رسیدم و دیدم و گر بهار بهشت

چه جوش ها که ندارد چمن بجلوهٔ خویش   نگاه رنگ گرفته است در کنار بهشت

ز رنگ و بو شده آباده کلبه ام عشقی
اگر صبا گذری کرده از دیار بهشت

دل سالک خزینهٔ شاه است   بی تکلف کلید او آه است

دیدهٔ عشاق را به بین که در او   بی شب و روز جلوهٔ ماه است

کار هستی کجاست در ره عشق   مرد جانباز بر سر راه است

دل مجنون و زلف آن مهوش   زین دو دلو عجب چه چاه است

خرم آن کو ز خویش بیخبر است   وه خوش آنکس که از خود آگاه است

چه قدر ناز میکنم بر دل   که دل من ترا هواخواه است

در عبارات عشقیا بینی
همه وصف و ثنای الله است

اگر بخود نرسی خودنمائی آسان نیست   چو از خودی نبرآئی خدائی آسان نیست

چه دست و پا زنی ای حمید پای بسته بدام
ز پیچ و تاب و ز نفش رهائی آسان نیست

گذار بند طبیعت صبر و همه باشد
وگرنه ای دل نادان گدائی آسان نیست

چه شورشی که ندارد نهنگ و موج و حباب
درین محیط ولا آشنائی آسان نیست

بیا و دامن دل گیر گر غمش داری
جز این وسیله بجانان رسائی آسان نیست

ز قصر آب بیندیش و پا ز حد مگذار
خدا گواست که این ناخدائی آسان نیست

فشان ز هر دو جهان دست مستفتیا ورنه
بحال دهر زدن بینوائی آسان نیست

ردیف شین

بذکر خیر تو داریم آرزو یا غوث (رضه)
ز یاد تو دگرم نیست مدعا یا غوث (رضه)

منم مرید غلام کمینه در تو
ز خاک کوی تو ما را است آبرو یا غوث (رضه)

تویی که نام تو باشد محمد ثانی
تویی که باید تو گویند جا بسو یا غوث (رضه)

فضیلتی که ترا است تا کجا گویم
جهانیان همه خوانند کو بکو یا غوث (رضه)

مرا شکسته که داریم و سیه بختی
کرم تو دگرم نیست جستجو یا غوث (رضه)

ز باغ قرب اولیا گل اند ولی
تو آن گلی که پیدا است رنگ و بو یا غوث (رضه)

طمع ز فیض تو مستفتی همین کند هردم

خیال غیب مرزبان و دلم شیو باغوث

ردیف حا

خرم است آن دل که گردد رام روح
صد فضیلتها است از انعام روح

نشئه فرخندگی بخشد مدام
هر کسی یک جرعه خورد از جام روح

بی‌نور چون پیدا شود صفا و
پس چه گویم بیش ازین اکرام روح

می‌کند عشق رفتن مشکل است
بس هوادار است یاران بام روح

کعبه معنی نمودار است زو
زین سبب من بسته‌ام احرام روح

الفتی با نفس کافر کی کند
بسته افتاده در دام روح

نفس و شیطان گشته بیگردند گر
چون بگیرد یکزمان صمصام روح

سیر صحرای مکان و لامکان
لحظه لحظه می‌نماید گام روح

عشقیا وصفش کجا داند خرد
چونکه نشنیده است سرانجام روح

من آن نیم که فرامش کنم خیال قدح
که هست جان و دلم روشن از جمال قدح

بهیچ فرصه نمایان نشد ره مقصود
کنون همی نگرم لحظه لحظه فال قدح

ازان خیال رخ قدح فرحی [illegible]
که در دل دوست [illegible] وصال قدح

بجرعه پیر نود ساله جوان سازد
چنین کمال قدح بینم و جمال قدح

محب باده کشی گر کند شود محبوب
دگر چه شرح نمائیم ازین مآل قدح

متاع هر دو جهان در نظر نمی آرد
هر آنکسی که دمی دیده است مآل قدح

کجاست طالع اے عشقیا که بعد وفات
ز خاک این تن زارم شود سفال قدح

ردیف خا

ز شوق تو شده دنیا و دین تلخ
ندانم چون کنی با ما تو کین تلخ

اگر زهر است در یاد تو نوش است
که بی یاد تو گردد انگبین تلخ

ز لبهای تو شیرین نیست کامم
نگر تلخی ستم ساند اینچنین تلخ

بهشت برین که رو کردم ز تمکین
ندیدم حاصلی غیر از همین تلخ

بخاک افتادگان کوی جانان
نباید مسند خلد برین تلخ

ز خم کاهم ز غم هیچم ناتوانم
جبین برق چون سازی چنین تلخ

خسروا عشق هم پهلو نشانی
که عشقی خویش نه آید همنشین تلخ

ردیف دال

دل از خیال زلف تو در تاب میشود
در دیده ام ز مهر رخت آب میشود

صد جلوه و عنبرش رنگ سیه هد
آنرا که چاک سینهٔ محراب میشود

بر خویش گردشی بکن و پا برون منه
معموره ایست سیل چو گرداب میشود

از نیستی مترس که کاریست بو العجب
والله که سلب باعث ایجاب میشود

از کم گریستن مکن ای دل ملالتی
شاید که رفته رفته چو سیلاب میشود

یکدم بگلشنی برو و جوش گل ببین
وصف جمال دوست ز سر باب میشود

ز ور خسرو نه لایق عشق است عشقیا
کاین وقت سر بعالم اسباب میشود

وصف رخ تو بر ورق جان نوشته اند
سری غلط بصفحهٔ ایمان نوشته اند

آنی که مدح وصف جمال کمال تو
از خامه بهار بستان نوشته اند

با خوبی تو هیچکسی همسری نکرد
افسانه ایست اینکه ز کنعان نوشته اند

آری ز عکس روی تو رنگی گرفته است
هنگامه که از رخ خوبان نوشته اند

از دیده اشک سیل روانست دمبدم
شاید که این سفینه ز عمان نوشته اند

آنها که شور بحر محبت شنیده اند
از اشک چشم قصه بدامان نوشته اند

در رفتن منازل دل ره روان...
اول قدم بچاک گریبان نوشته اند

سالِ تولدم همه تقویم دان شهر | روی حساب شایق خوبان نوشته اند

۱۲۱۰

روز ازل نصیبهٔ عشقی براه عشق
باشاه کالپی همه پیمان نوشته اند

گشت دل چاک بسوی تو دری پیدا شد | رفتم از خویش سببی بال و پری پیدا شد
بود صد فکر که چون ره بوصال تو برم | همه درین سو ز محبت رهبری پیدا شد
نام بی ننگی و دیوانگی بر سر من | انچه پیداست ازان پر هنری پیدا شد
تخم غم ز آب سر شکم شجری آه نبود | لخت دل قطرهٔ خون برگ و بری پیدا شد
رفت افسانهٔ محبوبی یوسف ز جهان | حالیا قصهٔ آن خوش پسری پیدا شد
از بلاست نشود هیچ دلم را اندوه | شکر لله که مرا درد گری پیدا شد
صبحدم زلف و رخش خیالم بنمود | سحر و شامم عجب ازین سحری پیدا شد
سر گشتیدم به بیابان هیچ فلاحی نرسید | سر زدم در رهِ او تاج و سری پیدا شد

واعظا هیچ نصیحت شما عشقی را
خبری نیست که یک بیخبری پیدا شد

گر شب تار خودی پرده دریدن گیرد | صبح مقصود بصد جلوه دمیدن گیرد
لب میگون تو هر وقت که در آید بنظر | اشک چون دانهٔ یاقوت دویدن گیرد

بس رسا آمده این شیوه اگر شیفته‌ء / دیده و دل بچکیدن نه تپیدن گیرد

زاهد از جلوهء آن فتنهء خوبان بیند / سنگ بر سر زدن و دست گزیدن گیرد

گر شود طائر دل صید نگاهش والله / نرسیدن نه دویدن نه پریدن گیرد

جام یکرنگی وحدت سببی باد حلال / که ز خود رفتن و در خویش رسیدن گیرد

عشقیا گوش دل ار وا شود از شورش عشق / رمزی از هر در و دیوار شنیدن گیرد

ز تن تمام در من جگر اعتبار دارد / که بهار لاله هر دم ز نگاه یار دارد

نه جگر فرو گذارد نه ز سینه هیچ جائی / نگهت چو تیر کاری سر اشتهار دارد

چه خوش است جانم از دل شب وصل ره نیابد / که غمان بیقراری بکف قرار دارد

بخدا ز خود برآیم که خدای من نپذیرد / که بگو نهفته ماندن بخدا چه کار دارد

بروم بکوه و صحرا ز جنون صلاح بینم / که شنیده‌ام محبت سر کار و بار دارد

نه منم اسیر بندش که کمند زلف جانان / چو تو عشقیا شمردم دل بیشمار دارد

جگر از نوک مژگانت بهار تازه میدارد / کجا زائل شود رنگش که هر دم غازه میدارد

اگرچه لخت لخت دل شدم لیکن بحمدالله / خیال تار زلفت هر دمش شیرازه میدارد

جنونم وحشت آبادی است یکشهر رسوائی | که هر دم کوس شهرت را بلند آوازه میدارد

خیالش هم نمی آید ز استغنا در آغوشم | برین هم بازوی امید صد خمیازه میدارد

معانیها است در هر مصرعم رنگینی عشقی
چو زلف یار کو مضمون بی اندازه میدارد

کسی در راه محبوبان قدم زد | که اول بر سر هستی قلم زد

خیالم بوسه بر دان لعل او دوش | چگویم کار عیسی از لبم زد

چمن شد سینه‌ام از عکس رویش | دلم صد طعنه بر باغ ارم زد

شناسائی بدریای محبت | نمی آید کسی از خویش دم زد

من از بال هما پروانه‌ام | که عشقت سایهٔ خود بر سرم زد

ز فیض درد عشق آن جفا جو | دل من نالهای زیر و بم زد

چرا رنگین نباشد نامهٔ من
که عشقی آشنای او رقم زد

سنگ میدانم دلی کاشفتهٔ یاری نشد | کور باد آن دیده کو حیران دلداری نشد

خاک باد آن تن هم آغوشی محبوبی نکرد | چاک باد آن سینه کو از غمزه افگاری نشد

سر نه شیدائیم کو سرداری داری نکرد | پا نه بشماریم کو شوریدهٔ خاری نشد

رفت منصور از صفا در پیشگاه دوستی | بر سر دارے چرا و چون پای دیدارے نشد
گل ز استغنای خود یک عشقی ار دولی | عندلیب از آه و ناله انکارے نشد
تا که با خود آشنا شد دل گذشت از دین و کیش | هیچگه او را خیال سبحه زنارے نشد

بی تکلف عشق گر داری بیا در بزم دوست
از خرد در راه جانان عشقیا کاری نشد

در حلقهٔ آن زلف بهار است ببینید | از هر مژه صد سینه فگار است ببینید
یار است نمودار بهر جلوه که بینی | در هر صفتش دیده دوچار است ببینید
وارسته نشد هیچکس از تیر نگاهش | یکجان جهان صید و شکار است ببینید
آشفته دلم بر سر آهی که کشیدم | منصور صفت بر سر دار است ببینید
آهیست که دودش سقف چرخ نموده | سیاره دگر رنگ شرار است ببینید
بیتابی من همچو سپند است ز آتش | زینگونه غمش دست نگار است ببینید

عشقی ز خرد راه حقیقت نگشائی
از عشق درین بزم گذار است ببینید

ز یاد چشم شهلا دل دیوانه می رقصد | ز بالای تو هم آغوش بیتابانه می رقصد
درین محفل کدامی شمع رخسارے رسید امشب | که جانم بر نثارش چون پروانه می رقصد

بنا در آتش عشقت دلم بیتابی دارد — سپندم میکند تحسین که این مردانه می‌رقصد

بزین رقصیدن من بادیت صد آفرین کردن — که این شوریده از دنیا و دین بیگانه می‌رقصد

تفاوت در میان ما و زاهد اینقدر باشد — که ما هم خانه می‌رقصیم او در خانه می‌رقصد

نمیدانم چه تاثیر است ح لعل میگونش — که بر لب سخن از وصف او مستانه می‌رقصد

برقاص خرد با عشق همسر کی شود عشقی
یکی دانانه می‌رقصد یکی رندانه می‌رقصد

اگر چنین جور و جفا از تو عیان خواهد بود — پس کجا جان مرا نام و نشان خواهد بود

گاه بیم نشود دیدهٔ حیرت زدگان — زیر خاک ار بیری هم نگران خواهد بود

ای دل آگه که از زهد فروشان بگذر — کار من در پی آن پیر مغان خواهد بود

گر تو معمورهٔ دل را نکنی ویرانه — حاش لله نه از آن گنج نشان خواهد بود

دیده از درد فراق تو ندانم چه کند — چشمه هست کنون آب روان خواهد بود

الف قامت او قامت من نون کرده است — آخر الامر همین است که آن خواهد بود

پیر صد ساله اگر بادهٔ عشقت بچشد — الله الله که دگر باره جوان خواهد بود

کاشفی گفت که عشقی ز خرد زود برای
از طفیل تو همان است و همان خواهد بود

گرچه از فتنهٔ چشم تو زبان خواهد بود — از لبت هست امیدی که امان خواهد بود

عالمی کشتهٔ عشق است ولا آگه باش — حال تو نیز چو حال دگران خواهد بود

بی تکلف برسد بر سر مقصود آن کس — هر که در زمرهٔ این باده کشان خواهد بود

چون هویدا شود آن گنج نهانم در دل — آشکارا به تو گر نیک نهان خواهد بود

ای خوش آن روز که در میکدهٔ صدق و صفا — دین من کعبهٔ من روی بتان خواهد بود

یارب این تیر جگردوز ندانم ز کجا است — آری آری مگر از چشم فلان خواهد بود

پیر و حافظ شیراز شدم از دل و جان — حالیا هم سخنم ورد زبان خواهد بود

عشقیا عشق و خرد بلبل و زاغ اند ولی — زاغ را نالهٔ شوریده چه سان خواهد بود

هر که از دست جنون دامن دل چاک کند — خود هم آغوشی از آن دلبر بیباک کند

باده در دکسی را که رسید از سبحان — حاجتی نیست که رو بر عرق تاک کند

خرمی بر سر آن شیفته قربان گردد — که ز دل هر نفسی نالهٔ غمناک کند

هر که خواهد که باکسیر محبت برسد — اول آنست که هر گنج زری خاک کند

آینه بان جلوهٔ مطلق بنماید هر دم — گر کسی دل ز خیال دو جهان پاک کند

انتهی نیست اگر نیش زند مار نفس — آنکه از دانهٔ دل مهرهٔ تریاک کند

در حریم خانهٔ دل هر که درآید یاران — تا چه گویم که چها قرب ادراک کند
من به صحرای جنون آمده ام از دل جان — شهسواری نگر این صید بفتراک کند

عشقی از دست خرد زود رهائی باید
کاشقی گریه بشستن مژه تا پاک کند

زاهدان رند چرا عز و وقار گیرند — آری آشفته دلان دامن یار گیرند
چیست این حجره نشینان که گزینند ز خلق — بهتر آن است که از خویش کنار گیرند
گر خراب اندازان زلف تو عشاق چه غم — آخر الامر ازین رشته بهار گیرند
جام بر جام زدن وصف رندان خوب است — طرفه جامی اگر از دست نگار گیرند
بیقرارند همه شیفتگان در کویت — بدوای تیغ نگه تا که قراری گیرند
سروری نیست به تخت جم و کی عاشق را — اوج آشفته همین بس که بدار گیرند
نفس خوشتر یک باده صافست اولی — بهر وی شیشه همین سینه فگار گیرند
آن غزالم که بصحرای وفا سر زده ام — خوشی آن است که خوبان بشکارم گیرند
صید خورشید رخان نیست که در دل آید — این شکار اهل دلان در شب تار گیرند

نیست جز عشق درین بزم گر آگه عشقی
با همه اهل خرد کو سر کار گیرند

بصورت گرچه مسکین جانم ستانی می بدل دارد
که امروز آشنا همواره دریا در بغل دارد

ولی وامانده دارم نگاهی گرم ساقی کو
که شیدا یاد آن صید که بست و پا شغل دارد

ز ناز و نازکی گل تاب با تغافل می آرد
دگر عشقم لیلی در سینه صد غزل دارد

سرم هر کوه و صحرا از خرابی بیکسی بردم
نه تنها سینه ام با دست دل عنان این خلل دارد

ز دست کرده ام خود گرچه عالم جلوه گر گشته
دلم از دیده تصویر این سلم و علل دارد

بچوگان ارادت تن دهی سامان جان آید
رسائی نیست گوی را که از طاقت کسل دارد

عنان بگسسته گردیدم ز پیچ و تاب دل شیدا
کجا پای من درین صحرا سر بر خار گل دارد

اگر گیسو گشاید یار من بر قصه جان بندی
ز آتش شوق پا اندم چو او بی بر نخل دارد

شمع با گرم روی دیده گریان دارد
پس دگر کیست که در راه تو سامان دارد

می ندانم ز کجا می رسد این باد صبا
که دم از رایحه با بهاران دارد

شمع و پروانه اگر سوز و گدازی دارند
بلبل از ساده دلی دام گلستان دارد

نه منم شیفته حسن بلا خیز تو بس
هر که را هست دلی دست و گریبان دارد

آنکه در خانقه و صومعه می بود خراب
هست شهری که به هندوی تو ایمان دارد

گرچه پیراست تن عشقی بچاره و لی

در رهِ دوست سروکار جوانان دارد

الله الله دل من میل کسی میدارد
که چو من شیفته در دوبسی میدارد

نارسائی است مرا گر بسر بام تو لیک
ناله‌ها ست که این دست رسی میدارد

دل محزون من و آن رخ آتش فامش
طرفه کاریست که با شعله خسی میدارد

نیست جان در تن من از پی آن آنکه خال
طائری هست که سر در قفسی میدارد

زاهد و عارف و عاشق همه خواهان تو اند
هر کسی بر حسبی ملتمسی میدارد

بی تکلف بسر قافله خواهد رفتن
آنکه گوشی بصدای جرسی میدارد

عشقیا وصف تو هر دم ز دل و جان گوید
می ندانم هوسی یا نفسی میدارد

ز زلفش دین و دل بستم گرفتار اینچنین باید
ز رنگ ما و من رستم سبکبار اینچنین باید

ز خود افتادن اینجا قطع منزل میتوانم
بلی در راه معنی طرز رفتار اینچنین باید

تپیدن های دل یک گفتگوی هست با جانان
بلی در محفلش انداز گفتار اینچنین باید

گهی سنگی بسر گه بر سر سنگی میزند عاشق
سر شوریده را آری سروکار اینچنین باید

نزاکت می‌تراود عشقیا زین مصرع بیدل
ز خاطرها فراموشم سبکبار اینچنین باید

گو دلی تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند　　شعله زار شوق اندر خانمان پیدا کند

نیست عالم جز آشوب قلم آن نوجوان　　گونه گونه رنگهای سر زبان پیدا کند

کفر عالم می نهد زیر پی تابان عشق　　کافری آن به که در راه بتان پیدا کند

در حریم دوست آن کس را رسائی هست گر　　جز ایثار عشق دل و جان ارمغان پیدا کند

هر که بر رخسار آن گلرو نگه را گرم ساخت　　بی تکلف او بهار جاودان پیدا کند

دی مغنی گفت آنکس نو بهار وصل یافت　　کو نهال هستی خود را خزان پیدا کند

هیچکس را لطف پیدا نشد اندر سخن　　گر میان دوستی فرق در میان پیدا کند

گر سر وارستگی دارد کسی زین ما و من　　بندگی در خدمت پیر مغان پیدا کند

عشقیا انجام حیرانی بسا جستی ا
گو دلی تا ذوق حیرانی بجان پیدا کند

دل سودازده با هوا می گردد　　شیوان گفت که زان زلف صبا می گردد

آفرین بر آن غمزه عاشق کش تو　　که در آئین جفا اهل وفا می گردد

نه ز سودای دو عالم خبری هست مرا　　فتنه هست که اندر سر ما می گردد

تا گرفتار نسیم دل و دین گشته است فدا　　دوستان بر سر من باز بلا می گردد

اگر چه شوخ است و لیکن دل

از رہ دل زکجا تا بکجا می‌گردد

نگاهم گر شناسای جمال یار خواهد شد — میان ما و الفت آشتی بسیار خواهد شد

دل و دین جان و ایمان کرده ام آماده بیعانه — که روزی بهر آن غارتگری در کار خواهد شد

بامداد جنون دل مست و بیهش گشته دانستم — که زین ره حالیا بر کار خود هشیار خواهد شد

نگاه گرم ساقی برق سان گر جلوه آراید — لباس و لباده و دین بینی که خرمن وار خواهد شد

ببیند گر دلم آن نقطهٔ خال رخ رنگین — تعالی الله که از دیوانگی پرکار خواهد شد

کنون یک قطرهٔ خون گرم جوشید از دل مستم — تماشا دیدنی دارد اگر سرشار خواهد شد

ز خود بیخود شدم از یک نگاه عشوه پردازش — نمیدانم چه خواهد شد اگر تکرار خواهد شد

قراری بیقراری کرده ام دیگر نمیدانم — که از من یار خواهد شد دگر اغیار خواهد شد

نگنجم عشقیا از خرمی در خویشتن هرگز
نگاهم گر شناسای جمال یار خواهد شد

در خود سفری دارم و از راه میرسید — مهری است در آغوشم و از ماه میرسید

از سلسلهٔ کاکل و زان نرگس فتان — سامان جنون هست ازین گاه میرسید

تا خاک نشینیم آنچه بدیدیم بدیدیم — یاران خبر از شوکت این جاه میرسید

زخمی بجگر رفت که هر سهم نشان کرد — دیگر سخنی از نگهش آه میرسید

با بیخبران زمزمهٔ عشق مگوئید | اسرار دل از زاهد آگاه مپرسید
در دل ز خیال رخ او جوش بهار است | تا دیگر ازین یوسف زرین چاه مپرسید

سر نشوهٔ جنون نغمه و اندوه که عشقی
خبر هیچ ندارد دگرش گاه مپرسید

تا که عشاق نکو بیت و طلسم ساخته اند | دسته از خاک ره بیهوشی ساخته اند
معجزه بود که او تخت سلیمان برده | بو الفضولان زیکی اهرمنی ساخته اند
این چه سحر است که وی نرگس فتان چشم | زاهد بیهوده را برهمنی ساخته اند
اشک او نشان نیست جز او لب پیچیده | برهم الفتی از ما و منی ساخته اند
سکه رود که دل عشاق بجا بی گرده | رشتهٔ الفت شان از سخنی ساخته اند
چه تماشا است اگر دیدهٔ دل کار کند | ورنه از لعبت کنعان چمنی ساخته اند
جوش نگاهان ز رخ چشم و لب و ابر زلف شد | هر سر دیده و دل انجمنی ساخته اند
جلوه ها پیدا و زان سیل و قطره می پایند | با تماشای که یکتا و منی ساخته اند

خالصا با قفس دل شده گل عشقی
گل رخان در گیسو شکنی ساخته اند

ردیف ز

اے جانِ من ز شورشِ کون و مکان گریز
در جان و دل ز صحبتِ خود و دیگران گریز

خواہی ز بے نشان خبرے تا بتو رسد
جاشاکر از طریقۂ کون و مکان گریز

گر ہوش رہبرے بکند اے برید شوق
در جاے راستان و یار مغان گریز

از صومعہ چو ہیچ کشایش نمی شود
بشتاب جانبِ حرمِ بتان گریز

بال و پر است سر و جہان هر دو راہ را
عشقی ازین وسیلہ سو لامکان گریز

ردیف سین

چشم دل داریم و دیگر از نگاہ ما مپرس
گرد شیم در خویش پیمائیم و راہ ما مپرس

در شبستا نہاے ما از مہر روے آن صنم
صد تجلی میشود پیدا از ماہ ما مپرس

تا چہ عصیان است کز ہستی برآہش میبریم
پیش ازین دیگر چگوییم از گناہ ما مپرس

برق سان چین جبینش سوخت خرمنہاے دل
حالیا از کار و باران گیاہ ما مپرس

با نگاہے تیر کاری نرگس فتان او
دل سپر کردیم و دیگر از پناہ ما مپرس

پیچ و تاب سوز ہجران را بسندہ کردہ ایم
جدا ازین از درد حال بازشناہ ما مپرس

عشقیا جان بر سر کوے صنم دل دادہ ایم
شیشہ بر سنگے زدیم و از الہ ما مپرس

ردیف شین

سنگ هستم همیشه پایل خویش
گلشنی دیده ام ازین گل خویش

مستیی یا نه از شرابی هست
دم نگه‌داشتیم در دل خویش

لیلیم در نهاد من پنهان است
تا چها یافتم ز محمل خویش

حالیا دل به هیچ سو نرود
دیده در خویش تا منازل خویش

سخنی با کسم نماند کنون
از خودم هست حل مشکل خویش

کشت زارم چه طرفه خرمن داد
سنبله چیده ام از سنابل خویش

حیف صد حیف عشقبازی را
عمرها بوده ام چه غافل خویش

ردیف غین

آن منم کز جهان شدم فارغ
بی تکلف ز جان شدم فارغ

تا شنیدم حکایت چمنش
از گل و گلستان شدم فارغ

مستی یافتم ز لعل کسی
حالیا از مغان شدم فارغ

کرده ام اختیار گوشهٔ دل
از چنین و چنان شدم فارغ

جان نثار تو کرده ام حالا
از تو ای جان جان شدم فارغ

رفتم اندر سرای خلوت دوست
تا که زین این و آن شدم فارغ

عشقیا طرفه حالتی که کنون
جان ز من من ز جان شدم فارغ

خوش است دیده ام از سیر گشت زار ایاغ
چه خوش شگفته گل چیده است از بهار ایاغ

کدام نشئه درین باده است حیرانم
که عالمی دل و دین میکند نثار ایاغ

نه جام جم نه سکندر آئینه جسته است
هر آن دلی که دگر گشته است یار ایاغ

ز کار ها همه بیکار گشته ایم اکنون
ازان سبب که گرفتیم کار و بار ایاغ

اگرچه خلد برین جای راحت است ای دل
خوش است آب و هوای درین دیار ایاغ

ترا است صومعه و هم خانقاه ای زاهد
مرا است گوشهٔ میخانه و کنار ایاغ

کجاست آتش دوزخ که عشقیا اکنون
کشیده است دم از شعلهای نار ایاغ

ردیف لام

وا شد چگونه غنچه کم از دو قفل دل
لعل گران بهاست چرا کنی نثار دل

صحرای لامکان که فضای گذرگه رو
جولان کند همیشه در وی سوار دل

صد غوطه ها بدل من بخورد و لی
یکسر خطا نمی نگرم جیب یار دل

صیدیست زیر پنجه و سر گیر او دو کون
بازی که طعمه بکند از شکار دل

در باغ جان بجز گل عرفان نشگفد
بادی نسیم گر نوزد از بهار دل

از بحر غم نهنگ الم هیچ باک نیست
کشتی شکسته چو رسد بر کنار دل

تلقین پیر یا بست که هر لحظه عشقیا
بمطلبی رسی چو شوی انتظار دل

بسوز عشق هویداست در جریدهٔ دل
بسان شمع آن سیکند سپیدهٔ دل

بحیرتم که ز حیرت بکس نمی نگرد
کدام جلوهٔ رنگین بدیده دیدهٔ دل

خداگواست که یک لحظه هم نمی سازد
بکنج کعبه و بتخانه آرمیدهٔ دل

ز پیچ چنگ و کتابی ندیده ام هرگز
که یافتم سخنی از لبان دریدهٔ دل

بسان بلبل دیوانه میشوم هر دم
بهار سیر دو جهان برگ گل چیدهٔ دل

باهل درد دوا بخشد از طریق کرم
ندیم عشق که گردیده برگزیدهٔ دل

بجبر معرفت ار آشنائی خواهی
حباب وار بیا بر کنار دیدهٔ دل

بدید عافیت و از دو کون شد آزاد
کسیکه از ره تسلیم شد خریدهٔ دل

چه جو شبها که نداری ولی خموش عشقی
نه گفتنی است بکس حرف از شنیدهٔ دل

تن پرستی را چو بگذاری بیابی کام دل
بی کمند عشق والله کی رسی بر بام دل

پنبه غفلت چو از گوش طبیعت وا کنی
بشنوی جانم ندای سینه پیغام دل

خود زبان حیران است در تفسیر این سخن
بی تکلف اسم اعظم هم سمی این نام دل

هر طلسم و گنجخانه را بهم زد از بیخودی
هر که یک جرعه چشیده از شراب جام دل

شیوه تجرید و تفرید ار کنی بینی خود
تا چه تشریف است سرتاپای این انعام دل

غافلا آگه نه ای اسیر دل صد حسرتی
وادی ایمن که هر دم طی نماید گام دل

در میان حق پرستی و دل پرستی فرق نیست
ای دلم آیا هم دل باشد چو باشی رام دل

کاشفی صد آرزوی شربت وصل تو هست
چونکه بیتاب است عشقی را همیشه کام دل

ردیف میم

گر ز دار ملک بجویی جا بنگه من دارم
ز دیر و کعبه بیرون است ای یار آنکه من دارم

سرشکم در دل آن نوجوان کرد است تاثیری
نگویم چه سخن فرما است یار آنکه من دارم

بدست دل شدم یکتا وادی ایمن نگه کردم
دم صوت انا الله هی بیا یا آنکه من دارم

پیر دانم من دل و دین آن بت سنگین دلی هر دم
مسلمانان کجا دارد مسلمانی که من دارم

بجو چین ناسپیده دم جذبات تجلی میشود پیدا
که دارد در حقیقت دل این آنکه من دارم

ز بیچون شد ز شوق سیر قصد سپندن — همه رشک فلاطون است در دانشی که من دارم

مکن سرگرمی ای عشقی به مهرویان این عالم
گذر دارد به ملک بیخودی جانیکه من دارم

ز هستی قطع شد لیکن نشد بر هیچ جان دادم — کشیدم خویش را یکسو بدست دل عنان دادم
برای چشم ظاهربین که تا حسن تو بشناسد — گلستان زار امکان را ز روی ترجمان دادم
به نقد هستی که شد سرمایه پروا با پاشد — دل شوریده خود را نشان از بی‌نشان دادم
ندامت میکشم از کرده خود بر سر کویت — نه دل دادم نه جان دادم اینقدر آن دادم
چه جولانگاه مهرویان شکست خاطر باشد — دل شوریده خود را لباس از کتان دادم

بکوی او گذر کردم دل و دین خواستند از من
کنم آماده تا آن لحظه عشقی را ضمان دادم

تا لهای سحری بر در و باست کردم — چه قدر راز دل شوریده بیاست کردم
دل ندادم به قد سرو روانش گویا — دوستان بر دل بیچاره قیامت کردم
می ندانم که نخست باز چه خواهد از من — گشت جائی که مرا بود بناست کردم
نیست دیگه تو داری بکن ای عشق که من — سر سودا زده را کوچ سلامت کردم
دیده وام در سر زلف تو بهار سحری — حاش لله که عجب هیچ زشاست کردم

رفتم از خود که ز من باز نه اندیشه کنی | ای حیا مست ببین تا که چه کامت کردم

عشقی از صومعه باز آ که من با دل و جان
حالیا بر در میخانه اقامت کردم

بادشاهیم و گدائیم و سپاهی مائیم | سرخی و زردی و خود سبز و سیاهی مائیم
زمن و ارض و سموات همه دریا اند | انجم و شمس و همه ماه ز ماهی مائیم
مستی و بیخودی و باخودی و هر چه که هست | خم و خمخانه و هم جام چو خواهی مائیم
کرسی و عرش چه در بارت چگویم خبری | کفر و اسلام همه عجز و تباهی مائیم
سال و ماه و سحر و شام چو پار است بلی | خیر و شر و عالم و واهی مائیم
همه ارواح و ملک دوزخ و انوار بهشت | جمله عالم تو اگر نیک نگاهی مائیم

عشقی از راه حقیقت نظری در خود کن
تا بدانی که همه سر الهی مائیم

چون بخود رفتم سوالی را جوابی یافتم | سیر دل کردم سفینه ها کتابی یافتم
عاقبت گشتم جمال جاودانی جلوه کرد | هر طرفه تعبیر از طفیل طرفه خوابی یافتم
ذره خورشید عالم را نمیدانم که من | در شب دیجور نور آفتابی یافتم
سوزش دل بیقراری های جان اکنون نماند | کز نسیم خو کرده جانان گلابی یافتم

از شکست خود شکایت ها نمیدارم که من
ناتوانیها و پیری زان شبابی یافتم

پیچ و تاب گیسوانش دیده دانستم یقین
کز همه اشعار بیت انتخابی یافتم

حالیا بیهوده گردیها مکن عشقی که من
چون بخود رفتم سوای را جوابی یافتم

در خود سفری کردم و صد هوش گرفتم
تسلیم ولی از لب خاموش گرفتم

تا عشق تحقیق زدم از خم معنی
هوشی عجبی از دل بیهوش گرفتم

از شوخی و دیوانگی این دل بیباک
تا چند بگویم که کنون گوش گرفتم

صد شکر که از هر دو جهان دست فشاندم
بار غم جانان بسر دوش گرفتم

آه سحر و چشم تر و گریهٔ بیتاب
از نیش نگاهی تو چه آغوش گرفتم

بیداری دل تا که گرمم تو بخشید
کار دو جهان خواب فراموش گرفتم

عشقی شده ام محمل لیلی پس ازین راه
خود را ز سر شوق در آغوش گرفتم

گر گدا هستم ولیکن بادشاهی دیده ام
بنده ام اما بخود بیخود واسطی دیده ام

بر سر بامم و دوش مشت غبارم باد برد
از طفیل خاکساری طرفه راهی دیده ام

تا که هستی را شکست و بست کردن آن غمزه اش
دوستان از آن زنده‌ای بیناهی دیده ام

پیچ تدبیری نه دیدم زنگ کلفت را اگر
صیقل آیینهٔ دل را ز آهی دیده‌ام

از رخ و زلف و لب و ابرو و چشم آن صنم
بادشاهی دیده‌ام یا بان سپاهی دیده‌ام

زان عذار آتشین و آن هلال ابروش
بوالعجب جانی که در خورشید ماهی دیده‌ام

از شکست حال خود عشقی مرنج از بهر آنکه
اگر گدا هستم ولیکن بادشاهی دیده‌ام

ردیف نون

بر پیر مغان باش و می پرستی کن
ز لعل ساقی گلچهره گیر و مستی کن

سر رشتهای دراز دو زلفیا و هم
بهشتی که تو داری دراز دستی کن

کشود عقدهٔ این کار گر همی خواهی
برو بروی صنم خانه بت پرستی کن

بغیر رو مکن ای دل که میکنم آگه
که یار در تو نهان است خود پرستی کن

بهار عشق چو جان و دولت همی خواهی
شرار شوق همه در نهان هستی کن

همین بس است ترا عشقیا درین عالم
بر پیر مغان باش و می پرستی کن

ردیف واو

اگر گویم ثنای از لب او
کنم صد چو عیسی طالب او

چه وصفی دارد آن زلف سیاهش | که ایمانها رباید در شب او
دل آواره دارم گر بیابم | بیاویزم بچاه غبغب او
دمی کز درد هجران بیقرار است | چه باشد روز محشر یا شب او
ندانم دل شدم یا جان شدم من
کجا بگذارم عشقی جانب او

ردیف ه

پیش ما گر تو بیخود آئی به | بیخودا با خودی نیائی به
ناوک مژگان چو پرکار است | گره دل کزو گشائی به
عاشقان دست از خون شسته | یار را پنجه حنائی به
من نیم من نیم چو او هست | زین سبب مدح خودستائی به
گشته ام از دو کون بیگانه | گر مرا با تو آشنائی به
راز دل گر نهان کنی جانم | تا ترا حال پارسائی به
عید گردید نمی آید | از تو صد بار روستائی به
ساقیا از خرابه تا بچشم | باده ناب گر نمائی به
عشقیا بندگی ترا زیبد

دوست را دعوی خدائی به

ردیف یا

جنون دیوانهٔ دلهای بیتاب است پنداری ‌‌‌ ‌‌ ‌ محبت خانه‌زاد چشم پرآب است پنداری

ز حالِ بیخودی آگه نه از خودپرستی‌ها ‌ ‌ وصال گلرخان تعبیر این خواب است پنداری

کرا این آتشین روی ندانم در خیالم شد ‌ ‌ که در جانم ز طوفان سیماب است پنداری

شکست دل تجلی گاه مهرویان بود مردم ‌ ‌ درین محفل کتان همرنگ مهتاب است پنداری

کجا همسر شود خمخانه با کیفیت عاشق ‌ ‌ بشور جوش دل صهبا کی آب است پنداری

باین دردِ جدائی اشکی از چشم نمی آید ‌ ‌ محیط سینه‌ام مانند گرداب است پنداری

ندارد عشقیا جز اشک و آهی بسر کویت
نگه چشم و دولت همرنگ دولاب است پنداری

جهانی که دارد بلندی و پستی ‌ ‌ اگر بنگری فی الحقیقت تو هستی

بران رشتهٔ زلف پیچ و تابش ‌ ‌ رسائی ندارم ز کوتاه دستی

بده ساقیا باده مخمور خود را ‌ ‌ که گوید دعا بر خیالات هستی

بحیرت درم زین شراب محبت ‌ ‌ که اول خمار است وانگاه مستی

مبین خویشتن را که صد بار بستی ‌ ‌ ازین خودپرستی سرت پر ز مستی

منادی همین میدهد عشق هر دم
چو از خود پرستی برستی برستی

شبی کاشفی گفت با عشق خود
بجای رسانم که تو از نیستی

ترجیع بند

سالها بر در دل ناله و افغان کردم
دیده را بهر تماشای تو گریان کردم

خواب و آرام ز سر زود نمودم یکسو
آنچه از دست برآمد به گریبان کردم

رو بمحراب بسا شب که بروز آوردم
روزها دست تنگ و دو شام غریبان کردم

چند در بتکده هم رمز نهان پرسیدم
آخر بر سر دین و دل ایمان کردم

بی تکلف بزدم در صف دل نیزه آه
بسر کشور جان کار جوانان کردم

حاصل الامر ازین شورش و بیتابی دل
سر خود را چو نثار ره جیلان کردم

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

گاه در مدرسه با حل معما جستم
گاه از معبدها جلوه مولا جستم

پیش سالک ز تجلی سخنی پرسیدم
گاه از باده کشان جرعه صهبا جستم

گاه از برهمن و گاه ز مومن گفتم — حالت دور ز سر پیر و زنار جستم

و پیشس را بار ز زنار و مصلا دادم — سبحه بگرفتم و از اسم مسمی جستم

قصه کوتاه ز کس عقدهٔ من حل نشد — پای در دامن و دامن به ته پا جستم

از طفیل دل دیوانه که بیتابی داشت — عشقیا تا ز سر فکر چو خود را جستم

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشتم
شور منصور ز سر پرده هویدا گشته

تا که بر خاک در میکده جائی دیدم — تخت جم ملک فریدون ته پائی دیدم

نی جرس خواهم و نی نقش قدم در رهِ عشق — نغمهٔ مطرب خوش صوت صدائی دیدم

التجائی بکنم نیست کنون از دو جهان — سایهٔ دود خم بال همائی دیدم

نشئهٔ می دگرم چشم تماشا دارد — کاسهٔ باده نگر قبله نمائی دیدم

درد دل پیش طبیبان تمامی هرگز — خندهٔ لعل لب یار دوائی دیدم

فیض میخانه ببین چون بدل افگارم — تا که از پای سبو مرهم لائی دیدم

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز سر پرده هویدا گشته

حالیا هر چه دلم خواست همان یافته‌ام — محفل باده کشان و پیر مغان یافته‌ام

سبوی می و جام کنون هیچ مرا کار نیست
زانکه هر گونه ز مقصود نشان یافته ام

دل من رفت بجائی که نه جائیست درو
فارغ از هر دو جهانم که جهان یافته ام

سرمه کز خاک درش تا بکشیدم در چشم
رنگها هرچه نهان بود عیان یافته ام

ما سوای نیست درین کون و مکان تا بسما
حاش شد که همان است و همان یافته ام

خاطرم جمع شد و تفرقه از دست برست
تا که ذات تو بذرات جهان یافته ام

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

بردیار از من و آن جام و سبوی ساقی
داد ما را بمن آن روی نکوی ساقی

زان صنم هیچ نماندست ز هستی اثرم
سنگ بر شیشه فتاده است ز خوی ساقی

بستهٔ زلف ندانم که چه حالی دارد
کار زنجیر کند تار ز موی ساقی

فارغ از لذت کونین شود آنکس کو دلش
هست مخمور لب شیشه کدوی ساقی

هیچ چوگان زد و بر روی نماید گلم
حالیا گشته ز تسلیم چو گوی ساقی

چه معانی که بجانم نرسید لی عشقی
تا بخواندم سبق از مصحف روی ساقی

حالتی رفت که پنهان همه پیدا گشته
شور منصور ز هر پرده هویدا گشته

تار و پود نے عجبی پنبہ برون آوردہ
دل افسردہ مارا بہ جنون آوردہ

ہمچنان موج کہ از بحر برآید ہر دم
جوشش بیچونی و این رنگ بچون آوردہ

دشمن و دوست بکثرت چو ببینی جانم
ہستی لیست کہ او خوب و زبون آوردہ

نیست خود روے گل و خار درین باغ جہان
تا بدانی ہمہ از کاف و ز نون آوردہ

دیدہ واکن دگرے نیست درین جلوۂ ذات
مظہر خود ز تعین بہ نمون آوردہ

کنج مخفی بعیان آمدہ چون زیور سیم
تا بدیدم کہ ہمون ہست و ہمون آوردہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور زہر پردہ ہویدا گشتہ

دیدم از دیدۂ جان جلوۂ برکات الٰہ
یافتم در دو جہان جلوۂ برکات الٰہ

طرفہ جاے است درین میکدہ کانجا دیدم
بر صبوحی زدہ گان جلوۂ برکات الٰہ

انچہ معقول بمحسوس رسیدہ است کنون
یافتم یافتہ ہان جلوۂ برکات الٰہ

در حشم خانہ و مسجد نگر از دیدۂ دل
عشق پیداست عیان جلوۂ برکات الٰہ

تو کجا میروی ای دل کہ ہمہ اوست ببین
آشکارا و نہان جلوۂ برکات الٰہ

دل سیاح کہ از خویش سفر کرد بدید
بے نشان تا ز نشان جلوۂ برکات الٰہ

حالتے رفت کہ پنہان ہمہ پیدا گشتہ

شور منصور ز سر پرده هویدا گشته

رباعیات

از جهر لبان جمع دل را آشوب — وز ذکر خفی تو خانهٔ دل می‌کوب
اذکار اگرچه هر همه به باشند — لیکن ز پی صفا است بهتر جاروب

ولہ

آن دل که ز ما سوای مولیٰ پاک است — هر تیه کونین ورا املاک است
هستی است نه هستی که ما میداریم — مستی است نه مستیش ز آب تاک است

ولہ

در مدرسه‌ها دلیل و برهان پیدا است — در معبدها ثنای سبحان پیدا است
القصه به بزم اهل عرفان چو رسی — بینی بینی کمال وجدان پیدا است

ولہ

شهزاده و شاه از حشم مغرور است — زاهد بخیال زاهدی مغرور است
سالک چو بدل تجلی میدارد — عاشق بجمال لم یزلی مسرور است

ولہ

در تجلیهٔ وحدت نه قبول و نه رد است	انساب و اضافات و رد و نیک بد است
هر بیت که جز عشق دروی زده	هر گونه خرد ز حالتش بیخرد است

ولہ

در تن چو تفحص بکنی جان پیدا است	در جان تو تجسس کنی ایمان پیدا است
گر نیک نظر کنی در ایمان عشقی	بینی بینی جمال جانان پیدا است

ولہ

آن شاه نجف که عالمش ممنون است	هر گونه از وجان جهان مرهون است
فیضی است بهر شرب و مذهب از وی	جز فرقهٔ رافضی کز آن مطعون است

ولہ

هر صبح صبا رساندم بوست	تفسیر کنان ز آیت آن کاکل و روست
از خنده دمے که تا رسم بر سر کوست	افتان خیزان چو سیل در جستجوست

ولہ

بیخود شده را جلوهٔ دیدار بدست است	هجرت زده را ناله و افکار بدست است
غافل نشوی هیچ از رنگ تماشا	آنرا که دل و دیده بیدار بدست است

ولہ

دل گرچه خیال آن صنم میدارد
لیکن همه کاوش الم میدارد
المقصود ز هجر وصل آن جان جهان
فکری نتوان کرد که غم میدارد

وله

رسیده که چو آهوی رمیده می ماند
اگر ز خود نبرد نارسیده می ماند
بدیده نشهٔ عرفان چو سر خوشی نکند
همه شنیده تو نا شنیده می ماند

وله

هر مذهب و مشرب که جهان میدارد
بر خویش ز گفتگو گمان میدارد
رندی که ز هر دو می رود می دانم
آن میدارد نه بلکه آن میدارد

وله

زاهد که نماز و روزه دارد در پیش
از ورد و وظیفه خواند هر ورد و درپیش
هیهات نگفتمش که مقصد نیست
بی خویش ز خویش گرد آئی بر خویش

وله

یک چند سطر نوشتم از خط سیاه
فی الحمد و فی النعت و صف صحابه
دانی بیقین که سر رموز عرفان
از مانده شده ز برکات آله

وله

ور خود چو عطر کنی جهان را بینی	کونین و مکانی و زمان را بینی
بیخود چو بیخود رسی خدا مسید اند	جان را بینی تو جان جان را بینی

ولہ

آن باده که از سرزنش جان گذریم	از رنگ وصال و بیم هجران گذریم
مستی و بیخودی گرم دست دهد	از عارف و معروف و عرفان گذریم

قطعه

همچو نرگس در پی نظاره آن سرو سهی	دیده ها واکرده ام اما نگاهی بر نخاست
دیده را کردم سپید از انتظار بهار دسلے	در شبستان سیاهم نور ماهی بر نخاست

فرد

این چه صحرا بود و این صیاد و صید افگن بود	هیچ نخچیری نشد پیدا که او تیری نخورده است

مثنوی ناز عشق

محمد مبارک الهی کاپی نویس معصوم پوری

بسم الله الرحمن الرحیم

بنام آنکه از هر مذهب و کیش — لباس تازه دارد در بر خویش

ندائی داده در هر خانه از راز — جهانی از صدا ها گشته دمساز

خُمی پر جوش و شور مستی انگیز — که از وی جامها هستند لبریز

کدامین ذره کو مهر دل افروز — ندارد روشنی طلعت روز

هزاران خانه و یکخانه سازی — هزاران شیشه و یک جلوه بازی

نماید رنگها یک پنبه زار — تو خواهی جامه گو و خواه دستار

همین آن رشته فرخنده اطوار — که سازی گشته در تسبیح و زنار

چه نازست این ازان عصمت مآبی ‌ ‌ که عالم گشته حیرت انتسابی

ز لا اصطفی بجانم گشته مفتوح ‌ ‌ که او خود حامد و احمد است و ممدوح

نهان بی پرده در پرده عیان شد ‌ ‌ ز دید و عمر نامید و جهان شد

جهان یک دور پرکار است ای یار ‌ ‌ شده از نقطهٔ احمد نمودار

سبلی از نقطه گردد دور پیدا ‌ ‌ درخت از تخم میگردد هویدا

همه باشد ز نور شاه لولاک ‌ ‌ همه عالم ز ماهی تا بافلاک

احد را پردهٔ از میم او شد ‌ ‌ جهان چون زیوری از میم او شد

احد چون بحر و ذاتش هست چون دُر ‌ ‌ جهانی چون صدف از نور او پُر

ز نور حق روانش هست پر نور ‌ ‌ جهان از نور او نور علی نور

چو همدم گشت از علمک ما لم ‌ ‌ صلای رهبری زد بر دو عالم

نبودی گر چنین مهر دل افروز ‌ ‌ نگشتی امتیازی از شب و روز

چه جانها از ضیای آن سر تام ‌ ‌ تمیز یافتند از کفر و اسلام

بیانش کام دل را انگبین است ‌ ‌ که نامش رحمة للعالمین است

بصحرایش فلک یک سبز سینی ‌ ‌ ملک داغ غلامی بر جبینی

کمال انبیا در پیش آن شاه ‌ ‌ همان ماند که خور را پرتو از ماه

ندانم پیش ازین وصفش کنم چون ‌ ‌ ‌ برنگ چون هویدا گشته بیچون

خوشش آیدم گر شود از یاد روی ‌ ‌ ‌ قبول خاطر آن فیض وجودی

درود از ما نیاز از ما بود باد ‌ ‌ ‌ بر اصحاب کرام و آل امجاد

ابی بکر و عمر عثمان علی گوی ‌ ‌ ‌ که هر یک بوده اند از کاملی گوی

همه با فکر ستان در کار و پیچ و ‌ ‌ ‌ چنین بود و چنین بود و چنین بود

بیحجت است آن بیدین و بدکیش ‌ ‌ ‌ گر از اینها کسی کند یاد از کم و بیش

مخالف را سزا سر دم همین است ‌ ‌ ‌ لعین است و لعین است و لعین است

بیان عاشق و معشوق و آشفتگی عاشق

بیا ای عندلیب نغمه پرداز ‌ ‌ ‌ که ما با هم ترا همدرد و همراز

من و تو بنده یک گلستانیم ‌ ‌ ‌ بدرد عشق از یک خاندانیم

بیا بر خوان از آن گل داستانی ‌ ‌ ‌ وزان بر هم زن یک خانمانی

که از سوزش جگر شد اخگرستان ‌ ‌ ‌ سینه ای پر شرارستش دین و ایمان

شرار دوزخ از یک نوک آتش ‌ ‌ ‌ تپ خورشید از بندگانش

بیانش کردنم خود هست مشکل ‌ ‌ ‌ درست آتش اندر کینه دل

بیا ای آتش اندر سینه ام زود / که از عقل طبیعت بر کشم دود

بیا ای آتش اندر سینهٔ ریش / طفیلی کن بحال آذر خویش

بیا ای آتش سوزنده القاب / که از سوزت جهانی می برد آب

که گویندم همه هشیار و مستی / یکی آتش پرست آتش پرستی

بفهمی گر نفس داری جگر دوز / خرد سوز و خسرو سوز و خرد سوز

خسرو را بازی طفلانه میدان / سراپا پیش او بیگانه میدان

خیال آگهی داری ازین درد / خرد را نیست پیش اسپ جوانمرد

اگر پیش خرد این دانه سفته / فلاطون بوعلی هر دانه سفته

رموز العقل گر قصهٔ خویش / که دیگر بر نتابد سینهٔ ریش

چه ریشی قانع از تار رفوی / نیاید مرهمش در گفتگویی

وزین ره عالمی رفت است پر خون / نمیدانم چه سازم چون رسم چون

ز جوی نفس کافر بیقرارم / شبی خون بیخبر بر حال زارم

نقابی بسته دارد برخ روح / ازین آشفتگی دل گشته مجروح

بروزم می کند هردم کمین شب / بیا و اینچنین را آتشین لب

الهی و املنا بنما الهی / که آب خضر دارد این سیاهی

خداوندا نمایان کن بهارش | بحق مصطفی هم چار یارش
بحق مصطفی حسان را امان ده | خدایا بادهٔ عرفان بجان ده
بحق چار یار انشس الٰهی | دمے بزدا ے از جانم سیاهی
بحق فاطمه وان شاه حسنین | که بودند آن نبی را قرة العین
بحق شاه جیلان غوث اعظم | بدستم جام عرفان بخش هردم
بحق نقشبند خواجه احرار | ز سوز و ساز خود سازی خبردار
بحق خواجهٔ سلطان اجمیر | کنی ز نفس کافر جان من چیر
بحق سهروردی شاه ملتان | بجانم جان ایمان بخش ای جان
بحق اهل دل زین این و آنم | امانم ده امانم ده امانم

در سبب تالیف گوید

بیا اے خامه برگو اینچنین راز | که انجا نفس می یابم باعجاز
ز سر گر پا کنی دانم روی تو | ز خود بیخود شوی تا خود شوی تو
دمے اشعار وحدت خیز سر کن | جهانِ کثرتم زیر و زبر کن
نشانم ده ز حالِ بے نشانے | که وصفِ او شده فی کل شانے

حیرت چمن صفت هست پر جوش   صلا ده بلبلان را از هم آغوش
ریاض عشق از عشقی بکن نام   برای عندلیبان واکن این دام
که تا در حلقه اش افتد حریفی   ز گل در پرده اش بیند ردیفی
چو گلها در سرشت ما سرشتند   بهار آموز گلزار بهشتند
دلم یک عندلیبی تن شده وام   خوش آن روزی که برگ گل کنم رام
درین واسطه که بلبل یافت قیدی   برای جلوهٔ گل گشته صیدی
غرض این معنیم کل لفظ داری   ولی گویا شود شوریده کاری
ریاضم یافت پرتو زان ریاضی   کنون عیسی بین اندر ریاضی
خیال عیب بینی بر مکن ای یار   که در هر قطره ام جوش است سرشار
عیان است این سخن بر هر که وجه   نه جنبد ذره الا باذنه
چو رنگ نامه عرفان دستگاه است   بدان از من ز برکات الله است
ز بحر احمدی دارم سبوی   ازان جاری است از ما گفتگوی
که نامش کاشفی شد در جهان فاش   چو خواهی کشف کفش پای او باش
جهانی گوشهٔ آن مهر دل افروز   که یاد اش میناید یاد من سوز
درود و وفا تحفه هر دم بر آنخاص   همی گوئیم واز اخلاص اخلاص

شروع داستان

بیا ای خامهٔ مشکین شمامه | ز حسن دوست رنگین ساز نامه
خود آن بهتر که وصف آن پری روی | بیان دیگران انداز و برگوی
غلط فهمی مکن زنهار ای دوست | که وصفی هست پنهان زیر هر پوست
بهر شاه نشین بود بیقال | که در وصفش زبانم میشود لال
زبان کز وصف او گوئی ربوده | بدلها این خبر ایما نبوده
دل اینجا نیز یک حیرت شعار است | بوصفش عقل کل زار و نزار است
بیا ای چار ده فرخنده ماهی | بملک حسن یک حشمت پناهی
سیه چشمی وفا بیگانهٔ او | نگه دزدی حیا هم خانهٔ او
ز شیرینش جهان در تلخکامی | ز تلخیهاش شیرینی تمامی
تغافل هست نازش از وفا دور | جوانی چابکی بیباک و مغرور
جبینش صفحهٔ نور الهی | بچشمی عالمی کرده تباهی
کمان ابروش همواره در زه | بوصف او همان بهتر که جان ده
بچشم مست اما مست خون ریز | نگاهش تیر اما تیر جان بیز

نگاهے یک بلائے ناگهان داشت | نه تیرے بلکه نوکے از سنان داشت
چو چشمِ نرگسِ آن غمزه بارے | سپر انداخت خود بود کارے
بمژگان چاک فرما پردهٔ جان | بهند و ترک تارے دین و ایمان
دو گیسویش بگرد جان را کمندے | که آغشته در و صد مستمندے
بکے کاندر خیالے دید روئے | ز سر تا پا پریشان گشت موئے
بهر پیچش بود یک کفر فرنگی | که پیشش نام دین گفتن ز ننگے
غلط کردم که گفتم هستش آن | فرنگستان شده زان کافرستان
ز بوئے نافه‌اش در کوی و بازار | صبا بر دست خود برداشت طومار
غرض این قصه را رشته دراز است | که انجامش نگفتن عین راز است
در آن دام از پئے آن دانهٔ خال | جهانے مرغ دل بیند بے بال
بموئے مشک چین را حسرت آموز | بروئے رشک جنت آن دل افروز
عذارش بیکجالے داشت لبریز | خیالش سینه را میساخت گل ریز
ز وصف بینیش جان هست مسرور | بورق ماه گوئی مصرع نور
ندانم تا چه لبها داشت آن یار | که در وصفش قلم گردد شکربار
بوصفِ آن لبِ میگون سیراب | سخن مستانه میخیزد درین باب

از آن دلهای شیدا در غمی بود | که جان می‌گشت و خود عیسی دمی بود
دهان تنگ او چون در سخن بود | تو گوئی غنچه مقصود بگشود
بوصف آن زنخدان آه صد آه | بیانم چون رسد چاه است در راه
چو آرم از سیاهش گفتگوئی | قلم باریک میگردد ز موئی
چه گوید قامتش را خامهٔ من | قیامت میشود در نامهٔ من
بقدش سرو گرچه توأمان بود | ولی سرو خرامان آن جوان بود
ز بالایش دل من گشت شیدا | شمائلی نیست بالا است پیدا
بعالم گر بیان بالا بلند است | ز وصف آن بلند است آن بلند است
چو آن جان جهان رفتار کردی | چو دستی با گریبان کار کردی
ادایش را چه سان طبعم گراید | که وصفش در ادای خامه ناید
نگاهم چشم چنین بود و چنان بود | سراپا قامتش ایمان جان بود
کلام القصه زان کان نمک شور | ز شکافی دو انگشت در بازار لاهور
سراسر جوهر فروشی آن جوان داشت | درخشان لعل و گوهر در دکان داشت
بهای گوهر از اندازه بیرون | که جان هم سنگ می‌بود و بود افزون
سراپا غنچه خود پوشیده از شرم | شده دکانش هجوم و خریداری گرم

برِ این نیم آشکارا شد دو کانش
ثوابت رشک برد از لولوانش

کسی پرسان ز گوهر بہائے
کسی حیران بحسنِ دلربائے

و لے کو جان و دل پیدا نبوده
بران لعل لبش شیدا نبوده

نبوده مشتری کو رشتهٔ جان
کند پیدا وران گوهرہای دندان

نبوده یک خریدار غرض مند
بران جوهر که باشد چون غرض بند

غرض یعنی رهِ تسلیم رفتن
چه رفتن از امید و بیم رستن

چو بگزاری امید و بیم اید وست
شنو و حق الحقیقت مغز تا پوست

بجائے میرسی کز جا برون است
که لا خوفٌ ولا هم یحزنون است

بخویشِ خویش رو بیخویشی آموز
ز بیخویشی چراغ خویش افروز

آمدن فقیری و عاشق شدن بر آن جوان

چو شمعی نور خود را بر ملا زد
بپروانه را گوئی صلا زد

جهان پروانه سان گردید مسرور
چو شمعی سروری ماگشت پر نور

کس از نزدیک و کس از دور دیده
هر آن نور دیده نور دیده

غرض دو کانِ حسنش چون ثمر شد
نهالِ حسن او چون پر ثمر شد

چو آنجا حسن یوسف شد نمودار
ضرورت بیشو کالا خریدار

که ناگه در رسید آشفته مردی
چه مردی خورده جام گرم و سردی

دلش پروانه سر دهم شمع جویان
ز جان خویش الّی تبت گویان

کتانش دیدهم جویای سرو روی
سپندش آتشی سنجوا ست هر کوی

گیاهش برق را بشگفت پوید
کبابش سیخ را بشگفت پوید

ز مژگانش کسی در جست و جوئی
که سازد چاک و هم سازد رفوئی

جهان پیما بسان گردبادی
بهر سو کر پی مقصد شتادی

بعالم این مثل پاینده دیدم
که هر جوینده را یابنده دیدم

ولی این عشق را کاری نکو هست
که اوّل یافت بازش جستجو هست

سبک آمو ز جست و جو خبر شد
چو اول یافته دریافتش جو شد

ببازار آمده دیده پری زاد
شده دیوانه تر داد از جنون داد

بدام عشق افتادن بجان بود
تو گوئی حال جان دادن بیان بود

خوشش آنکس که درین بازارگان
ز نقد جان خریده جام عرفان

فتاده بر زمین بیهوش گشته
جهان بیخودی در جوش گشته

همه بازاریان گردش دویده
بسوز او ز ساز خود بریده

علاجے خواستند از ہر دو کوے ‌ ‌ ‌ کہ صحت یابد آن مرد نکو روے

کسے با مصرع نسبت کرد اورا ‌ ‌ ‌ کسے از آب شستہ کرد رو را

اگر دارمی خیال عشق خوبان ‌ ‌ ‌ تکلف نیست خود را ناشنودان

کسے از غم بروئش آب می زد ‌ ‌ ‌ چگویم نالہ شیب و شباب بینہ و

کسے بشگفت آسیب پری ہست ‌ ‌ ‌ کسے حیران کہ سحر سامری ہست

ز چشمش سلسبیل اشک میرفت ‌ ‌ ‌ ز حیرت جان آن پیر شکیب میرفت

فسون افسانہ خواندندے ہمہ کس ‌ ‌ ‌ ہمان بودے کہ گردے شعلہ با خس

ز ہر معجون کہ کردندے وسیلہ ‌ ‌ ‌ تو گوئی رفت روغن در فتیلہ

بجز جانان طبیبے نیست اے جان ‌ ‌ ‌ بدرد عشق درمان را تو درمان

چو درد عشق شد بر جان مجنون ‌ ‌ ‌ بجز لیلے نشد درمان مجنون

ہمہ کس گفتگو کردند با خویش ‌ ‌ ‌ کہ بیماری ندارد مرد درویش

دلش ترسیدہ از غوغای عشق است ‌ ‌ ‌ سرش شوریدہ از سودای عشق است

پری روئے کہ در دکان نشستہ ‌ ‌ ‌ مراین درویش را در جان نشستہ

جمال آن جوان بیتاب کردہ ‌ ‌ ‌ سراپا گیسوئش در تاب کردہ

برفتند از سر دیوانہ یک یک ‌ ‌ ‌ بدانند آتش و آہنگر اینک

چو آن دیوانه از رفتن مو توا | چشیده لذتی قبل ان تو توا
شده از بیخودی وز خویشتن گم | خیال آن مسیحا گفت قم قم
بهوش آمد ولی از خویش بیهوش | همه تن چشم گشته یا شده گوش
ز خود رفتن بهم آغوش مست اید و مست | بیابانی تا که مغزت هست در پوست
چه بیند نوجوانی جان جانی | نشسته بر دکانی موسیانی
جمالی دید کز حور و پری بیش | همه خوبان به پیشش بیخود و ریش
تعالی الله چه فیاض است داور | شکر را سر رساند بیشکر خوار
به درد خویش صادق یافت او را | چه گویم صبح صادق یافت او را
به پیوست مرغ دل در دام مویش | رخ و جبهت وجهی کرد سویش
ز دین بگذشت و با بت بست پیمان | مسلمانان مسلمانان مسلمان
چو عشق بت کسی را دل نشین است | ز دین بگذشتن او را عین دین است
ندارد عشق با تاثیر دین به | که الناس علی دین ملوکه

همدرین حکایت یاد آمده

ز جنی بد بود و شد سر افتاده | نمود و صرف عمر خویش با دین

بنام فاحشه شد در جهان فاحشش — بگرد و خانه اش شهره گشته اوباش

ز اوباشان جوانی بود مبارک — باو باشی ازان محبوبه چالاک

ولی آن بیوه شد با آنجوان بند — جوان هم گشت زین انعام خورسند

بیکدیگر کنار و بوس دادند — ز خود با پرده ناموس دادند

زن از فرخندگی در خود نگنجید — بهار وصل را هر گونه سنجید

نگه بیاو فسر او نیش زنبور — شبی کردی جدا چون مار و زنبور

بهنبوال مغفرت می نمودند — ز مغفرت رنگ حسرت می زدودند

کسی از همسایگان چون دید این حال — نصیحت کرد بر زن کای بد افعال

نه آخر دوزخ است انجام این کار — ازین بگریز و گفتار هم نگه دار

چه کردی توبه کن تا رهروی تو — ز حال مغفرت آگه شوی تو

چو آنجا عشق دل را داد آرام — بگفتار خرد کی می شود رام

زن از ناصح چو بشنید این حکایت — بدو پرسید کای اهل درایت

چو جایم دوزخ است اما بیان کن — کجا خواهد شد آن یارم عیان کن

بگفت او نیز در دوزخ رود زود — سزا یابش همین است آتش و دود

زن از قول نصیحت گو نه آشفت — جواب نغز بین کو چون گهر سفت

چو دوزخ مسکن آن یار باشد | مرا خود جنت دیدار باشد

بدوزخ گر بیابم آن جهان است | بهشت من در سر آن نوجوان است

مرا از دوزخ و جنت نه کاری | همین دانم که با باشم به یاری

جدا او گر دوزخم گر در بهشتم | با او در کعبه ام گر در کنشتم

چو دوزخ جای صد گلگشت با دوست | دلم را خواهش جنت نه نیکوست

چو در ویرانه با او هم کنارم | نه از معموره کانجا نیست یارم

امید و بیم از خود کرده ام دور | چو با او میبرم نور علی نور

مکن عیبم که من با دوستم | کنون بگذر که بستم هرچه بستم

بسیم آنجا که آنجا خیر و شر نیست | بغیر از عشق و میل دگر نیست

وصال دوست بیدارم در آغوش | جهان مو غفلت با خوابیست در گوش

ولی کز عشق جانان دردمند است | نصیحت بیهده سوزش سپند است

دلی کز عشق جانان چون شود گم | نه جنت بیشمارد نی جهنم

نه دین داند نداند مذهب و کیش | بجز مقصود کو خود کرده در پیش

چو آن شوریده در حسن جوانی | بدیده می فشاند دانه دانی

ببیند تا بیابد آن سرو آزاد | بسان بندگان می بود دلشاد

[illegible]

ز جنبش دیده ها را نور میداد
بدل از غمزه اش ناسور میداد

گهی مفتون آسیب پری بود
ز هوش خویشتن زان دم بری بود

بمحراب ابروی آن دلربائی
پیاپی ساختی عاشق دعائی

نمودی سینه را بیرون نشانه
بپیش نرگس ناوک زبانه

ز چشمش گر ز جان نومید می بود
ز لعلش زنده جاوید میبود

گهی بر هندوش میباخت ایمان
گهی بر چهره اش بودی مسلمان

گهی شایستهٔ انعام میداد
ز بالایش کشیدی گاه فریاد

اگرچه چهر جانسوز است فی الاصل
نمک دیگر بزخمی می نهد وصل

که این دیده کو از دید خورشید
نمی گردند از بینائی امید

بفهمد این سخن کو سینه ریش است
که حیرانی بنزدیکان چو خویش است

گهی در پیچ زلف چون شب تار
نمودی کوچه گردیها عسس وار

گهی بر بخت خود میکرد نازی
که صیدم ساخت عشق شاهبازی

ز گلزارش چو بلبل داشت شیون
ز سروش طوق چون قمری بگردن

بعشاقان خموشش آن وقت خوش آمد روز
که تیر عشق جانان شد جگردوز

ندانم کی رسد فرخنده آنی
که یابد عشقبازی جان جانی

چنین میساخت سر دم قرة العین | جمال جوهری را بے شک و شین

بصورت گرچه او خود بود مائل | ولے صد معنی آنجا کرد حاصل

سبل عشق مجازی هست پایه | بدان عشق حقیقی کوست مایه

بصورت سرکن تا هست اولی | که این نهریست از بحر معانی

کجا معنی که بے صورت برآرد | کجا صورت که او معنی ندارد

چو معنی رنگ از صورت گرفته | ازین صورت بصورت عشق رفته

همه نور است از مه تا بماهی | ولا هرگز نیفتی در سیاهی

ندیدم بے مسمے هیچ اسمی | نه ظاهر بے مظاهر یافت جسمی

خصوص انسان ز خلقت هست اولی | انا سره ثنایش گفت مولی

بر او اول با انسان عشق ورزید | درین نکته بسر و جوش است کن باد

کلام قدسی اینجا گفت رحمن | بشکل خویش آوردیم انسان

بگویم تا چسان گویم کمالش | که مسجود ملایک شد جمالش

شنو از من و لیک من لدنی | و فقه یعنی رای الله گر بدانی

ولا عشق همه پیچید دار در دل | که او خود بوده است انسان کامل

بعشق او ز عشق او نجات است | ورودها از بان فرخنده ذات است

غرض آن جوهری از نازگاهی | بشوریده نمیکردی نگاهی
نگه با دیگران از وی تغافل | بدیگر مهربان از وی تکاسل
نگه دزدیدن اینجا عین دید است | بداند کو بمعنی رشید است
تغافل هست بر عاشق ترحم | خموشی دارد اندر از تکلم

حکایت فی المثل

به مجنون گفت شخصی کای جنون بیز | مگر نشنیده بشتاب و تیز
طعامی پخته است امروز لیلی | ببیماری که دیدم هیچ میلی
ز دست خویش یک یک کفچه آشی | بهر کس میرساند خوش معاشی
تو هم رو تا ز دستش آش یابی | بهار جلوه اش هم خوش یابی
چو قیس این قصه نیکو شنیده | بسان اشک مشتاقان دویده
رسیده پیش لیلی همچو هاله | بگرد ماه و بر دستش پیاله
چو هر کس کاسه میکرد فراز | شدی زانعام لیلی آن همه سیر
نمود قیس هم پیشش پیاله | گرفتا باز بخشش خود نواله
چو آنجا حسن بیدر و است و بیداد | شکسته کاسه اش آن سرو آزاد

بہوش آمد جنون در جانِ مجنون ‌ ‌ ‌ دوبالا گشت عشقِ آن مجنون

تغافل گر ز محبوبان نبودے ‌ ‌ ‌ بعاشق شورشے در جان نبودے

تغافل فی الحقیقت ہست تعلیم ‌ ‌ ‌ کہ قلبِ عاشقان گردد سراسیم

چو آرد عشق اندر جان تغافل ‌ ‌ ‌ تغافل چون کنم زین سان تغافل

فحاصل جلوهٔ جوہر فروشے ‌ ‌ ‌ دران شوریده می آورد جوشے

نگاہے بر جمالِ یار میکرد ‌ ‌ ‌ ز سینہ نالہ را تکرار میکرد

بجز زاری نباشد کارِ بلبل ‌ ‌ ‌ بہ بیند در نہ بیند جلوهٔ گل

بر ہمنوال دیدے رنگِ درویش ‌ ‌ ‌ معطر ساختے جانرا ز بویش

ولے چون شب شدے آن نوجوانے ‌ ‌ ‌ بسوے خانہ رفتے از دکانے

چو خود در روز تابان بر دکان بود ‌ ‌ ‌ بشب در حجرهٔ خانہ نہان بود

چگویم حالِ آن شوریده درویش ‌ ‌ ‌ بسانِ عشقبازے بود دلریش

چو بودے روز بر دکان رسیدے ‌ ‌ ‌ شبش را صبحِ صادق بردمیدے

شدے شب چون جوان در خانہ رفتے ‌ ‌ ‌ تو گوئی جانِ آن دیوانہ رفتے

نباشد امتی را ہیچ رہبر ‌ ‌ ‌ چو در ماہی رود یونس پیمبر

بشب از ہجرِ او بیتاب بودے ‌ ‌ ‌ بروز از لعلِ او سیراب بودے

بروز از دیدنش بیتافت جانی — بشب بی او ز بوی آه و فغانی
نبود آن ناله و آه و فغانش — بپایش کوس رحلت کوفت جانش
ولش چون ناله را آهنگ اوی — ز دود آه شب را رنگ داوی
چنان از سینه کردی آه جانکاه — که عالم بود در استغفر الله
بروز اندر جمال جلوهٔ یار — ز بوی عندلیبش سیر گلزار
چو بودی شب ز دی فوارهٔ خون — مگر چشمش شده اصطرلاب جیحون
بدینسان روز و شب بیبود حیران — مسلمان از جفای نامسلمان

آزرده شدن خویشان انجوان و فقیر را بحیله در دریا انداختن

بیا ای عشق تا گویم فسانه — ز مهر کینه ات جانها نشانه
لیلی حسنها انداد کردی — ز مجنون کوه نجد آباد کردی
ز شیرین کاریت خسرو ز پا یافت — ز تلخیهای تو فرهاد جان تافت
بعذرا رنگها افزوده از تو — بوامق هرچه بود آن بود از تو
جمال یوسف از فرمودهٔ تست — سر و کار زلیخا سودهٔ تست
بهمسرویان تو ناز آموز باشی — بعشاقان نیاز آموز باشی

زلعلت این بعاشق و معشوق پیدا | گل و بلبل ز تو گشته هویدا
نئی پیدا ولی پیدا است کارت | ز وصفت عالمی گشته است غارت
غرض چون حال شوریده سر شد | بسان عشق او چون دربدر شد
ز معشوقی چو شهرت یافت آن ماه | پدر هم مادرش گشتند آگاه
بخویشان نیز این افسانه شد فاش | که بر او باده عاشق گشته اوباش
همه کس یکدگر کردند افسوس | که اکنون میرود از دست ناموس
خجل خواهیم شد از خاص و از عام | بخویش و اقربا باشیم بدنام
همان بهتر که این آشوب پرداز | برون ناید ز خانه هیچگه باز
بماند در سرا خود نشسته | دری بر خویش و بیگانه بسته
فحاصل هرچه گفتند آن همان شد | پری در شیشه خانه اش نهان شد
بقید آمد خرامان سرو آزاد | شده خود صید کو بود است صیاد
پدر با مادرش در خانه کرده | نهان از چشم آن دیوانه کرده
برادر هم پدر کردند قیدی | که تا رویش نه بیند مرد و زن هی
زبانی هم برون نگذاشتندی | بدرجی همچو گوهر داشتندی
چو سازد شمع از فانوس مسکن | چگویم حالت پروانه را من

اگر پنهان شود در ابر خورشید — نباشد ذره را از هستی امید
بر این منوال چون بگذشت یکروز — نیاید بر دکان مهر دل افروز
گذشته روز چون آن جان نیاید — خرامان بر سر دکان نیاید
ندید آشفته چون دیدار دلبر — نشد آشفته تر آن زار دلبر
دو چندان گشت شورے در دل او — ز هجر گل فغان زد بلبل او
بسان رعد هر دم ناله میکرد — ز ناخن سینه را گل لاله میکرد
فغان سینه اش از هجر معشوق — بپا پے میرسیدے تا بعیوق
زدے بر سنگ سر آن عاشق زار — که با سنگ است عاشق را سر و کار
ز دود آه شب می ساخت بر روز — بشب از شعله می افروخت شب روز
همه بازاریان در کار و بارے — فقیر افتاده آنجا سوگوارے
ندیده یار را در صحن بازار — خلیده خارسان با زار بازار
بدمیان در غم آن شوخ دلبر — ز سر پا می نمودی پاے از سر
رسیده همچنین یک پیر زالے — بسا محتاله و یک بد مآلے
سراپا مکر و از روے سرشته — بسیرت دیو بر صورت فرشته
بسر وقت فقیر آمد شتابان — بجاه خشک گوئی نا ز تابان

بگفت ای دل شده افتاده چون — نگر شنیده بنیوشش اکنون
بیارست مادرِ او داد دشنام — چه گویم تا چه گویم با نوای رام
ازین غیرت برفت از خانه ساده — ز ننگ طعنه در دریا فتاده
مرا جسم آمده بر حال زارست — که آگاهت کنم از کار و بارست
چو بشنید این سخن مرد پریشان — بلای بر بلای دید بر جان
بگفت از زال کای از بهر بیچون — زمانی همرهم شو تا بجیحون
ببر تا آن لب جو این تنم را — چه جا است آنکه برده آن صنم را
بغرض رفتند هر دو تا بدریا — که موجش شور میزد تا ثریا
بسانِ اشک عاشق تیز رو بود — ز تیزی موج موجش تو بتو بود
خیالی گر گذر کردی بران جوی — شکسته میشد اندازِ تگاپوی
بدید آن آشنا چون بحر بیتاب — چو ماهی بی تکلف رفت در آب
وصال خویش در این کار دانست — نه دریا بل حریم یار دانست
فرو شد بی تامل در محیطی — مرکب شد عدم اندر بسیطی
کسی کز عشق جان را عید هم زد — تکلف بر طرف وهم و قدم زد
ز جان دادن مشو ای دوست دلگیر — بده جان جانها بر گیر بر گیر

چو جان دادی چه جانها بر تو باشد — غمِ جانی زِ جانِ تو ترا شد

غم اینجا تا چه گویم شادیِ تست — خرابی با عشقِ آبادیِ تست

خرابی گر ندارد این خرابی — ز معموری خبر هرگز نیابی

خزان خود یک نوید نو بهار است — حصولِ مقصد ار بیقرار است

رفتن زال و بخویشان از غرق شدن عاشق نوید دادن و ازین استماع افتادن معشوق در دریا

ندانم چون دهم این قصه را دل — بیانِ عشق بس کاریست مشکل

ادیب عشق چون تعلیم گوید — نخست از تخته ات نامت بشوید

دهد تعلیمِ وصلِ یار هردم — شوی با دوست ای مهجورِ غم

غرض حاصل و آله چون رفت در جو — شده فرخنده آن زالِ سیه رو

برفت اندر سرای آن پریزاد — بخویشش و اقربایش مژده برداد

که در جو غرق شد آن مرد شیدا — ز جان بگذشت و نامش نیست پیدا

چه داند این سخن شرمندهٔ عشق — نمیرد جان نمیرد زندهٔ عشق

شنیدند آن همه گشتند تا نه — تو گوئی کرده هر یک رنگِ نانه

فرستادند بر دکان پسر را | که تا بفروشد آن لعل و گهر را
پسر القصه بر دکان رسیده | کجا قالب که اکنون جان رسیده
شده مشغول در جوهر فروشی | فروشیدن نمود از تیز هوشی
همه بازاریان را دید بر کار | ندید آن واله را در صحن بازار
حیا نگذاشت تا پرسد که چون شد | ولیکن دل ازین اندوه خون شد
نه در بازار دیده روی عاشق | نه اندر شب شنیده بوی عاشق
دو سه روزی چو بگذشتند بیچون | بلا است بر جوان گردید افزون
چو آنجا حسن را با عشق کار است | بسا پروانه را شمع انتظار است
چه باشد شمع گر پروانه نبود | چه باشد حسن گر دیوانه نبود
خریدار ار نباشد یوسفی کیست | چو نبود عندلیب این رنگ گل چیست
بحسن و عشق نسبت از ازل شد | بنزد عارفان این عقده حل شد
همه ملزوم و لازم هست ای دوست | بقرآن فاذکرونی گفته اوست
جوان آخر بپرسید از کس احوال | چه شد آن عاشق شوریده احوال
بگفت آنکس مگر حالش ندانی | تعالی الله کنون با من چه خوانی
دو سه روز است کان شوریده تو | بدریا غرق شد غمدیده تو

۹۱ بیرون آوردن آن دو تن از قعر بحر [illegible]

شنید آن ساده چون افسانهٔ وی — شده دیوانهٔ دیوانهٔ از وی
گرفت او را که ای گوینده اکنون — بیا همره تا آن روی جیحون
شده استاد آن مهروزانی — بران ساحل که عاشق داد جانی
زیاد عشق او در سینه تف شد — بسان قطرهٔ نیسان در صدف شد
فرو شد در عمیق بحر پرجوش — گرفت آن کشتهٔ خود را در آغوش
جوان چون غرق شد در قعر دریا — شد از بینندگانش شور برپا
همان دم شد خبر بر مهر و شهر — که طفل جوهری افتاده در بحر
غریو از شهریان برخاست آندم — نماند مرد و زن در خانه از غم
بنیان قصهٔ ناگفته است به — قیامت رفت گوئی بر که و مه
چو غم با دیگران شد برسر او — چه گویم از پدر و مادر او
همه کس دام افگندند در آب — فرو رفتند غواصان بتیاب
پس از دیری ز بسیاری تکاپوی — بدست آمد پسر و ز قعر آن جوی
چه بینند آنکه با نازک میانی — هم آغوش است آن افسرده جانی
سوی ساحل کشیدند از ته آب — تو گوئی یکدگر بودند در خواب
سر معشوق در آغوش آن بود — لب آن مهر و گویا توامان بود

پریشان گشت آن مجموع زنجال　　جوان و طفل هم پیر کهن سال
بسا انبوه بر انبوه بودند　　زیارت بر شهیدان مینمودند
بدانسان بند شد عاشق بمعشوق　　بزور کس نمیگردید فاروق
چو آن خود رفته بود از خویش ای عور　　ندانم رفته را چون میکنی دور
نمیدانم که زور دوش و اله　　گره محکم ازان مشکین کلاله
نه بکشاد آن گره کردند بس ساز　　نگشتند آن جدا هرگز دو دمساز
نمی بینم کسی بر سر زمینی　　گره بکشاید از حبل المتینی
چو عشق انجا دو کس را داد پیوند　　جدا هرگز نگردد از کس این بند
بدلها کز ازل رفت است رشته　　نمیسازد جدا هرگز فرشته
عجب زخمی که تیغ عشق دارد　　دو کس را بی تکلف یک نگارد
یکی گردد دو تن هر کن شکی را　　نه تیغی کو دو تا سازد یکی را
کنون بگذر ولا از کید و گفتن　　نمی زیبد بعشق این وانه سفتن
بیا القصه بر آن قصه اکنون　　که یاد دشمن میکند در سینها خون
چو با معشوق آن عاشق شده بند　　ز زور هیچکس نکشاد پیوند
بجنبد ها گفتگوی رفت بسیار　　شنود از مومن و مومن زکفار

مسلمان مسئله گور و کفن گفت / هنود این سر و تن را سوختن گفت

چو آنجا مرده فارغ گشت از غیر / بسعی افگن ای جان خواه در دیر

سقر جنت نخواهد مردهٔ عشق / ثواب هم عذاب بی مردهٔ عشق

ز خیر و شر برون رفت است حالش / ز کفر اسلام بیرون است حالش

پس آنگه پیش شاه عهد رفتند / بیکدیگر ز جد و جهد رفتند

به پیش شحنهٔ لاهور آن کشش / ببردند آن همه با جنگ پرخاش

بگفت آن شاه آخر این سخن را / جدا بودن ندیده آن دو تن را

بگور آرند آوردند در گور / بشنود ان ور گذشتند از شر و شور

نه گوری بلکه بود آن پردهٔ غیب / گرفتند از شهادت آن دو بی عیب

بحق تشبیه اول در گرفتند / پس آنگه در ختم تنزیه رفتند

بحق تشبیه اول پایه باشد / بدان تنزیه خود کان پایه باشد

چو خواهی جلوهٔ مهتاب بینی / خود اول قرص او و آب بینی

ولاکنون چه گویم قصه را باز / که در جوش است جانم نشه راز

بصورت کثرت آمد قصه این / بمعنی وحدت است این حسن

رموز بیخودی گفتیم در هوش / بفهمی گر شده عرفان کنی نوش

بتفصیلم اجمال است تبدیل
با جمالم همه پیدا است تفصیل

بهر پیش رمزدان این نکته شد حل
مفصل مجمل و مجمل مفصل

شنیدم تخم و تخمی و شجر هست
بداند هر که از خود با خبر هست

ز وحدت سوی کثرت شد نمایش
هو الظاهر هو الباطن ثنایش

خود او عاشق خود او شد دلربایی
بجای بلبل و گل گشت جایی

بدانی گر ترا عین الیقین است
حقیقت فی الحقیقت هست این است

گفتن قصه راه سلوک و آوردن بعضی امثال

بجسمم آنکه چون بیچون شد
ز هر رنگی بدلها رهنمون شد

بهر رنگی اگر گویم همه اوست
غلط فهمی بکن زنهار ای دوست

بخون رنگ و گر دارم بیانی
ازان شوریده وزان دلستانی

کشم افسانه را بر حال سالک
نمایم شرح بر احوال سالک

بجود آن دلستان بل روح بوده
که از عشق دلم مجروح بوده

بجسم ای جان کنایت شد ز یار او
بدیگان درون گشته نمودار

ز روحی که پیش آن یار بودند
یقین دانی که آن افراد بودند

خبرداران که گفتم وارداتست ‌ ‌ ‌ خیالاتست و حالات صفاتست

ازان عاشق بدل رفته اشارت ‌ ‌ ‌ بلی جز دل که یابد این بشارت

دلا یکدم ز رنگ آب و گل رو ‌ ‌ ‌ بدل رو هان بدل رو هان بدل رو

نه شب بود آنکه آن نازک سیاسی ‌ ‌ ‌ بخانه میرسیدی از دو کاسی

حجاب نفس کافر بود بر روح ‌ ‌ ‌ که دل از ظلمتش گردید مجروح

نبود آن روز کان تابنده خورشید ‌ ‌ ‌ رسیدی بر دو کان چون عمر جاوید

نمایان جلوهای روح بوده ‌ ‌ ‌ دل از دیدار او مفروح بوده

گهی و جمع گاهی تفرقه دید ‌ ‌ ‌ پریشان قبض و بسط را میدید

نه آن خویشان چو آنرا قید کردند ‌ ‌ ‌ دل شوریده را نومید کردند

دلا بشنو که اکنون گویم این بات ‌ ‌ ‌ همه بودند آن وسواس و خطرات

ز نفسانی و شیطانی که هر دم ‌ ‌ ‌ همی آرند بر دل صدمت غم

او در هجرش پیاپی ناله میگفت ‌ ‌ ‌ خطرها از ریاضتها همی رفت

نبود آن زال ای جانم بیندیش ‌ ‌ ‌ که از دستش بدریا رفت درویش

کسی کو بیقرار از عشق بدروست ‌ ‌ ‌ بوقتش امتحان می آید از دوست

پس آن زالی نبود آن امتحان بود ‌ ‌ ‌ نبود آن جان وی هم مقصود جانان بود

بنزد وهم امتحان بار بیست مشکل | بعارف مینماید مقصد دل
خوش آن کز امتحان خوف و جوے | نمیگردد بحق سازد رجوے
نبود آن بحر کیفیت ربوده | سراپا محو استغراق بوده
ز استغراق چون دل گشت مفتوح | ضرورت هم گذارش میشود روح
غرض در روح چون یابد جاے | بنامند اهل دل آن را فناے
فنا گردید از خود گشت بیخویش | فناء فی الفنا آید ازان پیش
فنا آنجا چو شد عین بقا هست | انا گفتن دران حالت روا هست
شد اینجا روح و نفس و عقل و دل یک | بنزد اهل معنی نیست بی شک
بساحل آمدن از قعر آن جوے | بقا بوده است بنگر این نکو روے
فنا رفتن بقا باز آمدن دان | عروج و هم نزول این دو است بر جان
پس آنگه جاے او شد در ردائے | که لا یعرفهم غیری سوائے
چگویم پیش ازین رمز نهانی | بود باقی شده از خویش فانی
نماند رهبر اینجا در رو راه | اذا تم الفقر فهو الله
اگر خواهی که فهمی این بیانے | مشو خودبین خدابین شو زمانے
خداوند آنکه خودبین است واصل | ز خودبینی خدابینی است حاصل

ولی تا هستیت کوهیست در پیش ‌‌ نبینی هان نبینی جلوهٔ خویش

بکن این سنگ را از تیشهٔ ذکر ‌‌ ببین آنگه درو سان اندیشهٔ فکر

عزیزا مصر در بازار دل بین ‌‌ درخشان لعل در کهسار دل بین

چو دل بین لعل بین باشی چه نیکوست ‌‌ شنو معقول تو محسوس ای دوست

عیان گردد جمالِ سبحتعال ‌‌ که فی الکل هو الکل است بالکل

در عذر تالیف و خاتمهٔ کتاب گوید

دلا این داستان را گو نه گونه ‌‌ ز عشق دوست چون آری نمونه

سرای عشق در اشعار ناید ‌‌ بپایانش لبِ گفتار ناید

چو رمزِ عشق در گفتار بودی ‌‌ خرد در محفل او بار بودی

بکاغذ در نیاید نشهٔ عشق ‌‌ درین صحرا نگردد بیشهٔ عشق

چو آنجا عشق برگوید فسانه ‌‌ تو گوئی خیزد آتش زبانه

کسی کز گفتگویش سر برآرد ‌‌ زبانِ آتشین چون شمع دارد

چه باشی تو که از عشقش زنی دم ‌‌ تو خود لیلا مکن در عشق ای کم

کنون بس کن درین راه است تازی ‌‌ ترا اینک بلک پایا است نداری

ازین راه که واری لب فروبند · درین ره هیچ ندارد راه پیوند
سبیلی این در و دراتنگ است یارا · بسان شیشه و سنگست ما را
ز بیدردی مزن در عشق فالی · چو داری درد بگذر قیل و قالی
بجز بیخود نگوید این معانی · معاذ الله ز خود گفتن ندانی
ز خود تا بیخودی راه دراز است · گذشتن از خودی خود عین راز است
خودی کز خود بود آن خود نمایست · خودی کز بیخودی آید خدائیست
فنا حاصل از خودی بگذر ز مانی · پس آنگه گوی زین مستی بیانی
چو نی از بیخودی زن پرده هائی · که بر جوشد ندا اندر صدائی
خوش آن گویا که از خویش است خاموش · خوش آن پیدا که خود گشته فراموش
ز خود یکسو شو و در عشق زن دم · تو از خود عشق پیدا می باش ایکم
تکاپوی تگ و دو ساز تیز · ازان آتش رخ همت شرر ریز
ریاض هم تازه کن زین لاله زاری · سمندر مشربان را ده بهاری
بنفشان آنچه در جانت شود سوز · ردیف شعله مانند نو روز
ولی در چشم زین داغ آتش · نگاهی چون نشانم باغ آتش
بسوزش چون سپند و مائی نگنجید · دگر خود کیست تا زنگش بسنجد

همان بهتر کنم این گفتگو بس — وهم چون شعله را پیوند با خس
درین ناگفتنی گر گفتیم رازی — ز شور عشق بس راز و نیازی
چو داری عینک عرفان بدیده — ببینی جلوه های این جریده
چو آنجا عینک عرفان دهد نور — بهر رنگی ز بیرنگی کنی سور

حکایت فی المثل

شبی سیری نمودم در شهره — ز هر کوهی و دری جویای بهره
بهر سوئی بسیر رفتم به آشوب — دل آشفته و جان عافیت کوب
ز حیرت آنچنان دل بیخبر بود — ندانم کوی دل یا کوی در بود
ببازار آمدم القصه آن دم — که بینم رنگهای کیف و هم کم
نه آن کیف و کم کو آورد حیف — کم و کیفی ز جوش بوکم و کیف
بجوشش پرده از پیدا درست بود — میانش شمع و یک بازی گری بود
صورها رنگ رنگ از پرتو نور — نمودی داشت بینند و یک بر دور
چو دیدم آن سیه هم از جمالش — چگویم رنگ اعیان داشت حالش
صور از عکس می آورد بر عین — تو آن سی نمودی بینیک نشین

زعلم و عیان هر دم داشت جوشی ضرورت تا رود آن لحظه هوشی

عیان بپساخت هر رنگی زاعیان ولی خود بود الآن کما کان

ازین هنگامه تغییری نبودش کم و بیشی بتصویری نبودش

چو دیدم نیک نیک این قصه را باز بشخص ما هویدا هست این راز

کجا آن دیده تا بینم بهارش ز جان خویشتن باشم نثارش

تنم یک پرده در وی احمدی نور تو از خود عشقیا چون میروی دور

صورهای دو عالم در سر تست جمال وجه مطلق در بر تست

عجب تا دیده بگشائی و بیده که این هنگامه در تست آرمیده

لذا هم پیش ازین گفتن عبارت بعاقل هست تکفیه الاشارت

ازین پس ختم گشته نامهٔ من دگر گفتن نداند خامهٔ من

نه رای رمز گفتن بود ما را نه یارای نهفتن بود ما را

بگفتم آنچه نزد من گفتنی بود کنون گردان قلم ای عشقیا زود

عروض و قافیه گر در سفینه نیابی بر نتابی دل زکینه

عروض و قافیه جز درد سر نیست چو عشق آنجا تمیزی نیک نیست

زند هر دم سرودش عشق این فال که الفقر است لاتیب سر حال

خرد از عشق بس اندوهناک است | جهان پاکست گر خس کم چه باک است
نمی پاید خسرو با عشق هشدار | چو جاء الحق زهق الباطل اے یار
فحاصل این بیاض باز عشق است | تر و تازه ریاض باز عشق است
نبیند جلوه اش جز بلبل عشق | که پیدا نیست در وے جز گل عشق
خدایا تازه کن هر دم بهارش | بحق احمد و اولاد و یارش

تمت

رسالہ سوال و جواب

رسالہ
سوال و جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عصمت پناہے کہ بر فہم و ادراک را سطوت جلال او گداختہ اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ
عَنِ الْعَالَمِیْنَ شوکت دستگاہے کہ در بلدۂ جسم سریر دل را تکیہ گاہ خود پرداختہ
قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی حشمت انتباہے کہ شہر تن را با جلوہ جان آبادساختہ
نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ سلطنت جاہے کہ کارفرمائی رائے و تدبیر را برائے اہتمام
معمورۂ جسد باختہ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ طرفہ تماشاہے کہ امتیاز لذائذ کون نعمائے
لون لون را در کام نفس انداختہ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا اِعْلَمْ اَیُّہَا الذَّائِقُ اینکہ در بیان آمد

ہمہ اطوار اوست جل شانہ دیروز کثرت و وحدت بود امروز وحدت و کثرت است

ے درمقامے خار و در جائے چو گل ٭ درمقامے سرکہ در جائیست مُل ٭ لمؤلفہ

بہ بزم جان کہ کسے قیل و قال میدارد	دگر بکلبۂ دل شور حال میدارد
یقین بدان دگرے نیست زین ہمہ اطوار	ہم او جواب کند ہم سوال میدارد

آرے شوریدگان بادیۂ فراق کہ از غایت اضطراب با زمین و آسمان سوالہا کردہ اند

واز نہایت پیچ و تاب با جنبیدہ و آرمیدہ سخنہا پرسیدہ اند ے مجنون ز سپہر و شکایت

با ماہ و ستارہ در حکایت ٭ فی الحقیقۃ اوست ع گہ بصورت مجنون برآمد ٭

کہ از طور عشق و طلب و اضطراب بر والہ اسے شان نمودار گشتہ ے می برد احقیقت

اَن اُعرَف مرا ٭ ورنہ کو اہلیت این صفت مرا ٭ مؤید اوست و آسودگان حرم

وصال و رسیدگان محفل جمال چون بخود بخود راہے یافتند و جوش انا الحق زدند

مجیب مشکل و کشایندہ عقدہ لاحل شدند بے تکلف ہمو است ع گہ در کسوت

لیلےٰ فرو شد ٭ وَفِی اَنفُسِکُم اَفَلَا تُبصِرُون ور بصیرت آمدہ شخصے را دیدم

کہ تنہا نرد می باخت و دست راست با دست چپ مقابلہ نمودہ کعبتین می انداخت

پس بہ بین کہ مات شوندہ و بازی برندہ کیست و بابے دریابے ے ہمہ محب ہمہ محبوب

باز محبوب است ٭ نگر نگر چنین جلوہ بس عجب خوب است ٭ مردمان از بے امتیازی

افهام این حال رانمی فهمند پری و دیو که بر آدمی می رسند کار فرمائی میکنند و آن آدمی از میان
سیر دود و تاثیر الٰهی و جلوهٔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ راسنکر اند سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ
صاحب سے معنی این فقره که ذی الملک والملکوت در مدح انسان منسوب ساخته چنانچه
فرموده است اے نسخهٔ این فراز و پستی ؛ انا نه بدین صفت که هستی ؛ تو بودی عکس معبود
ملائک ؛ از ان گشتی تو مسجود ملائک ؛ بود از هر شئی پیش تو جانے ؛ و زود رسته با تو سیانے
از ان گشتند امرت را مسخر ؛ که ذات هر یکے در تست مضمر ؛ جهان عقل و جان سرمایه تست ؛
زمین و آسمان پیرایهٔ تست ؛ طبیعی قوت تو ده هزار است ؛ ارادی برتراز حصر و شمار است ؛
واین تاج بر سر مبارک حضرت محمد مصطفٰے منور و منجلی است اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ وَمَنْ
رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ دو گواه شاهد حال اوست صلے الله علیه وسلم وعلٰی آله واصحابه اجمعین
اما بعد میگوید فقیر حقیر **برکت الله** که از مدتے اسوله چند در خاطر جا یافته بود و سیاحان
وارد و صادر نیز استفسار اقوال حقائق که معانی آن جز دلِ آگاه نتواند فهمید و بیان آورده چون
از کرم کریم و لطف عمیم جلوهٔ بے تعلق و بے تبیع دی نمود آمده بحکم آنکه ع تولی سر بر آورده از جیب ما
ست هم رنج دهنده و شفا هم ؛ هم درد دهنده و دوا هم ؛ دل با جوهٔ آن سر افراخته
درین چند اوراق بافته **سوال و جواب** نام ساخته سازه مقدمه و پرده هم گفتگو را
برستی سلوک کشیده و نواخته وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ **سوال** این گفتگوے عقاید و قد

از مردمان با خود ها مکابره دارند کسے سنی است و کسے رافضی دیگر خارجی یکے شیعه و ہر کسے
بجائے میرود و از دلائل بطرفے راہے میگیرد و آنچه صدق و درستی و راه مستقیم است
ہر کدام ازینہا محمول میتوان کرد **جواب** این عاجز بکتب عقائد و مذہب آگاہی ندارد
و گاہے جز کشتی نکرده که ازان محجوب شود لیکن بوجہے که دل از نیازمندی حاصل کرده و بران
مستقیم است اینست که ہر چہار یار کبار ایمان بحضرت سرور سالار کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
آوردند و مسلمان شدند و ہمه اوضاع و اطوار او در خود ثبت نمودند پس بدان از راه محبت که اینہا بود فنا
نگر ذات او صلے اللہ علیہ وسلم بحکم فنا فی الرسول ہمہ ہمہ مجنون مثل لیلی خود را فنا یافت
پس چنین کسان اگر از میان روند عجب مدار جز و از شود و بے خبر شو المقصود صدق محمد جسم یافته
آنرا صدیق اکبر گویند و عدل محمد صورت گرفته آنرا عمر خوانند و حیاے محمد تشخیص یافته آنرا
عثمان نامند و جود و علم محمد در جلوه آمده آنرا علی دانند پس فی الحقیقة اوست که بچہار صفت
نمودار گشته چرا که پیش ازین این ہر چہار چنین نبودند تا آنکه ایمان آوردند اکنون بدانکه نفرت
کردن یکے ازینہا نفرت از وست و نفرت او نفرت از خدا است و آن کفر است دیگر شنو
صدق و عدل و حیا و علم ازین ہر چہار صفت اگر یکے گزارمی انسان نباشی ہر که صدق را
گزارد آدمی نتوان گفت اگر عدل را گزارد ہیچ نیست و اگر حیا گزارد واے بر زندگانی او و اگر
علم گزارد حیوان است دیگر شنو صاحبدلان که ارشاد تصور و مراقبه کرده اند گوش و چشم

و بینی و دهان را بچهار کتاب و چهار فرشته خصوصاً بچهار یار کبار نسبت داده اند
باید دید که اگر در حالت شغل چشم را گزارد کور دل است و گوش را گزاردن دل را
کر ساختن است و دهان را گذاشتن زبان دل گنگ کردن است و بینی موقوف
نمودن مشام دل را از آن ریاحین محروم داشتن است پس معلوم شد که چه از راه گفتگوے
ظاهر که مذهب خوانند و چه از راه جستجوے باطن که مشرب نامند انکارے و اکراهے
و مخالفتے گنجائی نمی باید اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ این سیارگان آن
ماه اند که از آفتاب حقیقی درخشندگی یافته و جستجو هم زکجا تا بکجا راهے یافت
جلوه هر ستاره وزان راهے یافته صلی الله علیه وآله واصحابه اجمعین
عاملے از ولی الله سوال کرد که معنی این عبارت که قول حضرت علی است کرم الله وجهه
بیان کن اَلْاِسْلَامُ بَیْنَ السَّیْفَیْنِ الذِّکْرُ بَیْنَ الذَّنْبَیْنِ
الله نبیین هر چند انکسار کردم رهائی نداد بضرورت بر قدر طاقت به جواب
ملتمس شدم اَلْاِسْلَامُ بَیْنَ السَّیْفَیْنِ اسلام یعنی سلامت بودن و آن غیر است
و تا که غیر است اسلام حقیقی نیست پس اسلام حقیقی میان دو تیغ است و مراد از دو تیغ
تعلق کونین است و حدیث هم برین موید است که طالب دنیا و عقبی را مونث و مخنث
گفته و آنکه اسلام پاک یعنی حق را خواسته و این هر دو را قطع کرده او را طالب

المولی مذکور فرموده و این مرتبه را تجرید و تفرید خوانند الذاکر بین الذاکرین قول اہل کمالات

که ذاکر تا که نفی خویش و اثبات حق نکند ذکر او فی الحقیقة درست نیست و بجای نمیرساند

پس بیان این دو ذکر که نفی خود و اثبات اوست ذکری عجیب است که رفته رفته مذکور

میسازد چنین ذاکر را آه صد آه ہستی تست با تو در پوست چه ہمه بهرتر احکایت اوست

الذنب بین الذنبین باید دانست که خود را نفی نساختن و اثبات حق نکردن میں

دو گناه است سالک را گناہی است که ہیچ کبیره برابری آن نتواند کرده در بحر وصل منفعل

ہستی خودم چه خجلت کدام روز خرابم نمیکند چه المقصود معنی قول چنین کسی کرم اللّٰہ وجہہ

کرامت زہره که در بیان آرد و چه طاقت ادراک را که با ستفسار شاید لیکن حسب ذہن خود

انچه نوشته نوعی مناسبتی دارد و از ان الفاظ المعنی می خیزد و مطابق طور روندگان این

راه که از اعلیٰ تا ادنی متفق بر نفی خویش و اثبات حق اند و سالکان از ان مامور شده اند

تطبیقی دارد واللّٰہ یهدی الی سبیل الرشاد سوال معنی الولد سر لابیه

چه باشد جواب آدمی از آدمی است و حیوان از حیوان آہو از آہو شیر از شیر جای

نشنیده ام که از شیر روباه و از روباه شیر پیدا شود معنی ہمنست اگر دیگر آرزو است

با اہل علم پرس نفی ترجمه اش چنین است که اعیان ثابته با عالم مثال در خور دو پیوند

گرفت از ان نتیجه بہم رسید که انسان میگویند و اسراری که دارد از سبب نادانی

محرم آن نیست مگر آنکه رجوع باصل خود کند و آنها که باصل رسیده اند آثار سرّ الابیه
را فهمیده اند و ارشاد نموده اند خَلَقَ آدَمَ عَلیٰ صُورَتِهٖ و آدم را بر نمونه خویش آفریدم
این دلائل بر سرّ الابیه موید و موجه است صاحب رسالے برهمین معنی در جوش مستی فرموده
سے مادرے دارم که او جفت خداست ٭ من ازان مادر زنار آزاده ام ٭ لیکن چه حاصل
سے برخود لقب از حواس کردی ٭ حیوان دگر قیاس کردی ٭ **سوال**
شرح اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ باز گو **جواب** مدعا ظاهر است چه گویم و حقایق او
اینست انسان که نام گرفته بسبب لبس یعنی خلقت و تعین که در و گنجائی یافته و نهان
شده و گرنه در اصل حق است در باللباس بائے سببیه توان گفت سے
گر تجلی خاص خواهی صورت انسان ببین ٭ شخص را بشناس کو هم اول و هم آخر است
لمؤلفه بنام آنکه از هر مذهب و کیش ٭ لباس تازه دارد در بر خویش ٭ نهان بی پرده
در پرده عیان شد ٭ بزید و عمر نامید و جهان شد **لمؤلفه** همایون قطره ام کز بحر ام
وصفتم نیدانی ٭ که از خم خانه سیرے کرده ام در کشور مینا ٭ **سوال** حضرت
ابراهیم ادهم با چند اولیا بر کوهے نشسته بودند نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهُمْ یکے ازان گفت
که ولی کرا میگویند فرمود که اگر کوه را گوید که روان شو روان شود همدرین کوه از جا
بجنبید و روان شد فرمود که بر جا باش من بر تو مثلے میزنم حکم نمیکنم آخر کوه بر جا بماند

این یافته نمی شود بیان کن هر چند از کرامت اولیا بعید نیست لیکن و لیکے بسیار
نا فهمیده شود آدمی ضعیف را کجا طاقت که کوه بر شکوه را جنبش دهد **جواب** آنجا که وجوب
است امکان جز وهم و خیال هیچ نیست پس وهم و خیال را دور ساختن چه قدر کار است
این فرقه که عین ذات اند ممکن در نظر ایشان وجودے ندارد و گر دارد از آن ایشان است
چنانچه قول حضرت جنید است علیه الرحمة که تمام عالم سنده من است و آفتاب را سفت
پاس باز داشتن از غروب که مشهور از شاه شرف بو علی قلندر است رحمة الله علیه از همین قبیل
باید فهمید و این فرد فرموده اوست ؎ گر شبے دست دهد وصل تو از غایت شوق *
تا قیامت نشود صبح رسیدن ندهم * تمثیل شو خیال را صورت بستن و نشاندن
و دور ساختن و آفتاب حاضر و غائب کردن چنانچه در هر شب هویدا است همچنان ممکنات
پیش رسیدگان ذات است ؎ گفتم چه بود عالم و آدم گفتا * فانوس خیالی و چراغی در وے
سوال اهل کمال میگویند که همه حق است غیرے نیست و این فرد هم مشهور یعنی
است که ؎ بیزارم ازان کهنه خدائی که تو داری * هر لحظه مرا تازه خدائی دگر است *
و در خصوص هم فرموده اَلْحَقُّ مَحْسُوسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُولٌ این فهمیده نمیشود اگر بیان
واقع است من چرا خود را غیر می یابم و اگر آن اقوال را غلط گویم پس چنین کسان غلطی
کردن کراست زهره باید که در شرح آری **جواب** اینچنین جلوه را مشاهده کردن

نه کار چشم سر است بلکه دیدهٔ جان بین باید در بیان معنی آید المقصود ذات دریا که همه آب است
و موج صفات و تعین اوست اگر فی الحقیقت نگری موج هم آب است اگرچه موج است
بیت ای موج ز آب کی جدائی داری ◦ دانی او نی وگر نه دانی او نی ◦
ع چشم بین می باید اینجا موج بینی کار نیست ◦ گرچه موج از آب دریا هیچگه اغیار نیست ◦
دیگر مثنوی سیاهی ذات است و حروف صفات وی و این صفات را تا کجا شرح
دهم که الفاظ عربی و پارسی و هندوی و دیگر تمام از وی موجود آمده چون بسیاهی
نظر کنی همه ذات است و اگر بحروف نگری همه اغیار خبردار خبردار ازین هم آسان گویم مثلاً
مسافری آمد و نشست که دل را هیچ بسوی او الفتی نشد بعد وی اظهار کرد که من
فلان و فلانم آنگه جان و دل مشتاق و منتظر او بود همان زمان بر سر نشانند و خدمتها
کردند باید دید که همان ذات واحد بود بیگانگی و نادانی وحشت آورد و یگانگی دیگر رنگی
الفت بخشید آب نیل است و بقبطی خون نمود ◦ سبطیان را خون نبود و آب بود ◦
آه صد آه این وهم و پندار آشنا را بیگانه ساخته در ضلالت انداخته نقل است که بچه شیر
در دشت افتاده بود شبان آورده در رمه میشان پرورید و مدام همراه میشان بچراگاه
می برد و شیر میداد روزی شیر از بیشه آمد گوسپندان گریختند بچه استاده ماند آن
شیر از آن بچه پرسید که تو کیستی گفت که من میشم او گفت که غلط میگوئی تو شیری آن

بچه گفت که چه طور شیرم گفت بیا همراه من پس هر دو بر لب آب دریا و انجا برابر استاده
کرده عکس او و عکس خود در آب بنمود و گفت بشناس که من و تو یک شکل و صورتیم چون دید
بشناخت و راه صحرا گرفت و شیر شد ــــ شیر پیدا سے تجرد بوده گردن فراز ٭ گردن شیر
نه زین و نے لجام انداختی ٭ پس بدان که فی الواقع شیر بود و اندر پابند نگر وهم او
سیش ساخته بود و آنهم درست هست اگرچه یاد راست من تهم فهم نے نے بر غلط رفتم که وهم
و پندار را بد گفتم و وهم نعمتے است عظمی که دوئی ثابت کرده قول فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ را
سرانجام داده سر بحران و اضطراب کشیده رنگها افزوده چنانچه در زمینه الارجح
مندرج است هر که دوئی را انداخت یگانگی را نشناخت اگرچه معنی این قول دیگر است اینجا
موافق مذکور باید فهمید و فی الواقع اگر دوئی نمی بود این شور و اضطراب نمودار نمی گشت صحرا نوردی
و دشت پیمائی که بیکرد و کوه بحد از مجنون آباد نمی باشد و بے ستون تیشه فرهاد نمی رسید
بر همین حال حضرت شبلی علیه الرحمة فرموده اَللّٰهُمَّ اَحْشُرْنِیْ عُمْیَانًا که در آن وقت هم اضطراب
و اشتیاق باقی باشد فافهم حیف صد حیف که این حیران زده نفس گم کرده که مولف
این عبارت است نه شور هجر دارد و نه جلوه وصل از هر دو محروم است ٭ کنندهٔ دوزخ
نه نهال بهشت ٭ لیکن ازین وسیله که همواره نقال سخنان بزرگان و حاکی قول صاحبدلان
می باشد البته بجائے خواهد رسید و بجائے خواهد پیوست انشاء الله تعالی

تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر سوال

العلم حجاب الاکبر علم راچه طور حجاب باید گفت بزرگے فرموده ع کہ بے علم نتوان

خدا را شناخت و نیز متقدمین و متاخرین تا این زمان براے طلب علم گردیده اند و میگردند

و حدیث ہم وارد شده کہ اطلبوا العلم ولو بالصین جواب معنی احادیث

بے شان نزول دریافتہ نمیشود شاید کہ این حدیث بر حال مبتدیان باشد لیکن مفہوم العلم

حجاب الاکبر نزد عارف برین نوع است کہ علم در لغت دانستن را میگویند و دانست

تمام خلل و سد راه است اینجا فنا فی الفنا می باید اگر گوئی کمال کمل اولیا ہم دانست دانستہ بودند

بشنو آنها علیہم الرحمۃ بمرتبہ بے نطق و بے سمع و بے بصر رسیده بودند

گویا و شنوا و بینا حق بود ایشان نبودند تا فہمند کہ اسمے کہ اسم الاعظم پس ازین راه معلوم

شد کہ علم حجاب اکبر است یالیت رب محمد لم یخلق محمد اسمے کہ ادرین بزم

ساغر دہند بہ کہ وارو بے بیہوشیش در دہند ع چو گشتم مست لا العقل نقاب از چہره بکشادند

یعنی اولا دانست او برسید اند بعد ازان دانش من لدنا علما می بخشند کہ علم حق در علم

صوفی گم شود بہ این سخن کسے باور مردم شود بہ شخصے سوال کرد کہ در حالت سرو و شوق

و یے اختیاری غالب میشود اگر ضبط کند در جگر خون پیدا میسازد و اگر اظہار کند حجاب مجلسیان

البعضے جا مجموعہ مخالفان ہم میرسد سد راه میگردد چہ باید کرد جواب آنجا کہ گرمی شوق است

حجاب را گنجائی نیست ع بچشم مغزان جنون را که حیا زنجیر پاست ؛ وفی الواقع
در ابتدار حال و شروع شوق خطرهٔ امتیاز نمودار میشود ـه هر جا که من و یار بهم باز
رسیدیم ؛ از بیم بداندیشی لب خویش گزیدیم ؛ بی واسطهٔ گوش و زبان
از طرف چشم ؛ بسیار سخن بود که گفتیم و شنیدیم ؛ پس اگر آشنا است چرا در بحر
بیخودی غوطه زند که نه در جگر خون است و نه حجاب همنشینان زبون وه وه ـه
چنان در خود فرو رفتم که هر دم ؛ جنون پرسد چه شد دیوانهٔ من ؛ نه خبر حال و بجا لی
می ماند و نه اثر شوق و بیشوقی نمودار میگردد صفائی محض است دیگری سوال کرد
که در حالت شغل سالک چون در خود آید گاه صورت نسار گاه شکل امرد او را نمودار
میگردد این محمود است یا مذموم جواب باید دید که از دیدن آن اشکال دل اگر
بجانب عرفان می رود محمود است که رایت ربی بصورة الامارد و بصورة النساء
بیان اوست و اگر خیالات شیطانی سر می کشد مذموم توان گفت لیکن صورت خود
دیدن از انها بهتر است ـه نفی ع هر چه نماید همیشه دید نیست ؛ یعنی هر چه در نمود
می آید و بقاء ندارد پس چه حاصل مرد باید که صاف رود ملوث ازین الوان نشود
رفتار مردان پر پیچ است در اینحال سالک را خللی عظیم است ازین تعین بر آمدن دشوار
اکثر کسان در نظر آمده اند که باین اشکال گرفتار و از کار اصلی بیکار شده اند ـه تا عکس هستی

تو نماید ورانگه معبود تو خیال تو باشد هر آینه بعضے کسان را باین مرتبه شکل نساء
ظاهر و باطن پیدا گشته که خود را بهمان شکل متشکل یافتند ولباس و زیور زنان وانچه لوازم
آنهاست پوشیدند واز مقصود باز ماندند اگر مرو می کنند وازین خلل بر آیند جلوهٔ طالب المولی
تذکر و یابند **سوال** حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی تفسیر آن مفسران
فرموده اند اهل باطن چه میگویند **جواب** صلوة وسطی نزدیک سالکان نماز قلب است
که آنرا صلوة دائمی خوانند در اکل و شرب و خواب و بیداری و بهمه حال جاریست
ولا ینام قلبی موید اوست آیه کریمه الذین هم فی صلوتهم دائمون ٥ صلوة وقت
کار زاهدانست و نماز دائمی از عارفانست **سوال** نماز جماعت را تاکید است وارکعوا
مع الراکعین وغیره در حدیثات و کتب فقه بیانها است که یک نماز جماعت بهتر از هفتاد و
نماز تنها این را در مقصد سلوک چه باید گفت **جواب** حواس را گرد آوردن و متفق ساختن
جماعت عظیم است عجیب از ان جماعت ظاهری که دل در انتشار و حواس بے اختیار است
باید دانست که آدمی را پنج چیز مرکب میگویند چنانچه در کتب شغل مسطور است و نسخه قادریه
عالمی با مور آتش و باد و آب و خاک و هوا وازین پنج هر یکی پنج پنج توابعان وارد
که جمله اصل و فرع هر پنج بیست و پنج میشوند اگر این همه متفق شده برکوع و سجود در آیند نماز جماعت
سر انجام باید چنانچه مطلع هندوی ازین فقیر است ٥ جب لگ کیجیے پانچ پچیس

قلب نرودی هم سکی بارک بلین بهانوتی ایس ۞ و نیز خضوع تن و حضور دل و شهود جان
در بیان است اکثر فقیران نماز جماعت و تنها با عالم ارواح میگزارند و این هم شده است و میشود
که در مقام خود حاضر اند و در بیت الله آمده هم بجماعت داخل میشوند الحال یاران انصاف
کنند و هر جا که از ینها که نوشته شده پسندیده باشد در ترجمه وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ
ثبت نمایند فقیری **سوال** کرد که خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ چه معنی دارد حق تعالی
بیچون و بیچگون است و آدم بچون و چگون نمودار است چه طور این مقدمه راست آید **جواب**
سوالی که کردی در اصل غلط است که از تنزیه سائل شدن و جواب از تشبیه خواستن
مناسبتی ندارد فی آب یخ میشود و تعین میگیرد مضائقه نیست **نقل** روزی
فقیا محبی را روزی که نه روزی و نه شبی برفت را گفتم که تو آب هستی یخ و استماع این
سخن سر فرو ماند چرا که لذت سینه شگافی و گرم دلی ندیده بود بجواب نپرداخت همدرین تا
آفتاب عشق نَارُ اللهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ درخشندگی کرده دل بستگی او را
گداز ساخت و او یافت آنچه یافت و دید آنچه دید آری ۵ هر که مانند حباب از خود جدا شد و آب
بی تکلف صاف میگویم که دریا میشود ۞ المقصود اسم الله جامع جمیع صفات است
و مقام تعین و از احدیت که تنزیه محض است چهارم مرتبه فروتر این مقام است که در آنجا باسم الله
موسوم شده این را واحدانیت می نامند و انسان هم جامع جمیع صفات است بالقوة اگر

خود را بشگافد و آرتۂ طلب و عرفان بر سر رساند بالفعل ہم یابد آنچہ کہ ہست چنانچہ رسیدگان
سبحانی ما اعظم شانی تا انا الحق گفتہ اند چرا کہ ہر مرتبہ کہ تو خواہی بجلوہ و دنو ّ در وحدانیت ملو ست
دو رشبر ہم کہ پیر و جوان خورد و کلان ہندو و مسلمان اے عزیز این انسان سایۂ آن شخص ست
کہ وحدانیت نام دارد عراقی فرمودہ علیہ الرحمۃ ؎ بہشتے صحن گشتہ خانہ امروز ۔ مگر خوبان
گزر بر بام کردند ۔ پس لازم کہ آنچہ در اصل باشد در فرع نیز نمودار گردد و ہر جنبش و حرکت
کہ در شخص است در سایہ نیز پیدا و ہویدا است و کارکنان و جانبازان ازین سایہ گزشتہ بر اصل
قرار گرفتہ و جوش ع من خدایم من خدایم من خدا ۔ زدہ بلکہ ازین ہم رفتہ ذات محض شدند
؎ رفت زمسعود یک جملہ صفات بشر ۔ آنکہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد ۔
کہ در ان مقام تعین را گنجائی نیست ع اینجا اگر آلہ بگوئیم قاصریم ۔ ؎ آنہا کہ سر بسجدۂ
وحدت فرو کنند ۔ گر یاد دوست سینہ خراشد وضو کنند ۔ زیادہ ازین گفتن طاقت نیست
ع سکی رسے اگکین پریت پنائی ۔ سوال جلوۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم لَوْلَاکَ لَمَا
خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَاَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِیَّةَ نعت اوست در آخر چون ظہور کردہ بایستے
کہ اوّل نمودار میشدے بعد ازان دیگر انبیاء علیہم السّلام جواب مصوّرے کہ تصویر
میسازد چندان تصویرہا میکشد چون تصویر مقصود میرسد پس میکند ازین راہ خاتمیت اثبات
شدہ چنانچہ کاتب کہ مشق میکند وقتے کہ حرف صاف می برآید ختم مشق میکند نفے نیز از

که پارچه می فروشند اوّل چند تهان گزی می برآرد آخر کار تهان قیمتی می نماید اگر اوّل آن قیمتی
نمودار کند اعتبارے و وقارے پیش خریداران نیابد و این همه دیر آمدن او محض انتظار می
مشتاقان جمال اوست صلی الله علیه وسلم خلوت مآبے و حشمت انتسابے که از خلوتخانه
برملا می آید اوّل پیشکاران و توابعان و عهده داران و ارکان دولت می برآیند بعد ازان
خود خرامان میشود پس موجب ظهور آخریت او نیست واگرنه سر گونه اولیت داشت
که کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ سے تو اصل وجود آدمی از نخست ❊ دیگر هیچ
موجود نشد فرع تست ❊ سوال انبیا علیهم السلام و اولیا علیهم الرحمه که خاصان درگاه
و مقربان اله بودند چرا ذلت و پریشانی بدیشان رسید بایستے که محجوبی شد جواب آیهٔ کریمه
است وَنَهَی النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰی پس هر که نهی کند نفس را از هوا
و حرص که مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ یقین که درین دنیا انتشار و پراگنده حال باشد و هر که
موافقت نفس کند که مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا است لازم و الزم ظاهر حال او معمور و مهیّا
باشد و بران حال کلام قدسی مؤید است که اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ الْقُلُوْبُ لِاَجْلِیْ و نیز
حدیث هم گواه است اَجِیْعُوْا اَبْطَانَکُمْ وَاَظْمَاُوْا اَکْبَادَکُمْ وَاَعْرُوْا اَجْسَادَکُمْ
تَرَوْنَ اللّٰهَ عَیَانًا عَیَانًا ہے ❊ ع ولا بسوز که سوز تو کارها بکند ❊ و نیست
موجب ذلت عاشقان صادق درین دار فانی و رمز دیگر آنست که آنجا عشق و طلب است

خاکساری و خرابی لازم و لازم آمده است تو معشوقی ترا با غم چه کار است چشم عاشق مرا غم
ساز دار است بیت چو شمع شعله در تن زد که او لهاے ناز است این به سراپا سوختم من هم
که آغاز نیاز است این بیت اینجا شبه سر میکشد که ذلت و خرابی بر حال مبتدیان است و چنین کسے
که گویند مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ وَاَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْمٍ است پس چرا بے حلاوت
باشد اے عزیز مگر نشنیده که سے گہے بر طارم اعلیٰ نشینم گہے بر پشت پاے خود
نبینم بیت گاه بودے که سے در پیرزن سبز و پیر کا اے زن درو دعا یاد م آورد وقتیکه
رسیدی لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِیْ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ
الحال تفصیل نوشتن را دفتر ها باید بیداند هر که بیداند در تذکرة الاولیا مندرج است
که حضرت بایزید بسطامی علیه الرحمة در حالت سکر بر دریا عبور کرد که پاے هم تر نشد و بر حوض
وضو میساخت و پاے لغزید و در حوض بیفتاد شخصے بدو رسید و برآورد و اگر نرسیدے
در هلاکت هیچ باقی نمانده بود سن فهم سوال خطرات که در نماز و دیگر اوقات و عبادات
می آیند این را چه علاج جواب صاحبدلان علاج آن در رسالهاے خود نوشته اند
در دفع خطرات از بسیار ذکر و قوت حلال و از ماکولات خشک و نرم است لیکن مولوی
علیه الرحمة چنین فرموده است بیت نیز نبد وسوسه عشق است و بس بیت ورنه کے وسواس را
بسته است کس بیت در نسخه یکے از عارفان دیده شد که آدمی مثال آئینه است ازین راه عکس

هر شیء در و نمودار است لیکن دیدهٔ پاک بینا شکل مقصود در نظر دارد هر چند قبله نما هر سو میگردد
فاما استقامت او بسوی مطلوب است سخنے بتطویل رفتم که خطرات گفتم و علاج نوشتم
کیست خطره و کجاست وسوسه ای عزیز بشنو انسان مرتبهٔ جامعیت دارد چنانچه تفصیل
آن بالای کتاب نوشته از علوی تا سفلی هرچه تعینات است که آنرا خطرات خمس نامند
همه در وی مندرج پس هرچه در دل او پیدا میشود خالی ازین مقامات نیست آگاه دلانرا
تماشا است مخالفت گنجائی نمی یابد هرچه ظاهر و باطن نمودار است پرتو جلال و جمال آشکار است
آری کاسنی تلخ از بوستان است بزرگی فرموده که در حال برون و درون جلوه نو دیدم
نامی بینم گاهی بصفت قهار و جبار مضل و قابض صورت میگیرد و گاه بصفت
رحمن و رحیم و غفور و رزاق و عزیز ملبس میشود پس کیست که از دگر بزم و علاج نمایم ظاهر بهر رنگ
معنی کسی گفته است عاشقم هفتاد و جا هفتاد و جا یکجا نفهمیدستم تا اگر هر جائی آید بنده هم هستم
سوال در کتب سلف دیده شد که فلان بزرگ در طرفة العین ختم هفتاد مصحف میکرد
و نیز جائی دیده که بزرگی وقت سواری بر رکاب پای نهاد و تا بجانب زین رسید
ختم قرآن میفرمود چگونه این فهمیده میشود جواب معنی این سخن بخوبی لنبا در روشندلان
مکشوف است اگر در تحریر آید تطویل می انجامد لیکن تمثیل بشنو بحکم آلحیات فطرة [illegible]
عصائی است گره دار که سی گره دارد [illegible] سرعت را بهر گره عبور کردن

بدشواری میسر می آید و آدمی مجرد دیدن همه را در یک لمحه می بیند من فهم فهم بشنو مر و بینا شجر در
تخم می بیند مفصل را در مجمل آری سیر معنی دیگر است و سیر الفاظ دیگر تا کجا نویسم که این بیان
حدی ندارد وقتیکه از خود بر آید آنزمان این جام باده معرفت بپاید همدرین نقلی عجیب
یاد آمد روزی ازین کار بیقرار زار و نزار گزرم در بازار افتاد برنج دیدم که بقال در سبد
نهاده می فروخت صاف و سپید و بوی خوش داشت گفتم که این صفا و لطافت
و نظافت از کجا یافته گفت یکچندی سر سبز گیاه با آب و هوا سروری داشتم ناگاه درویدند
و روزها در بوته ریاضت سوختند و خشک ساختند بعد ازان بچوب و رشت چندان لکد کوب
دادند که از پوست بر آمدم و سراپا مغز شدم بر بنهم خامم و درین دکان افتاده و بی سر انجام
و سرحال نگرانم که کسی بپزد و کدام وقت گزارشی دهند تا با شاه هم طبق شوم آه صد آه سه
بکار سوختنم شعله چون کند تقصیر؛ نخوانده است مگر سر نوشت داغ مرا لطیفه نادر از نزهة الارواح
درین باب یاد آمده خواستند که شناخته شوی اول گفتند که گداخته شوی نی سه
در طبع عشق جز نکو رانکشند؛ لاغر صفتان زشت خو را نکشند؛ گر عاشق صادقی
ز کشتن مگریز؛ مردار بود هر آنچه او را نکشند؛ کار هر کسی نیست که درین دیار بار یابد دل
در جوش و زبان خموش و یاد فریاد و دمی فراموش و از بیهوش بیهوش و زهر وزد و بلا نوشتا
نوش آنگاه یار آید در آغوش ولا بگوش و خود را ز دو فروش و این هستی موهوم را بپوش

وبر دمے خروش تا بہوش رسی اسے بیہوش سوال معنی این فرد چہ باید گفت
کدام ماہ جبین دوش محفل آرا بود چو کہ شمع از درِ فانوس در تماشا بود جواب
مضمون آن نعت زیبندہ است بحکم حدیث اَلْاِنْسَانُ مِنْ نُوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ
پس باید دید کہ آن نور شمع در فانوس تنزیہ از بصائر عوام مخفی است نگران آن ماہ جبین محفل
آرائے کثرت است کہ لَوْلَاکَ لَمَا اَظْہَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ در باب اوست وَکُلُّہُمْ
یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَائَکَ یَا مُحَمَّدُ خطاب باو صلی اللہ علیہ وسلم
دیگر بشنو بوجہے حق آئینہ خلق است کہ اہل بصیرت نگران آن جلوہ بحکم فَاذْکُرُوْنِیْ
سالہا در حیرت ماندہ اند واز خود رفتہ این را مشرب فنا خوانند مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ
بیان اوست وبوجہے خلق آئینہ حق است بحکم لطیفہ نزہۃ الارواح کہ او را فطیرے است
باتو وَلَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَہُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ
این را مشرب بقا خوانند کہ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ طَالَ لِسَانُہٗ شرح اوست وَلَیْسَ فِیْ
جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ وَاسْمِیْ کَاسْمُوْا الْاَعْظَمِ دلیلے است ناطق پس آنجا کہ حسن حقیقی
در مرتبہ جمع کہ اہل تفرقہ ازان آگاہی ندارند متوجہ بآئینہ باشد محفل آرائی اوست بحقیقت
بیت ع پیرہن جب جب ہم جلتی موتن سہاگ کرت جاگ موتن جلتو ور خرے دیکھ ہم ہست
لیکن از ادب گفتن نمیتوانند سخن فہم فہم کاشفی علیہ الرحمۃ فرمودہ بحمد اللہ نمردہ ام

شرب چه گهی بر لب نگردم جام شرب * فروسے از جلال اسیر طرفه معنی وارد ۵

چو مجنون رام آبادی نگردد * بیابان گرد شوق سرکش ما * یعنی مجنون هرچند صحرا نوردی

بسیار کرد لیکن او رام آبادی و تعین بود که بسوے شهر لیلی خاطر نگران داشت و دلم را شوق بیست

که بر تنزیه افتاده که هیچ تعین ندارد و بحکم يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ سوال بزرگے فرموده

که بیزارم ازان خداے که در سگ و خوک نباشد دیگرے گفت بیزارم ازان خداے

که در سگ و خوک باشد پس ازین اختلاف تردد خاطر شد و جواب آنکه نفی کرده رونده ذات

مستغرق تنزیه است و آنکه اثبات کرده سیاح صفات است که ذات را در صفات می بیند

تنزیه در تشبیه دریا در موج فی الواقع * تو آفتاب بر هر گلشن و گلخن درخشان است و آنکه بر قمر

او نگران است از پرتو او خبرے ندارد سوال اَلصُّوْفِیُّ لَا مَذْهَبَ لَهٗ چه باشد

جواب اینکه اہل ظاہر میگویند که صوفی را نفی مذہب است یعنی لا و اینهمه غلط است بلکه

عیب صوفی است چرا که صوفی آنرا میگویند که بصفا رسیده هیچ کدر و غیر در دل و دیده او باقی

نمانده اَلصُّوْفِیُّ یُسَمّٰی صُوْفِیًّا لِاِتِّصَافٍ عَنْ کُدُوْرَاتِ الْبَشَرِیَّةِ وَالْغَیْرِیَّةِ

پس معنی آنست که جاے رفتار نمانده و عین گشته و این در لفظ لا مذہب له پیداست فافهم

رباعی صوفی شده نیست را مذہب نیست * با دوست رسیده را دگر مطلب نیست

رب رس رب شده رب را رب نیست * جائے که بود شمس در انجا شب نیست سوال لی

بر دو نوع است یکے آنکه خود را میداند و دیگرے خود را نمی شناسد این یافتن نمی شود

جواب مثلاً دو طفل از خاندان شریف اند یکے اطلاعے دارد که من از فلانم و دومی

نمی فهمد که کیستم اگرچہ ہست دیگر شنو انسان را باید دید که در مرتبہ جامعیت بحکم نَفَخْتُ فِیهِ

مِنْ رُوحِی وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیدِ ہمہ معمور اند لیکن آنکه حالات بالقوة را

بالفعل آورده خود را شناخته است و دیگرے در نیاورده نشناخته اگرچہ ہست فی نفسہ آنکه میداند

مرتبہ ایجاب است که تنزیہ را با تشبیہ یافته و آنکه نمیداند در مرتبہ سلب است ؎

دل گفتم که از دلبر خبر جو ۔ دل آنجا رفت و او ہم بیخبر شد ۔

تمت

بالخیر

محمد مبارک الہی کاپی نویس ساکن باہرہ ضلع اٹہ



عوارف ہندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بالاتر از سیاہی رنگ دگر نباشد - وصف نور ذات میکند
کہ سیاہ است وہمہ انوار و تجلیات فرع اوست چنانچہ در گلشن راز گوید

سیاہی گر بدانی نور ذات ست	بتاریکی درون آب حیات ست

النور فی الاسود ساجن ساجن رہٹ ہلے چھوٹے بڑے
سب بیٹھ آرہے ع کہ در سدرہ جبریل ازو باز ماندہ ہے

رفت ز مسعود یک جملہ صفات بشر	آنکہ ہمان ذات بود باز ہمان ذات شد

لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی
مرسل - نعت اوست صلی اللہ علیہ وسلم

وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین - اما بعد میگوید فقیر حقیر برکت اللہ اویس حسینی
الواسطی البلگرامی کہ از مدتے در ماہ سہرا استقامت دارد اکثر امثال ہندی از
زبان عوام می شنید و درپے معانی آن میدوید چون دید کہ رموزات معارف
واشارات حقایق از انہا می شوند پدید پس شرح آن امثال موافق وجدان
وحال نمودہ درین مختصر گنجانید و این چند سطر ازان کوشید کہ مستمعان
بغلط نروند بلکہ ازین راہ بہ تحقیقت برند اگرچہ بر صاحبدلان واہل عرفان
بیان این سخنان نمودن تحصیل حاصل است اما برائے مجاز دانان کہ جز ہستی
موہوم در نظر شان پیدا نیست تشریح دادہ و این خود ہویدا است کہ کھیو
سوندھا تو گوبرہ کو تھ و سانجھ کے مرے کون کیا لے روئیے
یعنی کسی کہ محروم ابدی و مردہ دل سرمدی است با وی اظہار این حال تا کجا
باید کرد لیکن شاید کہ از معنی مثلی فضلی و کسلی دور سازند و بہ اذواق علوی پرد ازند
و خیالات نسبی و اضافی در بازند و ندانند کہ کھچڑی کھائے دن بھلائے
یعنی بر گفتار راضی باشند و بکردار ورنہ روند اے عزیز از زبان تا بوجدان
تفاوت بسیار است و از بیان تا بعرفان منازل بیشمار ے علم ازین
سر بسر قیل است وقال ⁂ نہ از وی کیفیتی حاصل نہ حال ⁂ پس باید کہ گرایند

در آئینہ یعنی ہستی موہوم را بز دایند نیاز مند چون اکثر اوقات گوشہ
اختیار کردہ و خیال ملاقات از سر نوردہ از خوف آنکہ تنہائی دیوانگی انگیزد
وسودا آویزد ازین راہ کاغذ را ہمدم خود ساختہ و قلم را محرم پرداختہ۔ و صری
سے کے چنین نرالی ٹاھ سخنان ذوق فہمیدان درین اوراق باختہ
اگرچہ این بیچارہ را چہ یارا کہ اونٹ بوڑھے بجھیڑ بہتا لیہ مصرع
ہمہ سر در نقاب ما عرفناک ۞ نہان را عیان گمارد و لابیان را دربیان آرد
و بے نشان را در نشان سپارد فاما چہ کند کہ بتعبیر ع لیس فی الدار غیرہ دیار
آن بے نشان و نہان و لابیان سے بے تکلف عیان و در نشان و بیان است
کہ ع نقاب چہرہ ندارد نگار دلکش ما ۞ پس بہ ضرورت قلم را دوا نیدہ
و بعوارف ہندی نامید سوال اگر کسے گوید کہ نہان عیان ست
و لابیان دربیان پس عیان را بیان چیست جواب ۵

خود گوید و راز خود ز خود می شنود
وز ما و شما بہانہ بر ساختہ اند مصرع

ہمو بیندہ ہم دیدا ست و دیدار ۞ دیگرے درمیان نہ لا احصی ثناء علیک
انت کما اثنیت علی نفسک المقصود توقع از خوانندگان آن دارد
کہ سہو رفتہ و خطائے گفتہ را بہ اصلاحے کوشند و بذیل کرم بپوشند

ونداننده که با عبارت ادنی معانی اعلی را مناسبت نموده و ادبے از دست
ربوده و با ستهزا پیش تم آیند که پیا و هنیا مو نج کی تانت یا آنکه
ننی چکنیاں اندمی کا پهلیل بدعتو و اختراعی کرده معانی لطیف را
با عبارت کثیف در نوردہ بلکه ؎ گفت و گوے عاشقان در کار رب
جوشش عشق است نه ترک ادب ؛ اے عزیز هر دنوی که در نظرت
می آید اگر بدیده تحقیق نگری علو است که ع هر موری سلیمانی است بحقیقت
عنقائے ؎ مگس را بچشم حقارت مبین ؛ که او نیز در بارگهٖ مهتر یست ؛
دلا تو کجا میروی ع فکر هر کس بقدر همت اوست ؛ با کار خود محفوظ باش
و در یار خود ملحوظ تا محفوظ گردی ؎ اگر ابلهے مشک را گنده گفت ؛
تو مجموع باش او پراگنده گفت ؛ الهی چون برکات خود موسوم
کردی لسمیات خطیات منسوب نگردان و هر سکنات و حرکات ش
بخویش پے خویش جاری و ساری گردان تا این نمود نا نمود گردد
و نا نمود در نمود آید تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر
انک علیٰ کل شئیٍ قدیر لمولفه ؎

یک چند سطر نوشتم از خط سیاه	فی الحمد و فی النعت و وصف صحباه

وا فی بہ یقین کہ ہر رموز و عرفان	از ما نشنیدہ شدہ زبرکات اللہ

نکاہو بھٹا پیاری کا ہو بھپہ بسم اشارت باین امثال میکند
کہ اگرچہ خرافات است اما صاحب ہوش را ترجمہ ذات و بر نادان
خرخرافات ۵

نگویند از سر بازیچہ حرفی	کزان پندی نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان	بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

دیگر سنو ممکن کہ مقام سراب است نوشیدگان بادہ عرفان را شراب است
وچشم ظاہر بین از و خراب آرے منکم من یرید الدنیا ومنکم من
یرید الآخرۃ دلی کی دلوالی مُنھ چکنیان پیٹ خالی اشارت
بہ ساکنان وحدت است کہ روے شان از نور منور است و باطن
شان از ما سوائے مبرا کپڑے پھاٹے گیا دیکھو گھر دلی آئے
این ہر دو مثل از یک قبیلہ است یعنی شاہ است بکسوت گدا اسو سیانی
ایک مت پر توے عقل کل بیان میکند کہ ہمہ خردمندان وخرد عالم
فیض یاب از وے اند نو لاکھ کا پور و اپکی وہ وار الطرق الی اللہ
بعدد انفاس الخلائق اگرچہ معنی این قول دیگر است لیکن اینجا موافق

مثل محمول نمودہ شدہ پس باید دانست کہ مذاہب و مشارب کہ در عالم پیدا است ہر چند بایکدیگر مختلف الطریق است اما مرجع ہمہ یکسان اوست جل جلالہ ؎

عالم خراب فتنۂ یک جلوہ بیش نیست	ہر کس کہ ہست چشم براہ غبار اوست ؎

ہم در طلب تو خرقہ پوشان ؎	ہم در ہوس تو بادہ نوشان
ترسا کہ زند ہمیشہ ناقوس	چون یک زن تو شدہ بناموس
چندین کہ نہان و آشکار اند	این گفت و گوے با تو دارند

جوئے تین بیسی سوئے ساٹھ ؎

تا ظن نبری کہ ہست این رشتہ دو تو	یکتو ست خود اصل و فرع بنگر تو نکو

نزد بینا اول وحدت عین کثرت است و کثرت عین وحدت ؎

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت است	مارا شکے نماند اگرچہ ترا شکی است

چنانچہ تخم در شجر و شجر در تخم ع

ترین بیج کہ بیج مانھ تر وہی ہین ایک نہ نیارو

پس بنگر کہ در شمار سہ بیست کثرت پیدا است و در لفظ شصت وحدت ہویدا فی الحقیقۃ ہر دو یکے است آرے تا در شصت او نہ در آئی

نہ بینی جاوہ اَرِنَا الاَشیاءَ کَمَا هِیَ مارے کھونٹا سے تلے خیرآباد طرفہ

تماشا است قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تعالےٰ اگرکسے دلش راآزارد

پس عرش اللہ تعالیٰ را در حرکت آوردہ باشد بہ مزد دیگر شنوے

اگر یک ذرہ را برگیری از جا	خلل یابد ہمہ عالم سراپا
دل یک قطرہ را گر بر شگافے	برون آید ازو صد بحر صافے

مَنْ فَهِمَ فَهِمَ آرے کُلُّ شَیْءٍ فِیْہِ کُلُّ شَیْءٍ ع

باشد ہمہ چیز مندرج در ہمہ چیز

و دل مومن را بخیرآبادازان مناسبت دادہ کہ محض خیر و بصلح کل آمادہ است

مارے بھٹیاری روے کوتوال ازہمین قبیلہ است آئی نہ گئی

کوین لاگی کیابہن بہئی تادر مثل است آئی یعنی در خود آمدم و نہ گئی

یعنے در ظاہر نہ پیوستم و الفتے نکردم ۴ اے بیخبر از حسن معتقد چہ کسی

پس خلوت تاب و عزلت انتساب بحکم وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ چون در خود آمد

معمور و مسرور گشت یعنے کوین لاگی کیابہن بہئی و درین حال عشق

صغیر کہ یُحِبُّهُمْ بیان اوست جنبشے کردہ و سیر الی اللہ ہمین معنی دارد۔

نغمہ دیگر شنو ذرہ را با آمد و رفت چہ کار یعنے آئی نہ گئی ہرچند کنارہ گرفتہ

یعنے کو لین لاگی لیکن آفتاب در کنار او ست اینجا عشق کبیر کہ جیو نہ طغرا ے او ست جلوہ نمودہ واشرقت الارض بنور ربہا قربان آن کسم کہ مریم صفت حیات ابدی عیسی وار در کنارش نمودار است بھینسا بھینسون مین کہ کسائی کے کھونٹے قول عاشق است مصرع میروم اینک بجر لقان غیب ❊ و مختصر آنکہ ع یا جان رسد بجانان یا جان زتن برآید ناچ نچاون آنگن ٹیڑھا درین مثل حال مبتدی است صحن امکان کہ وصف او ع چہ جسم و چہ جان جملہ جہان صورت او ست ❊ کج پندا شتہ یعنے غیر انگاشتہ و این سمنی داند کہ در ما قابلیت رقاصی نیست و گرنہ می گفت جو ئی ناچ نچاوے سوئی ناچون ناچ ہے

کہ بہر رنگ برائی کہ بہر نگ توام	گل شوی بلبلم و سرو شوی فاختہ ام

پس باید کہ بجز وش و بر جوش و بہوش آ سے مصرع بردار قدم کہ ہر قدم معراج است جو ئی کا چھ کا چھیئے سو ئی ناچ ناچیئے ۔ از حق بہ بین ۔ ہے

گہے بر صورت مجنون بر آمد	گہے در کسوت لیلی فرو شد

آرے ازانجا کہ بر صورت مجنون نسبت شورش و ناشکیبائی نمودار است

وور کسوت لیلائے عشوہ جان ستائی سزاوار ست

در مقامی خار وور جائے چو گل		در مقامے سرکہ ور جائے چو مل

پس باید کہ چنان باشی کہ نمائی وچنان نمائی کہ باشی گندم نمائی وجو فروشی را از دل براشی تا چن نکسی گھونگھٹ کیسا

ع مجوبے وعشق چون نمی آید راست

اگر مے کشی بار فیلان درآئے		وگرنہ بہر زہ مجنبان درآئے	

رمز دیگر بشنو جان من چون جلوہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ از بطون بہ ظہور زدہ بپس نقاب بَلْ ھُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ما را در کش کش می اندازد و اگرچہ آفتاب در آب تابان است لیکن عجائب چشمی کہ بیواسطہ در آفتاب نگران پس ازین راہ می گوید ع

	پردہ بردار کہ صاحب نظران منتظر اند ع	

زلف یکسو کن کہ خورشید از نقاب آید برون ۔ جو جل گئی پھلیا بہونا و چین سے گیے ۔ درین مثل آشفتگی پیدا است یعنے ہر چرق گوشش کہ کردم محبوب از کمال استغنائے خود منظور نکرد یعنے سوختن در پے آن کار زار و نزار و خوار گردیدہ آہ ست

درد دل گفتم تغافل کرد خواری را ببین	گریہ کردم خندہ زد بے اعتباری را ببین

سورداس پربھ بھلی بینی سے ہے کجی کہی اور پون مین چہنگاتو گھوٹی مین گنگا
باہل ظاہر ارشاد میکند کہ اگر وجدانی داری ببین دولت بہتر از کعبہ است ہ

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل	یک کعبۂ صورت است و یک کعبۂ دل

شخصی را دیدم کہ از حلاوت دل بیگانہ تسبیح ہزار دانہ در دست داشت
و میخواند و میگفت کہ مارا از بزرگی این ورد رسیدہ است کہ از خواندنش
نماز پنجگانہ را در کعبہ معظمہ ہر روزہ خواہم گذارد و از وسیلہ اش بہر صلوٰۃ خمسہ
در بیت اللہ خواہم رسید در خاطرم رسید کہ ہنوز نارسیدہ است
پیش ازین چون می فروشد و برنادانی خود نمی خروشد ہ

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	کین رہ کہ تو میروی بترکستان است

سبحان اللہ این خود بوئے از کعبہ نشنیدہ و از بیخبری برخود نازیدہ
و حال آنکہ حاجیان کعبہ معنے طالبان کعبہ صوری را در حساب نمی آرند ہ

کمال از کعبہ رفتی در رہ یار	ہزارت آفرین مردانہ رفتی

ہ

بکعبہ رفتم و شوق درت فزود آنجا	بگریہ آمدم و جائے گریہ بود آنجا

قول ایشان است۔ دیگر شنو۔ گنگوہی کہ عبارت بدل است و گنگا

اشارت بہ بحر بے پایان پس چون اندیشہ تو از ماسواے روے تافت
وا از تگ و پوے شفا یافت سبے تکلف جلوہ وحدت بر تو تافت
لی قلب ان عصیتہ عصت اللہ ؎

مرا کہ جنت دیدار در درون دل است	چہ احتیاج بجنات حور عین باشد
مرا بہ ہیچ کتابے دگر حوالہ مکن	کہ من حقیقت خود را کتاب می بینم

دگر تشنہ کاسہ چوبین پر از آب کہ آنرا بہندوی کٹھوتی گویند در نظر عارف
گنگا است یعنے بحر بیکران آرسے از بسکہ جلوہ شہود بر ذرے
متجلی است ع

	در ہر چہ نظر کند خدا را بیند ؎	

اے حباب از خود تو در زندان غفلت ماندۀ	ورنہ جز دریا بسوے تو ہیچ دامنگیر نیست

جب تب گنگا سورون پار۔ اشارت بموت میکند
سورون عبارت از جسم و گنگا عبارت از روح یعنے
روح را کہ پس پشت کردہ و بکثافت جسمی رد آوردہ نزدیک است
کہ او ہم از تو دور گردد و ترا پس پشت اندازد و بیل نہ کو دا کو دمی
گون اشارت بہ بار امانت میکند کہ در تنگ دل ودیعت است

وتن مرکب اوست یعنے بار امانت عشق وعرفان است پس میگوید
که در حالت جوشش وصحبت او تن که مرکب اوست معطل است
وناکاره مصرع

	ز ہستی تا عدم یک جست میدارد شرار من	

اندہلی کلکل پاتال کہیںوا نابینا اشارت ازان است که چشم
خلق بین را دور وکور وعبور کرده در جوف دل که عمق آن حدے ندارد
آشیانه زده است شنیده ام غاریست در آله آباد که حد آن
کسے نیافته چنانچه بادشاہے بود چندان روغن وشمع ہمراه
داشته ویک ماه راه دران غار رفته وباز آمده وبانتہاء آن نرسیده
واضح باد که این وصف وصف دل است وآن شمع که ہست تجلی است
ونام دل ہم الله آباد دانی پس چون گدایان برو تا بادشاه گردی ودیگر
از وسعت دل تا چه گویم لمولفه

	لعل گران بہا ست چو آئی بغار دل	

ودرین مثل طریق شغل است از مرشد معلوم خواہد شد

	چو در دل می روم سیری کنم در لامکان ہر دم	

اندھلا ملان پچھونی مسییت حال سالک است کہ از ہمہ چشم بستہ بردل صنوبری نگران است حضرت بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ فرمودہ کہ سی سال است کہ بر در حجرۂ دل نشستم۔ پھونی مسییت اشارت بشکستگی دل میکند کہ انا عند المنکسرۃ القلوب لاجلی آرے فقیر را چہار چیز باید دو شکستہ و دو درست دین درست و یقین درست دل شکستہ و پا شکستہ۔ ع

بُرو ند شکستگان ازین میدان گوئے

اٹھر نہ سکون ساڑھے تین ہجری آرے روندۂ این راہ نشستہ باید اشارت بافتادگی است ع

تا نیفتادم ندیدم کعبۂ مقصود را

پس جائے کہ اینچنین افتادگی است حصہ زیادہ تر از حصہ ایستادگان است کہ باخود اند و مشتاق مرتبہ کمال اند و خواہان بہبود و این ہمی دانند کہ۔ ع

کہ ہر بہبود نابود ست و نابود است بود اینجا

المقصود سہ نیم حصہ کہ گفتہ ناسوت و ملکوت و جبروت را است

گردہ در لاہوت چندان بارے نیافتہ اگرچہ یاری گرفتہ پس این مرتبہ متوسط است از تعین و تشخص عیان می گردد نہ مبتدی است نہ منتہی کہ تعین در حال منتہی معلوم و مبتدی از ہمہ مراتب محروم پس بے تردد مفہوم می شود کہ متوسط است۔ وہوبی

کا گتا گھر کا نہ گھاٹ کا اشارت بر نفس سالک است حضوری دوست کہ ساحل دریاے بیکران است بحکم دَعْ نفسک وتعال در انجا بارے نہ ودر خانہ یعنے خود از لتعبیہ الجوع طعام الصدیقین کارے نہ وگاؤ ر اشارت بہ شست و شوی ماسو کردہ

کتا چوک چڑھاے چاکی چاٹن جاے۔ عزیز من سگ نفس بد بلاے است ہر چند دوست میداری دشمن میگردد و اعمال پاک ترا انجاس وہد پس ع

خلاف نفس کا ذکر کہ رستی۔

رمز دیگر بشنو **چوک چڑھائی** - اشارت بہ تزکیہ نفس میکند اگر تو تزکیہ نفس کنی بر نفس کل کہ عبارت از کمال اوست میرسد ہمدرین معنے قول بیر بسطام یاد آمدہ کہ اگر پیش ازین خوبی نفس

می دانستی لقمہ نرسید ادمی وہلاک نکردمی ناحق چوٹ جولا ہا
کھائے گر گھر چھوڑ تماشے جاسے۔ ہ

خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجت است	چون کوی دوست ہست بصحرا چہ حاجت است
با پری روئے اگر ہمخانہ باشد کسے	میل بیرون میکند دیوانہ باشد کسے

فی الواقع مرد این راہ بحلق آویختہ بہ نہ باخلق آمیختہ یا اشارۃ بہ تنزیہ
است کہ تماشائے تشبیہ او را بتر کاریست چونکہ بحلاوت علم الیقین
رسیدہ و بادۂ عین الیقین نہ چشیدہ و گرنہ میگفت۔ ع

	یار گر ہر جائی آید بندہ ہم گم نیستم	

و جولا ہا عبارت ازان است کہ درین رشتہ گرہی نمی فگند
یعنے از غیر صاف و یکتا می برآرد کہ ہری جا نو ملار گالون
حال خود رستہ است کہ در چشم مردان حقیر و خوار است اما ولش
در ترانہ مصرع ع۔

	وغنّی لی منی قلبی وغنیت کما غنی	

مترنم و مسرور است وافق ہم و ہم رافق و ہم والم حضرت ابراہیم ادہم
رحمۃ اللہ شبے در مسجد خوابید والی مسجد پاے خفتہ گرفت

وکشید تا بزینہ پایہاے مسجد رسانید و در وقت کشیدن
از ہر زینہ پایہ از آنہا بر سر مبارک ضربے و شکستے میرسید و آن
حضرت بہ ہر ضرب و شکست کہ میرسید می خندید و خوشیہا
میکرد ناگاہ یکدو پایہ ازان زینہ باقی ماندہ بود کہ والی مسجد پایہاے
مبارک گذاشت ایشان در گریہ آمدند والی گفت کہ در کشیدن و
ضرب خوردن خندہ می کردی و در گذاشتن گریہ می کنی بارے
بیانش کن حضرت فرمود کہ بہر ضرب مرا مقامے حاصل می شد
ازان می خندیدم و در گذاشتن از یکدو مقام باز ماندم ازان می گریم پس
ازین نقل معنی مثل ہویدا می گردد اندھلی کون سو جھے کندیری
کا گھر آرے بتدی رایہ از صحبت پیر نیست چونکہ او کجی وناراستی
را می تراشد ہم جز آستان تو ام در جہان پناہی نیست دگرسٹ
کی دوڑ بار تائین بر ہمین معنے محمول نمودہ بھوئین پڑا آسمان
چاٹی اشارت بہ سیر الی اللہ میکند بلکہ فی اللہ ۶

	گرچہ من افتادہ ام دل یک فلک پیما است این ۵	
من وسیر دو عالم باد پاے شوق رانازم	خیال گوشہ گیری خانہ زین است پنداری	

بہاکہاری اور پچھوڑ مانگے اینجا تعلیم رضا و تسلیم میکنند یعنی برکرده و داده او راضی باشی ہ

رضا بداده بده واز جبین گره بکشا		کہ بر من و تو در اختیار انکشاده است	
اوم ابر ہرچہ میدار و خوشم	ہ	اینچنین خوشش باش ہر گزدیده	

سنے نے پچھوڑ مانگے اشارت بہ صفائے حال است کہ ہرگز شرک خفی ہم گنجایش نیابد ہ

این کار از ان فتاده مشکل	معشوق غنی و ما گدائیم

بہیک کی ٹکری بازار مین ڈکارے اینجا ممانعت انانیت میکند ہ

سمو و کفر درین ره زخود نمائی بہ	بہ نزد ما زخودی دعوۂ خدائی بہ

و نیز ارشاد باخفای حال میکند کہ اظہار نباید کرد آرے عاشقان راز روشنی است کہ راز خود پوشیده دارند بلکہ خود را از خود۔ تالی دونون ہاتھ باجے معنے مثل ظاہر است من تقرب الی شبراً تقربت الیہ ذراعاً فاذکرونی اذکرکم برہان است و یحبہم و یحبونہ فرمان ع

	سور داس کہین گے نہ بجے ایک ہی کرکو نہیا	

کمل کا کہوٹا نواب سون لیوا دیئی۔ ہ

عاشقاں نزادو جہان لنگے بس است۔

المقصود ظاہر شان بحکم الدنیا سجن المؤمنین در غایت خرابی و نہایت
دوزخ ۱۲
بے تابی است اما باطن شان از راہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید
در کمال سیرابی دانی اگر یابی۔ منڈلی باندی توپلی تیل۔ یعنے
سر ماسوی اللہ از سر بدر کردہ و تراشیدہ ۵

سرم بدنیا و عقبے فرو نمی آید	تبارک اللہ ازین فتنہا کہ در سر ماست

بظاہر تنگی و ناموسی ندارد باندی عبارت از عہد بیعت گفتہ و توپلی
تیل اشارت بزینت کردہ پس شخصی کہ اینچنین ترک ماسوی کردہ
فاذا فرغت فانصب از بنیاد تمام و الی ربک فارغب رجوع بحق
آوردہ مراتب فلکی نے نے نہ رتبہ فوق کہ تفصیل آن برائے اختصار
نگفتہ بر سرش متجلی و منور گردند۔ اندھلا موسے تے سر کے چڑھ
مجھ کوئی نہ دیکھے۔ آرے مردی کہ چشم غیر بین بستہ و نابینا کردہ
بمقام علوی کہ۔ ۶

ما ز فلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم

رسیدہ بر سر دون ہمتان و تن پرستان از نفرت اولئک کالانعام

طعنہ میکند و بر ہمہ لذات دنیا کہ الدنیا ملعونۃ وما فیہا الا ذکر اللہ و اعانہ پشت
پا میزند و حالانکہ کسے نمی بیند و نمیدانند آرے اولیای تحت قبای لا یعرفہم
غیری دونون دین سون اترے پانڈے کہیر گئی اور پانڈے
حال کامل است کہ باین مرتبہ رسیدہ واز تکلفات کونین رہیدہ بحدی
کہ ریاضت وعبادت و کفر واسلام یعنے کہیر و پانڈے راہم دخلی نماندہ
در مرتبہ ہیچ کہ مشکلے مردان بر ہیچ کسے است آرمیدہ ست

سواد الوجہ فی الدارین درویش	سواد اعظم آمد بے کم و بیش ؏
رندی و بیدم نشستہ بر خنک زین	کہ کفر نہ اسلام نہ دنیا و نہ دین
بے حق نہ حقیقت نہ طریقت نہ یقین	در ہر دو جہان کرا بود زہرہ این

دوہرہ

کہیر جو بہیا تو کیا بہیا ہرین سب کچھ ہوئے	ہر جن ایسا چاہیئے جا بین کچھو نہ ہوئے

ولفظ پانڈے مشیر بکفر حقیقی است ؏

چو پیر یا شوانند کفر فردے	اگر مردی بدہ دل را بمردے

صاحب گلشن راز فرمودہ و قول حافظ شیراز است قدس اللہ روحہ ؏

در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است	آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

مویداوست اگنین ناتھ نہ پچھون پگھا این حال اہل تجرید وتفرید است کہ بہ تحقیق رسیدہ وجز خود را ندیدہ ؎

درین میدان دلم بشتافت بسیار	میان لا و الا یک الف یافت

قول اوست دیگر شنو حالت تر دامن ولب خشک آنست کہ با آمدہ یعنے با استقبال منتظر اند یعنے اگون ناتھ و با فعال و اعمال ماضی یعنے برفتہ در خجالت اند و عفو خواہ یعنے پچھون پگھا و محقق از ہر دو رہیدہ و یدم حال مشغول گردیدہ ؎

با آمدہ و رفتہ دگر یاد مکن	حالی خوش باش دان کہ مقصود ا ینست
تر دامن و خشک لب سخن بپذیرو	با سوختہ دم زن کہ در و خوش گیرد

بہاگے چور چھوٹا لاٹھہ لفظ چور برائے آن گفتہ کہ در بار امانت خیانت کردہ یعنے عشق و عرفان کہ درو ودیعت بود آنرا بخشت ہوا و حرص صرف کردہ بہ تعلق ماسوا خرچ کردہ پس مرشد میگوید کہ ہرچہ کردنی است بکن و کوششے کہ داری بہوش آئے ورنہ ؎

	آخر سنہ بزیر گور می باید بود ؎

رہے من بھو رنہ ہوئی سہے آون	ایکو کام نہ کر سکے آئے برس گناوت

سے نے لفظ چوبر عارف حمل کرده می شود که از دنیا و اہل دنیا بحکم
خذ ما صفا ودع ما کدر چیزها حاصل کرده و گرفته و ایشان را چیزے
نیست چنانچه حضرت حسن خرقانی رحمة الله علیه فرموده که من دنیا
را بازی دادم یعنے نان این جہان خوردم و کار آن جہان کردم یا آنکه
اشارت بر بے وفائی معشوق میکند که گریختن از عاشق کار اوست و دزدیدن جان شعار او

غمت آمد پسے دل بردن و در سینه نیافت	دزد وار از خانهٔ مفلس خجل آید بیرون

تو کہی بوند اشارت بر گرمی دل است که قطره سوخته می گردد و نمی ماند یعنی دے ہماپون دل که آن بریان
اوست کو بری بن گئی فی الواقع شکسته قدمی دارد که بجا نمی رسد کہو کہا اوست ہو گنوار سے تا که خراب شود
عقل معاد حاصل نمی شود - وہو ہی بیٹا چاند سی کیا پھاٹے چیر اسے

خفته بر سنجاب شاہی نازنینی را چه غم	گر ز خاره و خاره سازد بستر و بالین غریب

و گا فوران معنی دارد که پرچه دل عاشق را از خیال غیر شست و شوی
میدہد صاحب لمعات میگوید غیرت معشوق آن اقتضا کرد که عاشق
غیر او را دوست ندارد لاجرم خود را عین همه اشیا کرد تا هر چه را دوست دارد او را دوست داشته باشد

غیرتش غیر در جہان نگذاشت	لاجرم عین جمله اشیا شد

کا نوین کمل سہیو ٹھادی کلیم را اشارت بجز ذات میکند

کہ سیاہ است ۔ ع

	اہو نندلال بہجت ہون تیکا کام کا ہے نہ دیہو	

یعنے در سر تلوین افتادہ ام چنان کن کہ بہ تمکین رسم المقصود ہر وقتیکہ این نور بر سر و دوش سالک منور می شود بمقام اصلی کہ تمکین است

رسید۔ باندر کے ہاتھ ناریل ۔ ہ

رموز عشق مگو زاہد ریائی را	مکن بشہر بد آموز روستائی را

و ناریل را با رموز عشق ازان مناسبت کردہ کہ در کشادن آن سرد و تر دو است ۔ ع

	کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را	

لسی اور بے خرچ ہ

پیر دُردی کش ما گرچہ ندارد زر و سیم	خوش عطا بخش خطا پوش خدائی دارد

قول حسین واعظ رحمۃ اللہ علیہ مشہور است کہ صوفی را دو حالت روی دہد یکے سوختن بے تکلف دوم ساختن بے تصرف

	دوہرہ	

دیرا بلی جو تیل سون ہم بن تیل بلانحہ	نان ہم بانجہ نہ پالیخہ یو ہین بل بل جانحہ

گھر بین میری مالوا ڈکھ چنڈ پیری جاے - ه

باغ مرا چه حاجت سرو و صنوبر است | شمشاد خانه پرور ما از که کمتر است

آرسے - ع

ور زیر کلیم تست هشدار - ه

درون خانه خود هر گدا شهنشاه است | قدم برون منه از حد خویش سلطان باش

سنه سوئی پیٹ کوئین - اگرچه لسان حیرت زدگان ظاهر حال گنگ می نماید یعنی مجال سخن نیست - ع

در مقامی حرف میگوییم که دم نامحرم است

لیکن باطن شان وسعتی تمام دارد که صد هزار نهایتی ندارد - ه

کشیده جمله را اندر دهن باز | زهی دریا دل رند سرفراز

بتی کز حسن در عالم نمی گنجد عجب دارم | که دایم در دل تنگم چگونه خانه دارد

لایسعنی فی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی فی قلب عبدی المومن

سارا دن چلی پاسے تل بھور - ع

صد مرحله بپیمایم و بر جاے خودم

روندگان منازل معنی طے مقامات میکنند و باز بدیوار جسم

استقامت می گیرند چه خوش است ۔ ع

	بے زحمت پا گرد جہان گردیدن	

پتلی کی بیل کون گھر مین کوس پچاس ہمین معنی دارد
واین وصف اہل دل است کہ خود سیاح است ۔ ع

	بنشین و سفر کن کہ بغایت خوب است	

تانت باجی راگ بوجھا اشارت بر ساز آہند و ساز ناہد
میکند کہ ہاے ہویت نام اوست پس از استماع آن ساز پردۂ
حقیقت بر مستمع منکشف میگردد و خیال غیر را گنجائی نمیدہد ۔ ہ

در کنج و مانجم مطلب جاے نصیحت	کین حجرہ پر از زمزمۂ چنگ و رباب است

کہ بیان اوست پیٹ کا یہان چیجہ سبحان اللہ حلاوت باطن
بے تکلف از ظاہر ہویدا است فا بر آنکسے کہ چشیدہ است ۔ ع

	درختی گویدت انی انا اللہ	

ہو الظاہر ہو الباطن ۔ ہ

مثنوی انچہ تو اش میطلبی در خلوت	من عیان بر سر ہر کوچہ و کو می بینم

ہاتھہ کنگن کو آرسی ۔ ہ

چشمی داری عالم اندر نظر است / دیگر چه علم چه کتابت باید

کوڑی مار بڈھو رہ چوسے گئے طعن بر زہاد میکنند که نقد را گذاشته بنسیه راضی و نیاز بسته اند بدین معنی گفته ه

بیزارم ازان کهنه خدائی که تو داری / هر لحظه مرا تازه خدای دگر است

من که امروز بهشت نقد حاصل میکنم ه / نسیهٔ فردای زاهد را کجا باور کنم

سوریکھ کی دس رات چھیل کی ایک گھڑی - این مثل نیز بر زہاد است که بدام متکلف می باشند و حصولے نه ه

اے چله نشین کمان نه گشتی / تیری بنزدی نشانه گشتی

حقیقت از خود رفته را معلوم که ه

نماز بیخودی تکلیف ارکان نمی تابد / چو وجد شد سلم یک سجدهٔ شوق زمین گیری

هر شب را شب قدر گویند و هر روز را النوروز یعنی بهار تازه چنانچه قول کاملان است شب خدائی است و روز محمدی بازار خدا خریدار مصطفی صلی الله علیه وسلم آرے دل شب وانند که جگر شان سوخته کیست و نسیم سحر دانند که چراغ شان افروخته کیست و چھیل برائے آن گفته که بذات هر مقام یافته و از سیر تلوین به تمکین رسیده و در وتافته بین حال نا پدا نگه ه

عمر بگذشت و حدیث درد من آخر نشد	شب بپایان شد کنون کوته کنم افسانه را

و قول کامل آنکه ع

زہستی تا عدم یک جست میدارد شرار من

بٹیان آون بٹیان جاوین کہیت نہ روندون پہلی کہاون

تا براہ استقامت میروم	نے پے کشف و کرامت میروم

پس میگویید مرد اہل سفر را الذات و حالات تلوین این راہ کہ معاملہ و معاینہ و مکاشفہ گویند و میدہاد و ہیچ مرتبہ را در نظر نمی آرد و مازاغ البصر و ما طغیٰ بلکہ میگوید ع

نیم چو قطبی و غوثی نیم چو بسطامی

و بکر اعلیٰ و مرجع معلّے کہ مشاہدہ می نامند می رسد روزی در موسم گرما کہ حرارتش با سوز عشق لاف ہمدمی زدی و تپش زمین با سینۂ عشاق خیال ہمسری کردی مسافر شدم یاری ہمراہ با بود خود در وقت ظہر بمنزل رسیدم دیارم در وقت مغرب با رسید پرسیدم کہ تا حال کجا بودی گفت کہ ہر جا کہ درختان سبز و اشجار تازہ می یافتم خوابی و استراحتی میکردم ازین سبب بمنزل نرسیدم المجاز قنطرۃ

الحقیقة ایں باید دانست کہ مردان راہ جز مقصود اصلی دیگر در نظر نمی آرند
بلکہ خطرہ ہم نگمارند ہ

فہیم میدہد آسودگی اکسیر تدبیرے | برنگ غنچہ خوابی دیدہ ام آسے صبح تعبیرے

الاستقامت فوق الکرامت کہتی پر جھینگر بیٹھا ساہ کہا یاد صف
اندیشہ میکند کہ ہ

اے برادر تو ہمین اندیشۂ | مابقی تو استخوان وریشۂ

چون اندیشہ بر دل صنوبری کہ مجمع خزاین است استقامت یافت
شاہ گردید ع

من تھرکیین سدہ سب پانوہ ناتھ تو کاوُ وکیت

اے دل بادشاہ است وجوارح رعیت اوست اما چون خبر یابی از
معیت او جو گی شقداری پاوے تو جھاڑ تو ٹری ہوا وے
معنی مثل ازین فرد باید فہمید ہ

از لب میگونت آیا گر بیابم جرعہ | مستانہ ام از دو عالم ہمدم و بیگانہ را

یا نہن مارین پرواہی ہ

اے بلبل روضۂ مقدس | مردار مجوئے ہمچو کرگس

صد حیف کہ یوسف خود را در زندان و چاہ افگندہ نا قدر دانا و کوتہ نظر اے ع

	بشناس خویش را کہ تو شاہی نئی گدا

بر خود لقب از حواس کردی		حیوان دگر قیاس کردی

نتھی نہاے تو کیا نچوڑے - اشارت بر اہل تجرید و تفرید سیکنند کہ از ہمہ علایق یکتا است معنے لفظ نہاے السنت کہ چنیں در دریاے امکان غریق است اما نہ ازین فریق است

کار پا کان را قیاس از خود مگیر		گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

قول حضرت مخدوم شیخ بہاء الدین ذکریا است قدس اللہ روحہ العزیز کہ ہیچ طویلہ را در گل نہادم نہ در دل پس از روز حساب باکی ندارند

عاشقان را روز محشر با قیامت کار نیست		کار عاشق جز تماشاے جمال یار نیست

آکھم کہاے کہ پیڑ گنئے یعنے نظر بر کیفیت باید کرد نہ بر کمیت * وکالی کہائین کہ کلھاڑ با نہیں درین ہر دو مثل حال نقل مشاہدہ عیان است کہ مجذوب دانند و بالعکس اینہا کہ اہل مکاشفہ کہ ہر چند صاحب کمال اند لیکن جو یاے مقام و حال اند و درین نقل

بیان اہل کشف و شہود پیدا است کہ پانی بود زنی داشت حریصہ سارقہ چنانچہ شیر و دوغ و مسکہ و ہرچہ فرعیات شیر است نمیگذاشت و میخورد روزی پدر آن زن رسید شوہرش با پدرش شکوہ کرد کہ دخترت شیر و روغن و غیرہ نمیگذارد من از دست او بجان آمدہ ام آخرالامر پدر با دختر نصیحت کرد کہ تو تنہا شیر را خوردہ باشی و بدیگر فرعیات او دست نیالائی کہ در شیر ہمہ موجود است پس باید دانست کہ اہل شہود مقامی یافتہ اند کہ ہمہ حالات و فرعیات مراتب تابع او است

آم کے آم گٹھلی کے دام سبحان اللہ عجب کیفیتی کہ ہمہ کیفیتہا وابستہ از دست آرسی من لہٗ المولےٰ فلہ الکل ع

سب رنگ لاپوڑال بنان

گھر میں کھانے کو ناخن بیٹھے پھر کا بیاہ این مثل است درست است گھر میں کھانے کو ناخن اشارت بر فنائے سالک است کہ ہیچ ندارد پس جائیکہ فنا است آنجائے تردد از بہر بقا است ہم

چو گشتم مست ولایتقل نقاب از چہرہ بکشودی ۵

افغانی یار می آید بآئینی که میدانی	ترا دیدار ارزانی که من خود از میان رفتم

نانون نہ جانون تیرا تون جھیڑا میرا - اشارت بر غیب میکند که بنا مے ہم ورتعین می آید و شوکتش بر ما غالب یومنون بالغیب نعت اوست ؎

اے عشق نہ دانم از کجائی	بیگانہ نما ے آشنائی
این آشنائی این است مہربانی ؎	ما نام او ندانیم و حال ما چنین است

ورنہی کا کیا کوچ کیا مقام این حال علایق و عوایق بریده است که سیر معنویش را لواحق صوری خللی ندارد و بمرتبه فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب سر افراخته و ذائقه موتوا قبل ان تموتوا داشته آرے - ؎

غلام همت آنم که زیر چرخ کبود	ز هر چه رنگ تعلق پذیرد آزاد است

اوہنی اشارت بر آنست که قطع و برید تعلقات کرده —

گدہی کی کون ہین تو نپسیری کا چولا اگرچہ اولئک کالانعام و ملک المتقاون در باب تن پرستان است اما فی الحقیقه نه هر نسبت علوی و سفلی در تنگ دل شان ودیعت است ؎

دربستنت مرجبه میسلبی بات غلط مکن		بشناس خویش را که تو شاهی نی گدا
اے شحنهٔ این فراز و پستی کجا بیخبر بود خبر تو اگر بود	۵	امانه بدین صفت که هستی کین ره دل صد هزار خون کرد

پاو سیر کی لوکھڑی تین پاؤ کی پونچھ این مثل را نیز بر معنے اول محمول نموده من فهم پوت بھئے سیانے دار ورکی سیانین وصفت وجود ثانی میکند لم یلج ملکوت السموات والارض من لم یولد مرتین ۵

تا وجود ست وجود ثانی نیست		در تو از کاملی نشانی نیست

پس چون وجود ثانی متولد از سالک شده و کمال گرفته الزم والنسب که نخوست دخلی ندارد و نقصانے خیال نه گمارد حلاوت این مثل از کسب معلوم خواهد شد دود هو دهو لا چھاچھ هو دهولی ۔ ۶

	یکسان ظهور اوست چه در کعبه و کنشت	

المقصود قول عارف است که خلق را در حق وحق را در خلق می بیند مفصل را در مجمل و مجمل را در مفصل یعنے یکرنگ است پنچ ل خدا خدا ئل پنچ معنے مثل هم در حکایت پیدا گردید ۵

یاری دارم که جسم و جان صورت اوست — چه جسم و چه جان جمله جهان صورت اوست

پس ـ ع

هر جا که امقام تماشا ہیم دیار ماست

دوده کا چراغ چھاچھ پھونک پھونک پیجئے - ارے چشمے که در نظارہ و آفتاب سوزند پس آفتاب را در آب به تکلف دوزند یعنے سالک چیزے که از ذات یافته - ع

چن ڈار و نرکن سمند منه پہ بیا پیچها ہیں

در صفات هم که تنزلات است یعنے چھاچھ بنظر عبرت می نگرد و درین فرو سطوت ذات و صفات باز چو ـ ہ

تا بغرم جلوه آن بے باک می آید برون — خون ز چشم حلقه فتراک می آید برون

همدرین معنی است ـ ہ

بهوئیت زنده می گردند کشتگان نگهش — که این آسودگان را باز بے آرام خواهی کرد

ڈرو رکوٹ چو بارے ـ ع

و گر ناموس راز با سلامے

حال سالک است که تنزلات به خودی خود شناید که محکم ترین از حصن و حصار

است تا سفر و تیغ تفنگ و قتال بپاید - ع

	تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز

کاپا را کهین و هرم الشریعت افعالی آرے و هرم یعنی دین موقوف بجسم است که یافت دین از افعال است و آن بے جسم میسر نیست و النظر لقیة اقوالی - ع

	ترسم که من سپهر و نجم دربدر شود

ازین حسرت محافظت او میخواهد و الحقیقة حالی چون حلاوت - ه

گر تجلی خاص خواهی صورت انسان ببین	شخص انسان کو هم اول وهم آخر است

یافته و درمست آن گوشه و مشهور است که حضرت یا حضرت غوث الاعظم همواره لباس فاخره پوشیدی و طعام لذیذ خوردی و گفتی اسمی کاسم الاعظم و سبحانی ما اعظم شانی قول بایزید است قدس الله روحه و این حال اهل شهود است کاپا را کهین پاپ نهین - ه

مسافران تو از قید جسم آزاد اند	چه احتیاج بکشتی بود شناور را

مسافران منازل سخن را از او در احاطه صوری چه در کار و دیگر بشنو

کلام قدسی است لا ینظر الی ابدانکم و افعالکم و اعمالکم
و لکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم پس ازین قول نیز هویدا گردید
که جسم موقوف علیه نیست بلکه بے حاصل است و مفصل درین
مثل احوال اہل کشف یافته می شود و گرنه درمیان معنے مثلین
تناقض رو دہد یا کا پیارا کا چھپین پنپان درین مثل بیان آن
شخص است که این شفقت را نشناخته و خود را در علائق کثیف
انداخته و آن اینست ؎

ترا ز کنگرہ عرش میزنند صفیر		ندانمت که درین دامگه چه افتاد است

	دوہرہ	

تین لوک کو ٹھاکرہا ٹھو تم ہین کچھو کوری		تیرونا نو لیت مرلی مین ٹیرت دہو ہو دہو ری

رمز دیگر بشنو لفظ ما محمول بر مقام اصلی است که آنرا صور علمیه گویند ازان زائیده
در عین آمده و پیارا آنکه چون خواستم که خود را ظاہر کنم آدم را آفریدم یا
آنکه آدم را بر نمونه خود آفریدم خلق آدم علی صورته و به الانسان سری
و صفتی موسوم کردم پس معنی مثل باید انست که باین کمال و ظهور اتم
خود را عاجز و حقیر نموده و بنابو دشاد گردیده ؎

از حادثات وصف آن صوفیان گریز / کز بود غم خورند ز نابود شادمان

بیان اوست آری ؎

کسی مرد تمام هست از تمامی / کند با خواجگی کار غلامی

چکنا گهڑا وصف دل عاشق است که خطره با سوای بر وقیام نگیرد و از ملامت خلق هیچ گرانی ندارد گهڑین پکین چوسی باهر بی این مثل نیز حال عاشق است و شرحش درین فرد پیداست ؎

بظاهرم منگر گرچه در نظر سبزم / بسان برگ حنا باطنم همه خون است

لگاے کهڑی اوجهه کاڑه لیا - درین مثل خوشحالی است ؎

قائمم اینجا است جان در کوی دوست / خلق را وهمی که جان در قالب است

کاشفی فرموده ؎

ز چشم و غمزه و خط سیاه و زلف دراز / بحیله جان بجهانم ز دستم او نگذاشت

ٹهالا بنیان بهر بهر تولے - ازان قبیله است که بتمکین رسیده و از جست و جوی معطل گردیده و لذت ملک چشیده و بنیان آن معنی دارد که دوکان لیش از لذت هر مقام متلذذ است لیکن هیچ

از دغا و ثنا است و حسنات صوفیان گرینه		گر بود نعم خورند زنا بود شادمان

بیان او وصف آرسی ه

کسی مرد تمام است از تمامی		کند با خواجگی کار غلامی

چکنا گهڑا وصف دل عاشق است که خطره ما سوی بر چپیا نگیرد وازملامت خلق هیچ گرانی ندارد گهڑین پانی چوہے باہری

این مثل نیز حال عاشق است و شرحش درین فرد پیدا است ه

بظاهر منگر جسم در نظر شیرهم		بسان برگ حنا باطنم همه خون است

کاهی کهڑی او جهید کاٹهه لیا درین مثل خوش حالی است ه

قالبم اینجا است جان در کوی دوست		خلق را وهم که جان در قالب است

کاشفی فرموده ه

ز چشم و غمزه و خط سیاه زلف شرابش		بحیله جان که نگه داشتم ادا انگیخت

ٹهالا بنیان کچهر کچهر تولے ٹهالا از ان قبیله است که تمکین رسیده واجبست و چون معطل گردیده و داشت ملکه چشیده و بنیان آن معنی دارد که دکان و پیش از ان است هر مقام متلذذ است پس هیچ کاسلے ملکه داشته و خود را معطل انگاشته هر دم همان یک حسن

حقیقی را در هر لباس می سنجد

تو هر رنگی که خواهی جامه می پوش — که من آن جلوهٔ قد می شناسم

و از خوشی در خود نمی گنجد و میگوید

عاشقم بر هفتاد و هفتاد و دو چه بلکه مقید نیستم
یار گر هر جائی آمد هست و هم کم نیستم

لا اله اسپر پگل پڑھے تو ایک بھوس لا کی بہی

ترجمه حدیث است اشارت به شرک خفی میکند که هر چند بمرتبه
یکی رسیده اما از شرک تام نه رسیده الشرك فی امتی اخفی من
دبیب النملة التی تدب فی لیلة مظلمة علی صخرة السوداء

ای کاش شود صحن عراقی — گر نیست همین حجاب باقی

اذکر لیلة اللمین خطاب با بایزید بسطامی بود و اسپرا سے آن گفت
که محرومان چراگاه فضای انس را شبانی میکند و میرساند اپنی ہری
بن سر کنه دیکھی آ سے از خود گذشتن معراج مردانست

بیفشان بال و پر از پیش خاک
بپر تا کنگرهٔ ایوان افلاک

دلا بر سعی دیگران منشین کہ برای تو نہ رفتہ اند و از گفتہ کسان خورسند مشو کہ براے تو نگفتہ کانو کا جوگی آن کانو کا سدہ درین مثل اشارت بہ نفخت فیہ من روحی میکند کہ در شہر وجود از کثافت نفسانی لطف او یافتہ نمی شود و با آنکہ در مقام علوی بشرافت و براقت تجلی منور است دیگر شو درین مثل صفت انسان کامل است کانو کا جوگی یعنی در مقام ناسوت کہ امکان است بحکم انا بشر مثلکم طعنہ بدخواہان و بے بصران گشتہ و در دار القرار وجوب از سلطنت انا احمد بلا میم بر مسند شاہی نشستہ کافرے با حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در ایامے کہ حضرت قاسم وفات یافتہ بود این ابتر گفتہ و ہذا ساحر او مجنون و مہتر جبرئیل علیہ السلام در لامکان از پس پردہ لالی وحی اندوختہ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ چہ قدر رفتہ ه

ہا یچ کسیم و جملہ ما ہم	گہ چون ہمہ ایم و گہ ہمہ ایم

بلی سکے جھون جیپنک کانو تا گریہ فی الحقیقت حریص آن حال است و عاشق ہم حریص جمال و جویان وصال پس عاشق میگوید کہ اینچہ نابود

بوچو وآمد واز غیب بشہود آرے ہر د طالبے بود کارے کہ از بازوے
سعی نمی کشود خود بخود از ہر رنگے جلوہ فرمود ؎

ہر لباسے کہ بہ پیش نظرت می آید		خلعت تازہ برائے قد وبجوی کسوت

اپنا دام کھوٹا تو پرکھانون کیا دوس اپنا دام اشارت
از عمل سالک است کہ کشود ے از و نیافتہ قلب گشتہ ع

	قلب سیاہ بود ازان رحرام فشت	

پس ترک اعتراض از مرشد می کند ومیگوید اگرچہ خورشید علی السویہ
برفع ظلمت ہر تو پیدا است اما روے گازر سیاہ و روے جامہ
سپید است ؎

	طبیب عشق مسیحا دم است و مشفق لیک چو درد در تو نبیاشد دوا کرا بکند	

اکرون اور بچھونک ؎

	و لے داریم اندوہی ہمہ داریم سودائی نمیدارم جز اندوہی وسودائی من محزون	

مری پوت کی بڑی بڑی آنکھیں قول عاشق است

کہ خطابے از دل کردہ ۵

مسلمانان مرا وقتے دلے بود	کہ با وے گفتمے گر مشکلے بود
دلے ہمدرد و یارے مصلحت بین	بتدبیرش امید ساحلے بود
کنون ضائع شد اندر کوی جانان	چہ دامن گیر یارے منزلے بود

العاقل تکفیہ الاشارۃ دیگر شنو ھری پوست استادہ
ہرگی جسم است کہ موتوا قبل ان تموتوا پس جائے کہ ہیچ
موت است از مرو انسب کہ چشمانش حق بین و جلوہ چین باشد
شرکت کی ہانڈی بزار میں پھوٹی ازین مثل اشارت
بلیغ خفی کردہ شرکت آنکہ اضداد و استعداد و قابلیات درو سے
پیدا است و ہانڈی عبارت بحال جامعیت شدہ و بازار اشارت
بہ ممکنات کردہ پھوٹی یعنی در ظہور آوردہ فرد

ہمہ رنگے زبیرنگی ست گر بینی بچشم جان	بسا رنگے کہ مے زاید چہ از دلہا چہ از گلہا

ع

یکے مومن یکے را کافر او کرد

سیاہ کی بھون چڑی دونی اشارت بہ افتادگی و خاکساری میکند

پس باید دانست آنجاکہ افتادگی وخاکساری بیشتر یافت ہم بیشتر رسا وہ
آن معنی را دارد امر معروف خائن بیست ٹٹو مارے بیتازی کو۔
کان ہو شخص درین مثل ارشاد ریاضت است ٹٹو یعنی جسم و تازی
یعنی دل بسر کشیدہ نمرہ کہ درحالت ریاضت بجسم میرسد دل
متنبہ میگردد و درپے آن کارانکاسے نماید آرے یافتن حلاوت
دل موقوف بر ریاضت جسم است ۵

اندرون از طعام خالی دار		تا درو نور معرفت بینی

و دل را با تازی براے آن مناسبت دادہ کہ در ترکستان تاز
فضاے انس مہمیز را دارد فاما ۵

وسلے کہ دلدل میدان کبریا باشد		نہ در طریق ہوا مرکب پا باشد

دیگر شنو دل را ٹٹو میگوید و روح را تازی دانی اگر خود را ببازی مجمل آنکہ
ضربی کہ بدل درحالت شغل میرسد حضوری روح پیدا می گردد حمایت
کی گدھی عراقی کو لات مارے آرے ع

	شیران زادب پاسے ببوسند غنم را

لفظ حمایت آنکہ عارفی کہ درکس وناکس تعبیہ ذات دیدہ بے تردد

مصروفست و نثار آن گردیده روزے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میفرمود کہ با
اہل بہشت مقابل نباید شد و ما را اسکہ شراب و طعام نباید کرد ہمدرین بود
کہ شلغم در باغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ نشست فی الفور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حلواے گرم پختہ پیشش برد و از دست مبارک
خود لقمہ در دہان او مے انداخت و او بر ہر لقمہ گریہ میکرد و ناخوشیہا
می نمود کہ لقمہ را بسختی چون می اندازی کہ دہنم درد میکند و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بسیار ملول می شد و عجز و عذر می فرمود باید دانست
کہ حمایت ذات درین حال نمودار بودہ وگرنہ شلغم را خود امر فرمودہ
چنانچہ بالا گفتہ گئی نہ کو کچھی نر کش کہان ٹانگون درین مثل
حال درویشان اہل ظاہر است کہ کارے و کردارے ندارند و
شمارے خواہند گفتہ نہ پوچھے بات مجھ ہین سہاگن ناؤ
ببین این حال ست او لہ ہ

ز خود دشتی ہم آنکو تنی ست یاں دلستان را	بلے جزاے نمایند عفو احسان بیارا

ناؤ کہوری اکلی لین حیثیت بیان کسے کہ نامش انسان و فعل حلش
حیوان ای ابدی دیدی مرد بنگر کہ چرا آمدہ حیوان نہ کہ بہر چرا آمدہ کوئی

کاکر مصرع -

ہر آن ذوقے کہ من دارم بگفتارم نمے آید

آرے در مغز جان سرشتہ اند بر روے کاغذ کم نشستہ اندمن عرف اللہ کل لسانہ سونان اور سگندہ وصف انسان کامل است کہ ہر چند بالقوہ مخزن اسرار الہی ست اما بالفعل ہم متجلی بجلیہ جمال نامتناہی است

اندھلا بانٹے ریوڑی پھر پھر اپنون دے بشنو اندھلا یعنی غیر را نہ بیند و بر جال یگانگی نشیند پس ہر عرفان کہ مے گمارد و ہر ذوقے کہ مے برارد و بہر کہ جان مے سپارد و بدوست سپادہ باشد

فانیما تولو فثم وجہ اللہ موند منڈایا اورا ولی چڑہی بایدد انست کہ موند منڈایا عبارت از فقر و طلب میکند یعنے طمع دیگر از سر بدر کردہ اولی چڑہی اشارت از سوداو واردات و تصدیعات و امتحان این راہ میکند ع

انیقدر بس کہ براست سر و سودا دارم

مشہور است کہ ارہ بر سر ذکریا علیہ السلام راند تا بات پیرائی چو کہے انچا کھینچا پھرے جاے مقولہ کامل است بات پرائی

اشارست بغیر یا سوا کرده یعنی غیرت معشوق سخن غیر را گنجائی نمیدهد بر تقدیری
اگر بوقوع هم آید موجب کشمکش عارف است چنانچه خطاب با بایزید بسطامی
رحمه الله علیه شده بود اذکر لیلة اللبن دیگر شتوبات پرائی
اشارت بالوهیت میکند یعنی در اظهار آن حالتی است که
منصور حلاج رفته قدس الله روحه آرے سهنان دری بیار
مین کوکهه پری هوئی معنی این مثل در حکایت حل گشته و حاصلش
آنکه مصرع —

	دروزیر کلیم تست هشدار

روپین راج نه پائے ٥

عرفی اگر بگریه میسر شدی وصال		صد سال میتوان بتمنا گریستن

جهان روکهه ناکهه تهان آڈهی روکهه میگوید جهان
روکهه ناکهه یعنی صحرای امکان و فضای بی نشان که تعینی
و نشانی ندارد همین تشخص شخصی پیداست که شجرة زیتونة لا شرقیة
ولا غربیة الآیه وصف اوست قول حسن واعظ رحمه الله حاصلش
کرتا تو درمیان نیامدی کرا نه پیدا شد ٥ بهر جا آمد کوئی

محیط و مطلق و پایان ندارد بحر احدیت		یقینم می‌شود هر دم که ما باشیم ساحلها

جب گھر آئے پاتنے تب گئے گروندے کھان و مقصد
سلوک میگوید یعنی جو اسے مورد و مرکز عرفان و طفل و پیر یا ازین
حالت حرمان بس ہوئے کہ مہبط انوار الٰہی باشد گذاشته و در طلب
باطل نفسانی چون رفته

هر نفس تو رسیده مهمانی است		پاس دارش که بهتر از جانی است

گھر کا قاضی دو دہے اگلے

من از بیگانگان چندان ننالم		که با من هر چه کرد آن آشنا کرد

روزے لیلی را آثار رشد بود عهدے درمیان آورده اگر صحت یابم
دیگے پخته از دست خود بیک یک کفچه در کاسه هر یک فقرا و غربا
بیدادکسے مجنون اطلاع داد که لیلی امروز فرصت یافته طعام
بفقرا میدهد ترا هرگونه رفتن و از دست او طعام ستدن و او را دیدن
لازم است بهرحال فی الفور مجنون کاسه گرفته خوشان و شتابان پیش
[illegible] سپید کاسه فرا کرد لیلی بر کاسه اش کفچه چنان زد که پاره شد
دیگے اینجا کفچه یا مد و خوشیها کرد غریزیمن ره بیگانگی ورین شکل آیا

الٰہی شوخ خونریز بیسان گز شیق اچتنا		سرامید من بہ برید و دردامانم اندازد

ہ

تو نظر بازنہ و ورنہ تغافل نگہ است		تو سخن فہم نہ ورنہ خموشی سخن است

هری بچھیا پانڈے کی نا وتحقیق است هری بچھیا اشارت بسو تو قبل انتھو تو سیکشداہے نیاز تو ہمین کہ خود را دربازی تا با دوست بسازی مصرعہ

	تو خود حجاب خودی از میان برخیز حافظ	

اگون دو ڑ بچھون چھو ڑ حال کامل است کہ ہر مرتبہ را پس پشت دادہ طے مراتب کردہ ہ

اگر طالبی کا ین مین طے کتی		نحست اسپ باز آمد ہی کتی

هر دوے کہ وصف بیچابہ ہیچ پشت دادہ روے نیاورد منقبت علی ست کرم اللہ وجہہ یعنی ہر مرتبہ را کہ پس پشت کرد باز بدو روے نیاورد چوئے پانڈے کی پوتھی سوئے فلمہ بچن اشارت بدل وزبان صدیقان است کہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب وصف ایشان است تعلق راگنجائی نیست اونٹ کی چوری

نهورے نهورے ظرف تماشا ست نهورے نهورے اشارت
بمراقبه میکند یعنی مراقبان معانی چون سر در گریبان کشند حلاوت
عرفان که علو الدرجات است در بر گیرند و چون کسی عبارت از نگه
دیگران نمی فهمند که چه میکنند ؎ دوهره

احمد نت اونگهے رہین لوگ جانین اونگھانگھ
بورا لوگ نہ جانیے ونگھے اونگھے جانگھ

تیتر کے منھہ بھچھین اشارت بگفتار دل کرده که همه لذات تابع
اوست جوئی ستی جو کھانڈے سیمٹے ؎

هم خدا خواهی وهم دنیاے دون	این خیال است و محال ست و جنون

اُرے چھوڑے گانو کا کیا ناتا وهن چلی سوک سامنے از همین
قبیل است و معنی هر دو مثل یکے است ؎

اگر میل این راه داری درست	بکام نهنگ است منزل نخست

کھیتی کھسم سیتی اشارت به ممکنات می کند یعنی رونق اسمی و صفات
بے مسمی و ذات نیست و نفخت فیه من روحی ؎

چو یکساعت کند پنهان ازان رو	فتد در عرصه نابود شان گو

ارمعنی مثل گفتگو سے معطلہ غلط شدہ اندھلے کو اپنا گھر سو کوس
مین سوجھے وصفت نابیناست کہ بالا گذشتہ و اکثر جا گفتہ شدہ
پس عجب نابینائے کہ مقام اصلی خود را کل شئ یرجع الی اصلہ ہموارہ
می بیند کول کوئے بلرام سیکا آرے ہ

توقائم بخود نیستی یک قدم		زغیبت مدد میرسد دمبدم

میری سین آگ لیانی تا تو دھرا پلسا اندر ارشاد بر تنبیہ انانیت
میکند و اشارت بربار امانت می سازد کہ ہر چہ ہست ازوست
از خود شمردن نادانیست کہ الحادث اذا قورن بالقدیم لم یبق
لہ اثر باید دانست کہ غیر از جلوہ رایت ربی بیبی دیگرے وحطے
و نامے ندارد سے بی ینطق و بی یسمع و بی یبصر بیان اوست آرے
کھانے کو علاو الدین چیرنے کو فیروز گفتن لائق نیست
چونکہ ہر چہ ہست ازوست و بدوست و ہموست بدیگرے
منسوب نمودن نادانی است ع

	عبارات را اشارت گفت برخیز	
	مصرع	

نظارۀ جمال خدا جز خدا نکرد

عزیز من سوزات معارف در عبارت نمی گنجد تعلق از اشارت است پس از علم رسمی حصول نہ تھوتھا پچھکیئے اڑ اڑ جاے واین بیچارہ کہ درین امر عاجز است وحیران کو استعداد سے وطاقتے کہ بدیگران اشنا نماید آپ ہی بابا مانگنی دوار کھڑے درویش لیکن ذوقی وجدانی درآنی کہ سر دہ برکند این کس معطل می ماند وتاب اخفاے آن نمیدارد کون کہے راجا دھانک بیٹھے پس لازم وانسب آنست گوینده ہمانست نہ این ناتوان ہیچدانست اسیر کی ڈسپیڈی مھتیا سرخروے یا آنکہ تیل تیلی کا بھگت بھیا جوگی گفتن و منسوب نمودن کار نادان است آرے ؎

نے کہ ہردم نغمہ آرائی کند	فی الحقیقت از دم نائی کند

مرے پرسود رتے وہ وہ چہ خوش است ناز معشوق خجر نیاز عاشق پر نماید ؎

من اندر خاک سیاہ آتش لکد کوب بلا گشتم	ہنوز آن شہسوار من ہمہ جولانگہی دارد

مختصر آنکہ مصرع ـ

نزدیکان را بیش بود حیرانی

یعنی نزدیکان مردگان حقیقی کھانے کو اونٹ لادنے کو یعنی عبارت از نفس میکند کہ حریص آمال است و درپے لجاجت وسماجت کمال آنرو ساز کہ اگر علمے در اختیارش دہند قانع نشود و در بارکشی یاد حق تحمل نمی آرد مصرع

خلاف نفس کا ذکر کہ رستی

پس باید کہ خصائل نا محمودہ اش تراشی کہ در سوختنیش عین فرخنگی است کٹے تو کسان کا سکھے تونائی کا اینجا کسان را با نفس مشابہ کردہ یک تماشائے است در نوشتن مے اید من فہم نافہم نائی با سالک مناسبت دادہ کہ خیال غیر می تراشد

پس تیری لچری کہانو تو میری لڑکی کہلاؤ نادر [illegible] این باشد یعنی اے رحمن رحیم من از لذات [illegible] نعیم تو و حلاوت مائدہ اسپاو بیم تو متلذذ شوم و ہر بارے و تعلقے [illegible] کہ ہست بتو سپردم ہمہ یعنی بزرگے فرمودہ رباعی

تو آن نہ کہ بز خدا و ناپروری	فرزند بندہ ایست خدا را تو غم مخور

گر مقبل است گنج سعادت برای او ست	ور مدبر است رنج زیادت چه میبری

درین مثل معنی توکل پیدا است آرے نجی المخفون ہویدا ست

سپردم بتو مایه خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

آه صد آه رباعی

طفل تا گیرا و تا پو یا نبود	مرکبش جز گردن بابا نبود
چون درستی کرد و دست و پا نمود	در عنا افتاد و در کور و کبود

میرے میان کی الٹی ریت ساتون مانس اٹھا و بیٹھ

حال سالک است ساتون مانس اشارت بہ جریان اشک کرده

و اٹھاو بیٹھ بقیام عبارت دل منسوب نموده یعنی سر انجام

و قیام عاشق در زاریست مصرع

که ما دو عاشق زاریم و کار ما زاریست

سوداز دگان را جز زاری کارے نیست و غیر این وسیله در حریم جانان

بارے نه فلیضحکو قلیلا و لیبکو کثیرا ہ

زین واقعه هیچ دوست دستم نگرفت	جز دیده که هر چه داشت در پایم ریخت

واین خود ہویدا است که درین حال چشم را آب و تاب بے نمایش افتاده است

میرے سیان کی اُلٹی ریت اشارت بزمار معشوق نمودہ آرے ڈوھار گاے کی دولائین سہین رمز با در رفت جیسا منھ تیسی تھپیڑ آرے تکلموا الناس علی قدر عقولہم یا بوالہوسان و اہل خرد سخن عرفان سمجھو دری پیش تحیران فی الواقعہ خرد را چہ یارا ۵

اے کہ از دفتر عقل آیت عشق آموزی		ترسم این نکتہ بتحقیق ندانی دانست

بوڑھے منھ مہاسے فی الواقع ۵

عشق ہر جا کہ سر بر افرازد		پیر صد سالہ را جوان سازد

چہ خوش است مصرع

ہر گہ یاد روے تو کردم جوان شدم

سوت کے ہنولے ہو جا یہ بڑھیا بنیٹھ بن رہی حال شوریدہ راست سوت عبارت از تعلق و تدبیر است یعنی ماند یا نماند مصرع

جیسی ہو سنو آج جا ہو ما دھو جو کی بیت جن جا ہو بیر من تین

و بڑھیا بمعنی کبری کہ درین حال کمال دارد و بنیٹھ اشارت بہ لبس جدید کہ ہر آن لباس تازہ و صفات بے اندازہ در نظرش مے آید المقصود ہمہ را باخت ہر دم با جمال نامتناہی کہ چنان حروف از یک سیاہی است

ساخت خرید و فروخت دارد ٥

خریداران جانان جان فروشند		بگردہند وشش ایمان فروشند

اوچھی لڑائی کا کالا منہ فی الواقع جہاد کبیر باید تا لشکر ہستی بر باید ٥

سپیستان جبہہای مژگان ہم خود را		عزیزان ہمچے یاران دعای دوستان ہو

منوان گنگا نہایا ہے کہا کہدائی کسکی ہے لاف من ہم میزند

در تذکرہ نوشتہ کہ حضرت جنید علیہ الرحمہ بعد بیست سال بخروش

آمدند و گفتند تمام عالم بندہ من است اندھلون کا ہاتھی بیان این

مثل در مثنوی مولوی رحمۃ اللہ علیہ مبین است عاشقی اوہلان

جی کا ڈر آرے ٥

تعلق حجاب است و بی حاصلی		چو پیوند ہا بگسلی واصلی

بھولے جوگی ادونا لاجہ باید دانست بھولے جوگی اشارت

بمحویت میکند یعنی ہر چند سالک را محو بیشتر یافت معنی ہم

بیشتر ٥

کسان را درین بزم ساغر دہند		کہ داروی بیہوشیش در دہند

آگ کھاے سو انگارا اگلے سبحان اللہ وقتی گرانش ما اللہ

الموقدة التي تطلع على الافئدة در دلها زبانه میزند و در زبانها
بیانها نمودار میکرده

بر زبان چون حرف عشق آرد گذار		شعلهٔ بر شعلهٔ بینی سوار

روزی حضرت بهاء الدین سهروردی قدس الله روحه بدرین معنی
سخن می فرمود ناگاه شعلهٔ آتش از زبان مبارکش جدا شد و در هوا
ناپدید گردید آه صد آه مصرع

	دلا بسوز که سوز تو کارها بکند	

دیس چوری پردیس سکهه حال کامل است یعنی در امکان
بسیار است و خراب الدنیا سجن المومنین و در لامکان
بنهایت سیراب و فیض یاب مصرع

	گدای کوی تو از هشت خلد مستغنی است	

رتبهٔ علوی را که پردیس گفته و دیس نگفته مقدمه سلوک است که سفر
معنوی عبارت از وست و طریقهٔ عروج در گفتگوست و الا نه وطن اصلی
هوست کل شئ یرجع الی اصله خصوصا نزد ما مردم نادان که با تعلق
چنان متعلق شده ایم که سوای امکان دیگر از جان رفته و نیا یاد است

راجا چھوڑی نگری جس بھاوی تس لہو سقول ہروان دین اشت
لیہہ پروس جھوپڑا نت آٹھ کرتی رار لطیفہ رہروان یقین
گنگا گیین منڈا این سدہ ہر کرا مجالست کہ مجانستہا این قوم
کند کو ہر چہ مجالست از ہر نہ شناوری درین بحر کردن آسان نیست ع

یکام نہنگ ست منزل نخست

اینجا من ہانی گھر جالی نیست قاعنی نیا و نگرینگے تو گھر نہ جان
دینگے چنانچہ قول دیوانہ مصرع

چہ دامنگیر یارب منزلے بود

لگنے کو پنڈ دل ہی میٹھا اشارت بر نفس است کہ امتیازے ندارد
تیر نہ کمان اللہ کی امان باید دانست کہ تیر و کمان اشارت بر بندیر
است و انجا کہ بیریا گنجائی نیست عین سلامتی و امان است چھری
چھو موں سینان کی الونین درین مثل نیاز عاشق است و استغنای
محبوب ۵

بے فخر دلبود بود و منت ہر جا ہستی کہ گردم		یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت

نے نے پیٹ چلے جھوں پر ہولس احوال ایشان است کہ خندید

شکست پیشتر مے یابد لبست زیادہ تر سازند چنانچہ کسے گفتہ دوہرہ

ہریا ہر سون ہیت کر جیون کسان کی ریت		دام چگنے دکھ کہنا تون و کھیت بن سوکھت

ملان کی دوڑ مسیت تائین یشنو مسیت اشارت بدل است

یعنی مرد آگاہ راہموارہ توجہ طرف دل صنوبری است ہ

کس ندانست کہ آن شوخ کجا شانہ کیست		بر در دل نشینیم و یک آواز دہیم

ٹوٹی ہاتھ کل جندی بدانکہ ٹوٹی ہاتھ پر رفع علائق و لواحق کردہ

یعنی از ہمہ گسستہ در خود پیوستہ آرے لمولفہ

در خود چو نظر کنی جہان را بینی		کون و مکانین و زمان را بینی
بیخود چو بخود رسی خدا سید اند		جان را بینی تو جان جان را بینی

اس ہاتھ کا ماندہ اس ہاتھ مصرع

	ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد	

مانگ کھا تامسیت مین سونو نان جانم بنگر مانگ کھا

از مظہر کہ مرائی جمال اوست کردہ و مسیت بدل مناسبت دادہ

آرے اہل دلان را ہر دم افطار ازنگاہ است افطار و ابرو تیہ

بیان اوست و ہموارہ در دل آرامگاہ است کہ لی قلب ان

عصیتہ فعصیت اللہ ورشتان او ہو نہوئے گیہون توکرے
کا گیہون درین مثل ماضی و مستقبل را گنجائی نمیدہد و از دم حال استفاد
میکند ۵

ازآمدہ و رفتہ دگر یاد مکن		حالی خوش باش و آنکہ مقصود اینست

دنان چار کی چاندنی پھر اندھیارا پاکھ بیان واردات است
کہ بر سالک میگذرد و چاندنی عبارت از تجلیات تلوین میکند
و اندھیارا اشارت بر نور ذات کہ لایزال است مے نماید و معنی
اش آنکہ در حالت کسب از اشتیاق تمام و طلب بالاکلام میگوید یعنی
تلوین را طے نمودہ تمکین مے رسد ۵

ہر کرا دو روز او یکسان بود		سود و عمر او ہمہ تاوان بود

کانے چوٹ کنوڈے کھینٹ درین مثل حال نظربازان
است کانا چشم یک بین و حق بین دارد و دوبین نیست لیس و ہمی ہم
از غیر نزد ش ضرری شدید و کنوڈے کھینٹ ازین قبیل است بہ
دانا ست پدید العاقل تکفیہ الاشارہ ۵ جھینگا سول روبرو
کانوں نین سنو جو انمرد سے کہ بہ نقطہ وحدت رسیدہ ہمہ مراتب تجلیات

تابع اوست من لہ ہمولی فلہ الکل پر بہ موجب نم جہتی موتن
سیا کر تب جاک موتن جہتی چلتی بیل نہ دیکھی آڑ قول کامل است
یعنے ہر دم کہ ہست دریا مولی مے آید و میرود احتیاج بتقیید نیست مصرع

	یاد نیش کنم ار شود فراموش	

سوختن سے تکلف و ساختن بے تصرف رفرے عجیب گھر سیاہ
ہو کنڈون کو جاے مصرع

	درست ہر چہ مسیطلبی آن غلط مکن	

پس میگوید یعنی بظاہر مقید مشو لمولفہ

حیف لعل بے بہائے در نہفت		کوہ ما یا لالہ و گل رو کشد

گھر آئے سانپ نہ پوجیے بانبی پوجن جاے این ہر دو مثل یک
معنی دارد

شب با تو غنودم و نمی دانستم		روز رفت بتو بودم و نمی دانستم

کودکی چھوڑی پیٹ کے آس این مثل رنگین است و معنیش بالعکس
عوام است یعنی کو درا اشارت بظاہر کردہ کہ بیحاصل است و پیٹ را
بباطن مراد نمودہ و حصول جاویدگی ازو کشودہ لکھیں دیکھیں عنان بانچین گیرتا ر

مردے کہ بمرتبۂ الوہیت رسیدہ ہر رمزے کہ از و بوقوع آید جز خدا دیگرے نداند
جوگی کا کی ہیبت جوانمردان کہ سیر تلوین میکنند التفاتے و خصوصیتے
بہیچ از ان منظور نمیدارند اگرچہ نمایش و لذات آن ثبات حلقہ بگوش
ایشان است اما تابع بودن نہ کار درویشان است المقصود با ہیچ مقامے
استقامت نمیکنند کہ چھٹ پڑا وہ سونا جاسے ٹوٹیں کان
کہ گرم روان را در تنزلات تلوین آمدن و ماندن از ان قبیلہ است کہ
بھولے بانجھن گاے کھاے چون باین سخنان سی آن زبان
حلاوت آن معلوم نمائی بنظر سرسری نہ بینی چنانچہ اندھا بگلا
کیچ کھاے کار جان باختن است و خود را از خود دور انداختن نہ
آنکہ درین امر مصلحت ساختن کہ خرگوش سون جانون یا کو سون
و در جان دادن چندان جاہنا نثار تو سازند اوڈن مار کھوریا دیکھو پلینڈی
دوس یعنی امر علوی را دیدنی و پر جانبازی سخن می آیی و مرتکب غیر ما سوے
اللہ میشوی جانم زنہار زنہار کار امروز را بفردا نگذاری کہ کھوٹا اچاہے
بنائیگی کون تک بھرتی آئیو ہیں یا یار کہ نہ دوا تی ما بیابی و خیال جوانی
و نادانی را از دل بزداے کوڑھ مین کھاج ہرچند ہیچو اہم کہ باشارت

عرفان مے مجا باشیر نشوم واز تا بسر دہم کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے
وازین راہ فاش گفتن مصلحت نمے بینم کو ٹھو سے کھل آئی کھٹی
بلدھون جوک راز پوشیدہ را با ہل آز یعنی با حیوان چون بازم
فاما در آئی کہ تعبیہ شوق و تسلط ذوق مستولی میگردد ڈھینگا ڈھینگا
بلو کا راج کار و بار اختیار از دست میرود مصرعہ

	تیرے ست ولی کمانش در دست کسی است	
	لمولفہ مصرع	
	گفتگوئے با کمانداری مجال تیر نیست	

آرے سخن عشق آمدنی ست آوردنی نیست والا نہ حال این عاجز معلوم کہ کبکی
تیلن کیکا پلا مصرع

	عمرے باید کہ یار آید بکنار	

کالھ ہین بنیا آج ہین سیٹھ بودن دشوار است ولیقین آست
کہ پوس ہے تین پچاک سیندی را حال ستھی گفتن کے سزاوار است
کہان راجا بھوج کہان گنگا تیلی مصرع

	چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا	

المقصود ہر گونہ درین امر قاصرم اما بحکم آنکہ بھیجیڈ لیے اٹھی مچھلی پری

مصرع

	کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا	

از بے استعدادی خود قاصرم و یک چند سطرے کہ نوشتہ ام اندھلی کی بھیٹریا آنکہ کو ہری لات بنگٹی تعجب نیست ٹاٹ کا جامان موسیح کی بیجیا قال موافق حال خود زدہ ام الٰہی ہرچہ گفتہ ام براے تو گفتہ ام و بتو گفتہ ام وازتن گفتہ ام ؎

گرم جرم بینی مکن عیب من		توئی سر برآوردہ از جیب من

الٰہی از جلال تو حیرانم و در جمال تو نگرانم کہ بھوبن پرپت نانہہ الٰہی از کبریائی تو دلم ترسناک است چنانچہ لکڑی کے ڈر بندری ناچے الٰہی از حالت خود کہ او رسیاسے تو ہری سے پاتن کرواے نہایت غمناک ؎

ہمچو من ناقابلے وصاف آدم دیدہ بود		زین سبب ابلیس ملعون سجدہ بر آدم نکرد

الٰہی ہمے بخش کہ سو گز واروں ایک گز نہ پھاڑوں یعنی پردہ تعداد کثرت دیدہ بر مرکز یک مستقیم و آرمیدہ شوم الٰہی در لذات جمال خود

چنان حریص کن کہ چنے چباے کے انگلی چاٹے یعنی سر موہم
ترک نماند و ہیچ ازان نگذارم اسلیے ہر عملے و فعلے کہ میکنم لایق درگاہ
تو نیست عبادتہاے من نادرست و ارادتہاے من سست چنانچہ چیل
ماڑے لے گئی تیا تمھاری نانون الٰہی طاقتم و طاقت لذت
شوق و ذوق را بمن مشتاق مگردان کہ ادھیلے کی بڑھیا ٹکا
منڈوائیں الٰہی عاجزم و ناتوان الٰہی بدکردارم خوردہ مگیر کہ ایک
گھر ڈائن بھی چھوڑے و تو رحیمی و غفوری و ستاری الٰہی حلاوت
روحی ارزانی فرماے کہ از سرکشی نفس در آزارم چنانچہ دہی بھات
سون موسل الٰہی عبادت نفسانی ازان قبیل است کہ چھیری نے
دودھ دیا مینگنی بھرا کیفیت روحانی کرامت فرماے یا گسیان
تیری اولی سے

ہیچو مرغ نیم بسمل ماندہ ام در دام تو	یا بکش یا دانہ دہ یا از قفس آزاد کن

این بیچارہ را چہ چارہ تن بہ تقدیر تسلیم است فالحاصل از علم ہمی کہ
گفتگوے بیحاصل است یعنی سارا دن پیسا چپنی بھر کر اٹھایا یا فراغ
نمودم و اختتام کردم سوت نہ کپاس کولی سون لٹھم لٹھا

نہ قوت وجدان و نہ طاقت بیان بیش ازین احتیاج ندیدم و قلم و زبان و سخنان لسان ایچیدم پس آرسیدم جھوٹی نند پرائی پین

من فارغم ازین ہنر و مرا عشق تو بس		خواہی بفراق کوش و خواہی بوصال

نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا اللّٰہم احفظنا من شر ما قضیت برحمتک و فضلک و کرمک یا ارحم الراحمین آمین

دوہرہ نہایت مرغوب دل آمدہ

دوہرہ

اندھلی نین ایک جی رنگڑا دو ڈیوی لگری		پیلی پار ڈگڈگی اچی سینوری بھری

باید دانست پیلی پار اشارت بماسوی اللہ است و ڈگڈگی ایماے بر صمدانی ہویت بلکہ عین ذات است و بھری مقصود ازینے لیسمع شنوائی خود برداشت و اندھلی ہمان معنی دارد کہ ممکن در نظرش نماندہ جلوہے بیبصر مشاہدہ کرد و چور عبارت از ذات است اگرچہ کسے نمے بیند و او کار ہا میکند و چور را بامحبوب نسبت دادہ اند

مصرع

شوخ وزد دیست کہ در دست چراغے دارد	

فالحاصل مردے کہ از حکم بے بیصر جلوہ دیدہ و یافتہ آنرا بجز ترانہ
بے بیمع شنیدہ نشود و غیر از پا شکستہ برین حال نہ دود

مصرعہ

بردند شکستگان ازین میدان گوے

تمّت



حورِ مقصورات

یا

اسلام مین تعلیم یافتہ مستورات

...ہو مین ابتدای اسلام سے زمانہ حال تک کی تعلیم یافتہ خواتین کی سوانح عمریان

...ن نثر

...ہن ... عفت اور عصمت کا سچا فوٹو۔ اُنکے علم وفضل کے کرشمے۔ اُنکا

...فصیح۔ پاک۔ اور آبدار کلام۔ اُنکے استقلال کے ساتھ جوانمردیان۔

اُنکے تخت سلطنت پر جلوہ افروزیان یعنے تمامی اسلامی دنیا عرب وعجم شام

و روم مصر وایران اور ہندوستان کی مخدرات کے حالات لکھے گئے ہین

قیمت علاوہ محصول ڈاک ایکروپیہ چار آنہ (۱؎۴) ہے۔ جلد طلب فرمائیے

ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا فقط

المشتہر

سید افتخار عالم۔ قصبہ مارہرہ ضلع ایٹہ۔ ممالک مغربی وشمالی